ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوّت ملتان

۷

ربیع الثانی : ۱۴۲۱ھ
جولائی : ۲۰۰۰ء

مفکرِ اسلام
مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ
شخصیت اور خدمات

احرار کارکنوں کے نام

احرار کے کارکنو، وفا کے خوگرو!
اس بات پر دل کی گہرائیوں سے یقین کرلو کہ آپ اللہ کے دین کے چاکر اور شریعتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے پابند ہیں۔

جو لوگ ان دونوں صفتوں سے محروم ہیں ان سے بیزاری کا اعلانِ عام کردو۔ اپنے جسم ظاہری اور روح میں ایسی قوت پیدا کرنے کی مسلسل جدوجہد کرتے رہو جو آپ کو صحابۂ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نقشِ ثانی بنا دے۔ آپ دین کی محبت میں اس مقام پر پہنچ جائیں کہ آپ کا وقت، آپ کا مال، آپ کی جان اور آپ کی عزت و آبرو، یہ آپ کا نہیں بلکہ یہ سب کچھ اللہ اور اُسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور آپنے یہ سب کچھ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت کیلئے قربان کرنا ہے۔

جب بھی دین آپکو پکارے آپ تڑپ کر اٹھیں اور ایثار پیشہ احرار، لبیک لبیک کا نعرۂ مستانہ لگاتے ہوئے دین کے دشمنوں پر جھپٹ پڑیں۔

اپنے مسلکِ حق پر جمے رہو، اپنی روایت پر ڈٹے رہو اور سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنا سب کچھ نثار کرتے رہو۔ اللہ آپکے ساتھ ہے، اللہ آپکے ساتھ ہے، یقیناً اللہ آپکے ساتھ ہے۔

محسنِ احرار، ابن امیرِ شریعت
حضرت سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ
ملتان مئی ۱۹۸۶ء

حکومت دینی مدارس کی بجائے این جی اوز کی تحقیقات کرے

امیرِ احرار سید عطاء المہیمن بخاری کا انٹرویو

سردار آصف احمد علی خان کی دستبرداری

فتنۂ انکارِ حدیث

دشمنانِ جہاد...!

چند تازہ انکشافات

اخبار الاحرار

افکارِ احرار

سچائی

سچائی حق ہوتے ہوئے بھی فوری کامیابی کی کفیل نہیں ہوا کرتی۔ ہتھیلی پر سرسوں جمانے کا دعویٰ دجّال کی کرشمہ سازی ہے۔ پیغمبر بھی اتمام حجت کیلئے معجزہ دکھلاتے ہیں۔ فہم سلیم ہو تو نتائج کے موازنہ پر نگاہ جائے گی۔ ادب کی منڈی میں مچھلی بک رہی ہے اور اسی دھما چوکڑی میں افکار کے ڈاکو، متاعِ دین پر ہاتھ صاف کرنے کی ٹھانے ہوئے ہیں۔ خدائی کے ہم ٹھیکیدار نہیں، لیکن عظمتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نگہبانی کا حق بھی ہم سے چھینا نہیں جاسکتا۔ ہم نے وقت پر بیداری کا ثبوت دیا ہے۔ اور اونگھتے ہوؤں کو چونکا دیا ہے، فکر اس بات کا نہیں کہ اجنبی دیس کی نقرئی جھنکار پر بدمست اعتقادی لُٹیروں کا حملہ سخت ہے، صدمہ تو یہ ہے کہ ادّعا داران مدافعت طبل جنگ کی دندناہٹ سننے پر بھی خوابِ خرگوش سے نہیں جاگے، شاید وہ صورِ اسرافیل کے انتظار میں محو ہیں۔ قدرت ڈھیل تو دیتی ہے مگر جرمِ مداہنت کی پاداش میں آنے والے عذاب کو ٹالا بھی نہیں کرتی۔ حال کا تغافل، مستقبل میں گھناؤنے فکری ارتداد کا دروازہ کھول دے گا۔ اور نسلاً بعد نسل تک نئے مسافر پیشرو خائنین کی قبور پر لعنت بھیجیں گے۔

ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰٓى اَشَدِّ الْعَذَابِ (القرآن)

ان کی سزا اس کے سوا اور کیا ہو سکتی ہے کہ دنیا کی زندگی میں تو رسوائی ہو اور قیامت کے دن سخت سے سخت عذاب میں ڈال دیئے جائیں۔ (البقرہ ۸۵)

جانشین امیر شریعت

حضرت سید ابومعاویہ ابوذر بخاری رحمہ اللہ

(ماہنامہ "مستقبل" شمارہ ۵، محرم الحرام ۱۳۶۸ھ، نومبر ۱۹۴۹ء)

ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت ملتان
Regd: M. No. 32
جلد ۱۱ | شمارہ ۷ | قیمت ۱۵۔ روپے
بیاد سید الاحرار حضرت امیر شریعت
سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ
ربیع الثانی ۱۴۲۱ھ
جولائی 2000ء

بانی: مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

زیر سرپرستی

حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ

ابن امیر شریعت حضرت پیر جی
سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ

مدیر مسئول

سید محمد کفیل بخاری

رفقاء فکر

مولانا محمد اسحٰق سلیمی
پروفیسر خالد شبیر احمد
عبداللطیف خالد چیمہ
سید یونس الحسنی
مولانا محمد مغیرہ
محمد عمر فاروق

زر تعاون سالانہ

اندرون ملک 150۔ روپے
بیرون ملک 1000 روپے پاکستانی

رابطہ: دار بنی ہاشم ۰ مہربان کالونی ملتان 061.511961

تحریک تحفظ ختم نبوۃ شعبہ تبلیغ مجلس احرار اسلام پاکستان

تشکیل

اداریہ: دل کی بات ———— ۳
مدیر

انٹرویو: امیر احرار سید عطاء المہیمن بخاری سے ہفت روزہ ''غازی'' کی گفتگو ———— ۵

افکار: دینی مدارس کے خلاف این جی اوز کا شور و غوغا ———— ۱۱
حامد میر

" " " عوام کیا چاہتے ہیں ———— ۱۴
محمد عمر فاروق

" " " سردار اسرائیل خان کی دستبرادی ———— ۱۶
محمد عمر فاروق

رد پرویزیت: فتنۂ انکار حدیث ———— ۱۸
مولانا ڈاکٹر احمد علی سراج

تحقیق: اسلامی تہذیب اور اس کے عناصر ترکیبی ———— ۲۴
پروفیسر خواجہ محمد اسلم مرحوم

تجزیہ: دشمنانِ جہاد...... چند تازہ انکشافات ———— ۳۱
بریگیڈیئر (ر) شمس الحق قاضی

شخصیت: مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ .... شخصیت اور خدمات ———— ۳۵
مولانا محمد عیسیٰ منصوری

سفر نامہ: امارتِ اسلامیہ افغانستان ———— ۴۵
پروفیسر خواجہ ابوالکلام صدیقی

طنز و مزاح: زبان میری ہے بات ان کی ———— ۵۱
ساغر اقبالی

اخبار الاحرار: ———— ۵۲
ادارہ

تبصرۂ کتب: حسنِ انتقاد ———— ۶۲
خادم حسین

ترحیم: مسافرانِ آخرت ———— ۶۳
ادارہ

دل کی بات

تحریک آزادیٔ کشمیر سازشوں کے نرغہ میں

مقبوضہ کشمیر کے کٹھ پتلی وزیراعلیٰ فاروق عبداللہ نے یہود و ہنود کے گٹھ جوڑ کے نتیجے میں پرانے شکاری کی طرح عین اس وقت کشمیر کی داخلی خود مختاری کا نیا سازشی جال پھینکا ہے جب تحریکِ آزادی اپنے عروج پر ہے اور فیصلہ کن گھڑی قریب تر ہے۔ انہوں نے جموں و کشمیر کی نام نہاد ریاستی اسمبلی میں اچانک یہ قرارداد پیش کر دی کہ بھارت ریاست کشمیر کو داخلی خود مختاری دے دے اور دفاع، امور خارجہ اور مواصلات کا نظام مرکز کے پاس رہے۔

کشمیر جسے دنیا جنت نظیر کے نام سے یاد کرتی ہے روزِ اوّل سے ہی دشمنوں کی آنکھ میں خار کی طرح کھٹک رہا ہے۔ ۱۹۳۱ء میں مجلس احرار اسلام نے آزادیٔ کشمیر کی پہلی منظم تحریک کی نیو اٹھائی تھی۔ تب پچاس ہزار احرار رضا کار کشمیر میں گرفتار ہوئے تھے اور پندرہ اہم کارکن شہید ہوئے تھے۔ پہلا شہید الٰہی بخش چنیوٹی احرار رضا کار تھا۔ ۱۹۴۷ء میں انگریز جاتے جاتے مسلمانوں سے اپنا انتقام لے گیا۔ کشمیر اور بنگال کو ایک سوچی سمجھی منصوبہ بندی کے تحت متنازعہ بنا کر برصغیر میں مستقل فساد کی بنیاد رکھی گئی۔ مجلس احرار اسلام کے بانی امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ اور دیگر اکابر احرار کا جرم یہی تھا کہ انہوں نے پاکستان کے لیے مکمل پنجاب، مکمل بنگال اور مکمل سندھ کی تجویز دی تھی۔ مگر سازشیوں نے جان بوجھ کر سُنی ان سُنی کر دی اور انگریز کا حق نمک ادا کرنے میں مصروف رہے۔ مسلم لیگ کے مدار المہام آنجہانی سر ظفر اللہ قادیانی نے انگریز اور ہندو سے مل کر پنجاب کو تقسیم کرایا۔ کشمیر کو بھی تقسیم کیا۔ پٹھانکوٹ فیروز پور، بٹالہ اور قادیان کو پاکستان کے نقشہ سے خارج کرایا نتیجہ آج ہمارے سامنے ہے۔ اگر مسلم لیگ کے زعماء اکابر احرار کی تجویز مان کر ڈٹ جاتے تو آج بنگال (مرحوم مشرقی پاکستان) کشمیر، سندھ اور پنجاب کی یہ صورت حال نہ ہوتی۔ ہم ایک مضبوط پاکستان کے حامل ہوتے۔ لیکن ہمیں لولا، لنگڑا پاکستان دے کر مستقل آزمائشوں اور سازشوں میں پھنسا دیا گیا۔

امریکی صدر مسٹر کلنٹن کا اقتدار ہچکیاں لے رہا ہے اور وہ جاتے جاتے جنوبی ایشیا کے مسائل حل کرنے کا کریڈٹ لینا چاہتے ہیں۔ ساتھ ساتھ اپنی اسلام دشمنی کا اظہار کر کے یہود و نصاریٰ کے عزائم کی تکمیل بھی کرنا چاہتے ہیں۔

فاروق عبداللہ کا نیا شوشہ دراصل کلنٹن اور واجپائی کا طے شدہ منصوبہ ہے جو تحریک آزادی کشمیر میں لاکھوں مسلمانوں کی قربانی کو تباہ و برباد کرنے کی سازش ہے۔ یہ انتہائی نازک مرحلہ ہے۔ پاکستان کے موجودہ حکمرانوں کے لیے بھی اور مجاہدینِ کشمیر کے لیے بھی۔ ہمیں مجاہدین پر تو یقین ہے کہ وہ اتنی عظیم الشان قربانیوں کا ہرگز سودا نہیں کریں گے اور کشمیر کی آزادی تک جہاد جاری رکھیں گے۔

پاکستان کے چیف ایگزیکٹو جناب جنرل مشرف کے "جہاد" اور "دہشت گردی" کے حوالے سے دوٹوک موقف سے ایک امید تو بندھی ہے مگر ان کے وزیرانِ بے تدبیر اور مشیرانِ بے توقیر کی زبان درازیوں اور سیکولر

بیانات سے اعتماد کی ساری فضا مکدر ہو جاتی ہے۔ ادھر سابق مجاہد اوّل سردار عبدالقیوم اور مولانا اجمل قادری پاکستان کو اسرائیل تسلیم کرانے کے لیے پیٹ اور دماغ کا پورا زور صرف کر رہے ہیں۔ حیرت تو یہ ہے کہ غم اسرائیل میں موٹے ہوتے جا رہے ہیں۔ یعنی........ حمیت نام تھا جس کا گئی تیمور کے گھر سے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ان حضرات کی بولی ٹھولی اپنی نہیں بلکہ یہ تل ابیب اور دہلی کے گٹھ جوڑ کا شاخسانہ ہے۔ زبان ان کی ہے اور ایجنڈا یہود و ہنود کا ہے۔

امریکہ برصغیر میں بھی اب وہی کھیل کھیلنا چاہتا ہے جو سوڈان اور انڈونیشیاء میں کھیل رہا ہے۔ پاکستان میں دو نئی ریاستوں کے قیام کے لیے صیہونی اور نصرانی قوتیں بڑی ہشیاری کے ساتھ سرگرم عمل ہیں۔ پنجاب میں "عیسائی ریاست" اور شمالی علاقہ جات میں "آغاخانی ریاست"۔ یہ انتہائی خطرناک اور گھناؤنا کھیل ہے۔ پاکستان کی سلامتی اور دفاع کے خلاف کفار اور مشرکین کی سازش ہے۔ اس کے پس منظر میں بھی قادیانی کلیدی کردار ادا کر رہے ہیں۔ جناب جنرل مشرف اس خوفناک سازش کا سدباب کریں۔ قادیانیوں اور دیگر سیکولر لابیوں کو نکیل ڈالیں اور دینی جماعتوں کے مطالبات کو فوری طور پر تسلیم کریں۔ اگر خدانخواستہ ان سازشوں کو ناکام نہ بنایا گیا تو ملکی و قومی سلامتی داؤ پر لگ سکتی ہے۔

دینی مدارس کے خلاف حکومتی مہم امریکی ایجنڈا ہے

وزیر داخلہ معین الدین حیدر امریکہ کے دورے سے واپس آئے تو اپنے آقاؤں کا تازہ فرمان بھی ساتھ لائے۔ انہوں نے آتے ہی پاکستان کے دینی مدارس کے خلاف بیانات کا سلسلہ شروع کر دیا۔ دینی قوتوں کے ممکنہ ردعمل سے بچنے کیلئے حکمت عملی یہ طے کی کہ ایک بیان مدارس کے حق میں اور دوسرا خلاف داغا جائے۔ چنانچہ ایسا ہی طرز عمل اختیار کیا گیا۔ جنرل مشرف کا کہنا ہے کہ "جہاد کو دہشت گردی نہیں کہا جا سکتا"۔ معین الدین حیدر کا کہنا ہے کہ بعض دینی مدارس دہشت گردی کی حوصلہ افزائی کر رہے ہیں۔ پھر کہا کہ کوئی مدرسہ دہشت گردی کی تربیت نہیں دے رہا۔ امریکی صدر نے اپنے دورۂ پاکستان میں مطالبہ کیا تھا کہ حکومت پاکستان دہشت گردی کا سدباب کرے اور اسامہ بن لادن کو امریکہ کے حوالے کرنے میں ان کی مدد کرے۔ آجکل حکومتی کل پرزے اور خفیہ کے ہرکارے دینی مدارس کے کوائف اکٹھے کرنے میں مصروف ہیں۔ گذشتہ دنوں وزارت داخلہ کے سیکرٹری حسن رضا پاشا نے ملک کے معروف دینی مدارس کے منتظمین کو اسلام آباد میں مدعو کر کے وزارت خارجہ کے اعلیٰ حکام کی موجودگی میں علماء سے درخواست کی کہ وہ حکومت سے تعاون کریں اور ایسے افراد اور اداروں کی حوصلہ شکنی کریں جو فرقہ واریت پھیلا رہے ہیں۔ علماء نے سوال کیا کہ وہ ایسے افراد اور اداروں کی نشاندہی کریں تو سیکرٹری داخلہ لاجواب ہو گئے۔ ہم علیٰ وجہ البصیرت سمجھتے ہیں کہ دینی مدارس کے خلاف حکومت کی موجودہ مہم امریکی ایجنڈا ہے۔ حکومت ہوش کے ناخن لے اور مدارس کے نظام میں مداخلت کا خناس دماغ سے نکال دے۔ اگر یہ سلسلہ جاری رہا تو حالات موجودہ حکمرانوں کے اقتدار کے خاتمے پر منتج ہوں گے۔ علماء اور دینی مدارس اپنی سلامتی اور خود مختاری کیلئے ہر قسم کی قربانی دینے کیلئے تیار ہیں۔

حکمرانوں کا دینی مدارس میں مداخلت کا خواب کبھی پورا نہ ہوگا

حکومت مدارس کی بجائے این جی اوز کے معاملات کی تحقیق کرے جو یہود و نصاریٰ کی امداد سے پاکستان کی نظریاتی و اعتقادی بنیادیں منہدم کر رہی ہیں

مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر مولانا سید عطاء المہیمن بخاری کی ہفت روزہ "غازی" کراچی سے گفتگو

س: ملک میں موجودہ مدارس اور مساجد شماری کے پروگرام کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

ج: ہر حکومت دینی مدارس سے خوفزدہ رہی ہے اس کی اصل وجہ حکمرانوں کے سیکولر عزائم ہیں۔ دینی مدارس پاکستان کی تمام لادین قوتوں کے راستے میں سب سے بڑی رکاوٹ ہیں۔ ہر حکومت نے سروے کروایا، مدارس کے ذرائع آمدن اور طلباء کے اعداد و شمار جمع کیے مگر انہیں کچھ نہ ملا۔ میں سمجھتا ہوں حکومت اس طرح دینی مدارس میں اپنی مداخلت کا جواز نکالنا چاہتی ہے لیکن یہ اس کی غلط فہمی ہے حکومت کی یہ خواہش کبھی پوری نہ ہوسکے گی۔ آخر حکومت ان اداروں خصوصاً این جی اوز کے بارے میں کیوں خاموش ہے اور کسی بھی کارروائی سے گریز کرتی ہے جو یہودیوں اور عیسائیوں کی امداد سے چل رہے ہیں۔ یہ ادارے پاکستان کی نظریاتی اور اعتقادی بنیادوں کو اسی سرمائے کے زور پر منہدم کر رہے ہیں۔ حکومت این جی اوز کے مقاصد، ذرائع آمدن اور اثاثوں کی تحقیق کرے تو اسے معلوم ہوجائے گا کہ ملک کی جڑیں کون کھوکھلی کر رہا ہے۔

س: آپ جنرل مشرف کے "قانونِ توہین رسالت" کے حوالے سے تازہ اعلان سے کس حد تک متفق ہیں؟

ج: اس قانون کے تحت اندارج مقدمہ کے سابقہ طریقہ کار کی بحالی خوش آئند ہے۔ یہ علماء کے اتحاد اور پوری قوم کے متفقہ دباؤ کی برکت ہے۔ ہمیں حکمرانوں پر ہرگز اعتماد نہیں۔ اگر وہ مخلص ہیں تو دینی جماعتوں کے پیش کردہ باقی مطالبات بھی تسلیم کریں۔

س: آپ کا تعلق ایک ایسے گھرانے سے ہے جس نے ہمیشہ قادیانیوں کا تعاقب کیا ہے آپ کے خیال میں موجودہ دور میں قادیانیوں کا کیا کردار ہے؟

ج: قادیانیوں کا کردار ہر دور میں ایک ہی رہا ہے، اسلام اور مسلمانوں سے غداری۔ وہ مرزا قادیانی کے بقول "انگریز کا خود کاشتہ پودا ہے" انہوں نے شروع سے آج تک یہود و نصاریٰ کی اسلام کے خلاف سازشوں اور عزائم کی تکمیل کیلئے کام کیا ہے۔ قادیانی عالمی استعمار کا ففتھ کالم ہیں اور یہودیوں، عیسائیوں کے ٹول ہیں۔ وہ دنیا میں اپنی خود مختار ریاست قائم کرنے کی فکر میں ہیں۔ ہندوستان میں "قادیان" اور پاکستان میں چناب نگر (ربوہ) کو انہوں نے اپنی ریاست بنانے کی کوشش کی الحمدللہ مجلس احرار اسلام نے دونوں مقامات پر ان

کی اس سازش کو ناکام کیا ہے۔ انہوں نے کشمیر اور بلوچستان میں بھی اپنی ریاست کے قیام کیلئے ہاتھ پاؤں مارے مگر منہ کی کھائی۔ قادیانیوں نے ہمیشہ چھپ کر وار کیا ہے۔ فوج، انتظامیہ، بیورو کریسی، اور عدلیہ کے کلیدی عہدوں پر بڑی منظم منصوبہ بندی کے ساتھ یہ لوگ قابض ہیں اور اختیارات کا ناجائز استعمال کر کے اپنے مفادات کا تحفظ کر رہے ہیں۔ پاکستان میں آئینی طور پر غیر مسلم اقلیت تسلیم کیے جانے کے بعد اور پھر قانون امتناع قادیانیت بننے کے بعد یہ زیر زمین چلے گئے اور صلیبی اور صہیونی قوتوں کے ذریعے حکومت پاکستان پر مسلسل دباؤ بڑھاتے رہے۔ آج بھی امریکہ و برطانیہ، آئی ایم ایف، ورلڈ بنک اور ایمنسٹی انٹر نیشنل ان کی حمایت کر رہے ہیں۔ برطانیہ انہیں چہیتے بیٹوں کی طرح سے پال رہا ہے۔ مرزا طاہر اپنے مذہب کی جنم بھومی اور پناہ گاہ برطانیہ میں بیٹھ کر اسلام کے خلاف سازشیں کر رہا ہے۔ حال ہی میں انہوں نے اقوام متحدہ میں درخواست پیش کی ہے کہ پاکستان میں ان پر مظالم ہو رہے ہیں اور ان کے انسانی حقوق پامال ہو رہے ہیں۔ یہ مرزا قادیانی کی نبوت کی طرح صریحاً جھوٹ ہے پاکستان کے تمام شہروں میں وہ کفرو ارتداد پھیلا رہے ہیں۔ سندھ میں قادیانیوں کی سرگرمیاں عروج پر ہیں اندرون سندھ خاص طور پر وہ سادہ لوح مسلمان کو گمراہ کر رہے ہیں اور حکومت کی طرف سے ان پر کوئی گرفت نہیں۔ چناب نگر (سابقہ ربوہ) میں ان

❖ موجودہ حکمرانوں کے عزائم بھی سیکولر ہیں۔ وہ مخلص ہیں تو دینی جماعتوں کے مطالبات تسلیم کریں۔

❖ اسلام اور مسلمانوں سے غداری قادیانیت کا نصب العین ہے

کے دفاتر، پریس، رسائل و جرائد، اپنی عدالتیں اور دیگر معملات آزادی سے چل رہے ہیں جو آئین پاکستان کی کھلی خلاف ورزی ہے۔ چناب نگر کے گرد و نواح میں غریب مسلمانوں سے مہنگے داموں زمینیں خرید کر انہیں علاقہ سے بے دخل کر رہے ہیں اور اپنے لوگوں کی بستیاں بسا رہے ہیں۔ ملک میں کام کرنے والی این جی اوز میں ان کے ایجنٹ شامل ہیں۔ ان کی تمام تر سرگرمیاں پاکستان کو سیکولر سٹیٹ بنانے کیلئے وقف ہیں تاکہ وہ کفر و ارتداد کی کھلے عام تبلیغ کر سکیں اور انہیں کوئی روکنے والا نہ ہو۔ قادیانیوں کا محاسبہ میرے عقیدہ وایمان کا تقاضہ بھی ہے اور خاندانی ورثہ بھی۔ میری جماعت مجلس احرار اسلام نے جس طرح قادیان میں مدرسہ ختم نبوت قائم کر کے ان کے اثر و نفوذ کو توڑا اور امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے قادیانیوں کا ہر سطح پر تعاقب کیا اسی طرح (ربوہ) چناب نگر میں مجلس احرار اسلام نے مسلمانوں کی پہلی مسجد اور مدرسہ قائم کیا ہے۔ قادیانی چور دروازوں سے داخل ہو کر اقتدار پر شب خون مارنا چاہتے ہیں ہم ان کی اس سازش اور خواہش کو کبھی پورا نہیں ہونے دیں گے۔

س: قادیانیوں کے متعلق حکومت کے رویے کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟

ج: حکومت کا رویہ نرم ہے غیر ملکی دباؤ کی وجہ سے بھی اور سیکولر ذہنیت کی وجہ سے بھی اور یہ رویہ ہر لحاظ سے

قابل مذمت ہے وہ کھلے عام قانون کی دھجیاں بکھیر رہے ہیں۔ ملک اور قوم کے خلاف سازشیں کر رہے ہیں مگر حکومت کی طرف سے کوئی روک ٹوک نہیں۔ بعض مقامات پر ہماری جماعت نے ان کی سرگرمیوں کا نوٹس لیا اور آئینی حدود کے اندر رہتے ہوئے احتجاج کیا تو ہمارے کارکنوں کو سول انتظامیہ اور کہیں فوجی افسروں نے بلا کر دھمکانے کی کوشش بھی کی ہے۔ یہ صورت حال اس بات کی غماز ہے کہ یہ لوگ کتنے با اثر ہیں۔ آخر حکومت ایک اقلیت سے اسقدر مرعوب و خوفزدہ کیوں ہے اور اسے آئینی حقوق کے اندر رہنے کا پابند کیوں نہیں کرتی۔

س: ملک میں اسلامی قانون کے نفاذ کی عملاً کیا صورت ہو سکتی ہے؟

ج: آئین میں یہ بات طے ہے کہ پاکستان کا سرکاری مذہب اسلام ہے اور قرآن و سنت ملک کا سپریم لاء ہے۔ ہر مسلمان پاکستان میں اسلامی قوانین کے نفاذ کا خواہاں ہے۔ اسلامی نظام کا نفاذ ہر دینی جماعت کا منشور اور متفقہ مطالبہ ہے۔ پاکستان میں اسلامی قوانین نافذ نہ ہونے کے ذمہ دار حکمران اور لادین سیاست دان ہیں۔ عوام نہیں! اختیارات حکومت کے پاس ہیں عوام کے پاس نہیں۔ بد قسمتی ہے کہ ہمارے ملک میں سیاسی حوالے سے جمہوریت کی بحالی اور جمہوری نظام کے استحکام کیلئے تو محنت ہوتی رہی لیکن اگر اتنی محنت

❖ اسلامی قوانین نافذ نہ ہونے کے ذمہ دار حکمران ہیں عوام نہیں

❖ حکومت، اسلامی نظریاتی کونسل کی تجویز کردہ سفارشات کو آئینی شکل دے کر اسلامی قوانین نافذ کرے

نفاذ اسلام کیلئے کی جاتی تو آج ملک اسلام کا گہوارہ ہوتا۔ بعض علماء اور دینی جماعتیں بھی جمہوری راستے سے اسلام لانے کی جدوجہد کرتے رہے لیکن نتیجہ یہ ہے کہ دینی جماعتوں اور علماء کو بتدریج پارلیمنٹ سے نکال دیا گیا۔ جمہوریت مشرکانہ اور غیر فطری نظام ہے جو پوری دنیا میں ناکام ہو رہا ہے۔ ایک کرپٹ سوسائٹی کے قیام میں جمہوری نظام سب سے زیادہ معاون ہے۔ مجلس احرار اسلام کا موقف یہ ہے کہ اسلام کفریہ نظاموں کے سہاروں کا محتاج نہیں۔ وہ جب بھی آئے گا اپنی طاقت سے آئے گا۔ امارت اسلامیہ افغانستان اس کی زندہ مثال ہے۔ میرے خیال میں کوئی بھی حکومت اگر اسلام نافذ کرنے میں مخلص ہوتی تو یہ فریضہ کب کا ادا ہو چکا ہوتا۔ موجودہ حکومت کا ایجنڈا بھی نفاذ اسلام نہیں۔ اگر ہے تو حکمرانوں کے اعمال اس کے برعکس ہیں۔ اسلامی نظریاتی کونسل ایک آئینی ادارہ ہے جس میں تمام مکاتب فکر کے علماء شامل ہیں۔ کونسل نے اسلامی قوانین کے نفاذ کا مکمل خاکہ اپنی سفارشات کی صورت میں مرتب کر کے حکومت کو پیش کیا ہوا ہے۔ یہ متفقہ سفارشات ہیں حکومت انہیں منظور کرے اور آئین کا حصہ بنا کر اسلامی قوانین کے نفاذ کا اعلان کرے۔ اسلامی نظام حکومت میں اپنے اپنے مسلک کے مطابق زندگی گزارنا زیادہ آسان ہے۔ جبکہ

جمہوری نظام میں بہت مشکل ہے۔ جمہوریت کا تجربہ ۵۳ سال سے ہو رہا ہے نتائج آپ کے سامنے ہیں۔ اب اسلام کا تجربہ بھی کر کے دیکھ لیں اس کے ثمرات اور برکات سے اسلام اور جمہوریت کا فرق واضح طور پر نظر آئے گا۔

س: مختلف عقائد کے علماء کیا کسی ایک پلیٹ فارم پر متحد ہو سکتے ہیں؟

ج: جی ہاں! صرف اور صرف نفاذ اسلام کی قدر مشترک پر!

س: بھٹو کے زمانے میں قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کی جدوجہد کرنے والے آج منتشر کیوں ہیں؟

ج: وہ تو آج بھی متفقہ طور پر قادیانیت کی بیخ کنی میں مصروف ہیں۔ توہین رسالت ایکٹ کے معاملہ میں تمام دینی طبقات کے اتحاد کی مثال آپ کے سامنے ہے۔ اسلامی حکومت کے قیام، کے لئے کہیں بھی انتشار نہیں۔ البتہ سیاسی مسائل میں اپنا اپنا نقطۂ نظر ہے۔ اور جہاں بھی قومی سوچ کا فقدان ہے وہیں انتشار ہے۔ اس کی مثالیں ہر طبقہ میں موجود ہیں صرف دینی طبقات کو مورد الزام ٹھہرانا درست نہیں۔

س: شیعہ سنی تصادم کو دور کرنے کیلئے کیا راہ عمل اختیار کی جا سکتی ہے؟

ج: کئی طریقوں سے یہ معاملہ نمٹایا جا سکتا ہے بشرطیکہ نیتوں میں اخلاص موجود ہو مثلاً

i۔ اپنے مسلک کو چھوڑو نہیں دوسرے کے مسلک کو چھیڑو نہیں۔

ii۔ سپریم کورٹ کا فل بنچ غیر جانبدارانہ جائزہ لے کر امت کے اجتماعی عقائد کے خلاف مواد پر مشتمل تمام

❖ جمہوریت کا تجربہ ناکام ہو چکا ہے۔ اب اسلام کا تجربہ بھی کر کے دیکھ لیں

❖ سرکاری نصاب تعلیم سے سیرت و کردار کی تعمیر نہیں ہو سکتی یہ کام صرف دینی نصابِ تعلیم سے ہی ہو سکتا ہے

کتب پر پابندی لگا دے

iii۔ توہین رسالت ایکٹ کی طرح ازواج و اصحاب رسول علیہم الرضوان کے مقام و منصب کے تحفظ کیلئے بھی قانون نافذ کیا جائے۔

س: دینی مدارس پر دہشت گردی کا الزام کس حد تک درست ہے؟

ج: بالکل غلط ہے ابھی حال ہی میں وزیر داخلہ معین الدین حیدر نے بھی مکمل تحقیقات کے بعد بیان دیا ہے کہ وطن عزیز کے دینی مدارس دہشت گردی کی تربیت میں ملوث نہیں۔

س: ملک میں دہشت گردی کی موجودہ لہر کے متعلق آپ کے کیا تاثرات ہیں؟

ج: یہ اسلام اور وطن دشمن لوگوں کی کارستانیاں ہیں ان میں اندرونی و بیرونی ایجنسیاں بھی ملوث ہیں۔ علماء کو قتل کر کے دینی مدارس اور جماعتوں کو خوفزدہ کرنا، نفاذِ اسلام کی جدوجہد کو سبوتاژ کرنا اور ملک میں ہر لحاظ سے عدم استحکام پیدا کرنا ان کے مقاصد و اہداف ہیں۔ ظاہر ہے کوئی مسلمان اور محب وطن ایسا سوچ سکتا

ہے نہ کر سکتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ دہشت گردوں کو ان کارروائیوں سے وقتی فائدہ تو پہنچ سکتا ہے لیکن وہ اپنے مذموم مقاصد میں کلی طور پر کامیاب نہیں ہو سکیں گے۔ اس قربانی کا فائدہ بہر حال دینی تحریکوں کو ہی ملے گا۔

س: کیا جمعہ کی چھٹی سے شعائر اسلام کی کوئی خدمت ہو سکتی ہے؟

ج: دنیا بھر کے عیسائی اپنی عبادت کیلئے اتوار کی چھٹی کرتے ہیں۔ ہم مسلمانوں کیلئے ان کی اتباع کرنے کے بجائے اپنا الگ تشخص برقرار رکھنا از بس ضروری ہے۔ شریعت نے پورے ہفتے میں جمعہ کے دن کو متبرک قرار دیا ہے۔ نماز جمعہ کا اہتمام مسلمانوں کی اجتماعی قوت کا بھرپور اظہار بھی ہے۔ اسلئے وطنِ عزیز میں اتوار کے بجائے جمعۃ المبارک کی ہفتہ وار تعطیل بہر صورت ضروری ہے۔

س: دینی مدارس میں سرکاری نصاب یا موجودہ وقت کے تقاضوں سے ہم آہنگ نصاب کے متعلق آپ کیا رائے دیں گے؟

ج: سرکاری نصاب سے سیرت و کردار کی تعمیر نہیں ہو سکتی موجودہ دینی نصاب میں مناسب تبدیلیوں کی مدد سے وقتی تقاضوں سے عہدہ برآ ہونا ضروری ہے۔ لیکن اس معاملے میں کسی سرکاری مداخلت کو ہرگز قبول نہیں کیا جا سکتا کیونکہ دینی اداروں کی شناخت اور بقاء اسی میں ہے۔ دین کی محنت اور دینی معاشرہ کے قیام کے لئے جس قسم کے افراد کی ضرورت ہے وہ سرکاری نصاب کے ذریعے پیدا کرنا ممکن نہیں۔ یہ ضرورت صرف دینی نصاب سے ہی پوری کی جا سکتی ہے۔

س: دینی مدارس کے مروجہ نصاب کے ساتھ کمپیوٹر یا دیگر جدید سہولیات سے متعلق نصاب مدارس کے ذمہ دار از خود کیوں شامل نہیں کرتے؟

ج: یہ تو وسائل کی بات ہے۔ کئی بڑے مدارس میں کمپیوٹر کلاسز شروع ہو چکی ہیں اور بہت سے مدارس کا سارا نظام کمپیوٹرائزڈ ہے دیگر مدارس کے ذمہ داران جدید سہولیات سے استفادہ کرنے کا سوچ رہے ہیں جب اس پر عمل ہو گا تو نصاب میں تکنیکی مضامین بھی ہوں گے مگر اصل بات وہی ہے کہ بیرونی مداخلت کسی بھی صورت قبول نہیں۔

س: اس وقت دین اور ملک کی خدمت میں علمائے کرام اپنا حصہ کس حد تک ادا کر رہے ہیں؟

ج: معاشرے کے دیگر طبقات کی طرح علمائے کرام بھی اپنے حصے کا کام انجام دے رہے ہیں۔ وہ پاکستان کی نظریاتی اساس یعنی اسلام کی ہر سطح پر نفاذ کی جدوجہد کر رہے ہیں۔ اپنے خطبوں، مواعظ و مجالس اور اصلاحی لٹریچر کے ذریعے لوگوں کے دل و دماغ میں یہ بات نقش کر رہے ہیں کہ پاکستان کا استحکام نظام اسلام کے مکمل نفاذ سے وابستہ ہے۔ علماء کی محنت سے معاشرے میں دینی اقدار زندہ ہیں۔ دعوت و تبلیغ کے ذریعے سیرت و کردار کی تعمیر کی محنت بھی جاری ہے۔ ملک میں امن و امان کی بحالی کیلئے علماء حکومت سے مثالی تعاون کرتے ہیں۔ یہ سب کچھ دین اور ملک کی خدمت ہی تو ہے۔

س: ملک کی اقتصادی، معاشی اور سائنسی ترقی کیلئے آپکے خیال میں کوئی ٹھوس پروگرام کیا ہو سکتا ہے؟ جو اسلام کے دائرے کے اندر بھی ہو اور جدید مسائل کا حل بھی پیش کرے؟

ج: ایک اسلامی ملک کی معیشت کو ہر قسم کے اندورنی و بیرونی دباؤ سے آزاد ہونا چاہیے اس کے لئے ضروری ہے کہ اولاً...... یہاں سود کو اس کی تمام صورتوں میں حرام قرار دے کر اس سے چھٹکارا حاصل کیا جائے۔ قرآن مجید میں صراحتیں موجود ہیں۔ سپریم کورٹ آف پاکستان نے بھی یہی حکم صادر کیا ہے۔ دنیا کے کئی ممالک میں غیر سودی نظام بڑی کامیابی سے چل رہا ہے یوں بھی یہ سودی طرز اقتصاد عالمی صیہونی استعمار کا ایک استبدادی ہتھکنڈا ہے جس کے خلاف حال ہی میں امریکہ اور برطانیہ سمیت کئی ممالک میں نفرت سے بھرپور مظاہرے ہوئے اور عالمی بنک کے عمائدین سے مطالبہ کیا گیا کہ سودی جکڑبندیوں سے پاک معاشی نظام لاگو کیا جائے۔ ثانیاً...... یہاں زکوۃ و عشر کا قانون پوری دیانت داری اور اخلاص کے ساتھ نافذ کیا جائے اس سے اتنی رقم حاصل ہو گی کہ موجودہ ٹیکسیشن کے ظالمانہ نظام کی ضرورت ہی نہیں رہے گی۔ البتہ غیر مسلم باشندگانِ وطن سے مخصوص شرح سے (جزیہ و خراج) ٹیکس وصول کرتے رہیں اس طرح پوری قوم اس نظام فطرت کی برکات سے مستفید ہو گی۔ سائنسی ترقی یا سائنسی تحقیقات ایک مستقل عمل ہے۔ اور یہ جستجو دین کے خلاف ہے نہ اس سے متصادم۔ جدید دور کے تقاضوں سے عہدہ برآ ہونے کیلئے ہر طرح کی تکنیکی برتری حاصل کرنا ہمارے فرائض میں شامل ہے۔

حکومت الٰہیہ زندہ باد — جمہوریت مردہ باد

بنی امیہ اسلامی کیسٹ مرکز

چوک بلاک ۳۳ سلانوالی، سرگودھا

ہمارے ہاں

جانشین امیر شریعت

حضرت سید ابوذر بخاری رحمہ اللہ

محسنِ احرار ابن امیر شریعت | حضرت سید عطاء المحسن بخاری رحمہ اللہ | و دیگر اکابر احرار و علماء عظام

کی نادر تقاریر کے کیسٹ دستیاب ہیں

حامد میر

دینی مدارس کے خلاف این جی اوز کا شور و غوغا

چاروں صوبوں سے تعلق رکھنے والے این جی اوز کے نمائندوں نے اسلام آباد میں ایک پریس کانفرنس کی جس میں مشترکہ طور پر دینی جماعتوں پر الزام تراشی کرتے ہوئے کہا کہ دینی مدارس میں بچوں کو زنجیروں سے باندھ دیا جاتا ہے اور یہ مدارس معاشرے میں فرقہ واریت اور دہشت گردی پھیلا رہے ہیں نوجوانوں کو جہاد کے نام پر بھرتی کیا جاتا ہے اور پھر ان سے دوسرے کام لئے جاتے ہیں۔ این جی اوز کے مطابق اسلام ایک روشن خیال مذہب ہے اس لئے ''رجعت پسندوں'' کی طرف سے خواتین کو مساوی حقوق دینے کی مخالفت قابل مذمت ہے، حکومت کو چاہیے کہ ایسے عناصر کا تدارک کرے۔ مشترکہ اعلان میں کہا گیا ہے کہ این جی اوز پر مغربی ایجنٹ ہونے کا الزام بے بنیاد ہے۔ مزید کہا گیا ہے کہ دینی جماعتوں کی مہم ناکام بنانے کے لئے لائحہ عمل تشکیل دے دیا گیا ہے۔

اس امر میں کوئی شبہ نہیں کہ وطن عزیز میں کام کرنے والی تمام این جی اور برے کردار کی مالک نہیں ہیں لیکن بعض بڑی بڑی این جی اوز نے اپنی اسلام دشمن اور ملک دشمن سرگرمیوں کی بدولت خود کو اتنا مشکوک بنا دیا ہے کہ عوام ان کے گھناؤنے کردار سے نفرت کرنے لگے ہیں۔ ان کا دعویٰ ہے کہ وہ سول سوسائٹی ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ معاشرے کے ساتھ ان کا کوئی تعلق نہیں ہے اور وطن عزیز کا عام آدمی انہیں نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔

ابھی حال ہی میں سندھ اور بلوچستان میں قحط کی صورت حال پیدا ہوئی تو عملاً یہ صورت حال ان تمام این جی اوز کے لئے ٹیسٹ کیس کا درجہ رکھتی تھی جو وطن عزیز کے لوگوں کی حالت بدلنے کے لئے مغرب سے کروڑوں ڈالر کے فنڈز لیتی ہیں، سماجی پسماندگی دور کرنے کا دعویٰ کرتی ہیں اور غربت کے خاتمے کے لئے لمبی چوڑی ''پروپوزلز'' تیار کر کے ڈونر ایجنسیوں کو بے وقوف بناتی ہیں۔ لیکن سوائے چند غیر معروف این جی اوز کے باقی تمام بڑی بڑی این جی اوز نے قحط زدہ علاقوں سے اغماض برتا جب کہ ان کے مقابلے میں دینی جماعتوں نے عوام کی مدد سے قحط زدہ علاقوں کی صورتحال بنانے کے لئے حکومت کے ساتھ مل کر دن رات کام کیا اور عملاً ثابت کیا کہ وہ پاکستانیوں کے دکھ سکھ برابر کی شریک ہیں۔

اگر غور سے دیکھا جائے تو پاکستان میں کام کرنے والی بیشتر این جی اوز کا کردار اس قدر قابل نفرت ہے کہ عام آدمی کو ان کے نام سے ہی چڑ ہو گئی ہے۔ ملک کی سلامتی کے لئے ایٹمی دھماکے کئے جائیں تو

انہیں یہ عمل برا لگتا ہے اور اس کے خلاف باقاعدہ احتجاج کیا جاتا ہے۔ انگریزی اخباروں میں بیٹھے ہوئے ان کے تنخواہ دار ایجنٹ فائیو سٹار ہوٹلوں میں سیمینار منعقد کرتے ہیں وہاں ایٹمی دھماکوں کے خلاف دھواں دار تقریریں کی جاتی ہیں اور وہاں بیٹھے ہوئے مغرب کے کاسہ لیس تالیاں پیٹ پیٹ کر مقررین کو داد تحسین سے نوازتے ہیں، سی ٹی بی ٹی کا معاملہ ہو تو حکومت کو دستخط کرنے کا مشورہ دینے والوں میں یہی این جی اوز پیش پیش ہوتی ہیں بعض این جی اوز تو سرے سے فوج کے ہی خلاف ہیں اور فوج کے خلاف مہم چلانے اور عوام میں فوج کے خلاف نفرت کے جذبات ابھارنے کے لئے پیسہ وصول کرتی ہیں۔ ان کے نزدیک نظریہ پاکستان کی کوئی وقعت نہیں اور اگر ان کا بس چلے تو یہ پاکستان کا نظریاتی تشخص ہی مٹا کر رکھ دیں۔ ان کے لئے بھارت کے دروازے ہمیشہ کھلے رہتے ہیں اور پاکستان کے ساتھ بھارت کی کشیدگی انتہا پر بھی ہو تو اس دوران بھی ان تنظیموں سے تعلق رکھنے والے لوگ نہ صرف بھارت کا آزادانہ دورہ کرتے ہیں بلکہ وہاں پاکستان میں ۲۵ سال قید کاٹنے والے بھارتی جاسوس روپ لال سے ملاقات بھی کرتے ہیں۔ اگر ایک این جی او سے تعلق رکھنے والی خاتون بھارت میں رقص کرے تو پاکستان واپس آ کر کہتی ہے کہ اس نے تو ''لکلی'' ڈالی تھی۔ سچ تو یہ ہے کہ یہ خواتین و حضرات پاکستان کی سرزمین پر رہ کر بھی پاکستانی نہیں ہیں کیونکہ اگر یہ پاکستانی ہوتے تو کم از کم واہگہ بارڈر کراس کرتے وقت کشمیریوں کے قاتلوں کے منہ میٹھے نہ کراتے۔

انگریزی اخباروں میں بیٹھے ہوئے این جی اوز کے بعض تنخواہ دار ملازم تو حق نمک ادا کرنے کے لئے اپنے کالموں اور مضامین میں یہ مطالبہ کرنے سے بھی نہیں چوکتے کہ حکومت دینی جماعتوں کے خلاف مسلح کارروائی کرے۔ لیکن ہم این جی اوز اور مغرب کے ان بہی خواہوں کو بتائے دیتے ہیں کہ یہ لوگ دینی جماعتوں کے خلاف نہیں پاکستان کے غیور عوام کے خلاف محاذ کھول رہے ہیں۔ ان کے پیش نظر اگر یہ بات ہے کہ حکومت این جی اوز کی سرپرستی کر رہی ہے تو اس حوالے سے بھی ان کی تمام تر خوش فہمیاں اس وقت دور ہو جائیں گی جب ان سے حساب طلب کیا گیا، یہ درست ہے کہ حکومت این جی اوز کی سرگرمیوں سے تجاہل عارفانہ برت رہی ہے لیکن یہ سلسلہ زیادہ دیر تک نہیں چلے گا، ہم دعوے سے کہتے ہیں جب این جی اوز کا احتساب شروع کیا گیا تو ایسے ہوشربا انکشافات سامنے آئیں گے کہ حکومت کے پاس سوائے اس کے اور کوئی چارہ کار نہیں رہے گا کہ وہ این جی اوز کی سرپرستی سے ہاتھ کھینچ لے اور ان کی ملک دشمن سرگرمیوں کا نوٹس لے۔ غور طلب بات یہ ہے کہ ایک این جی او قائم ہوتی ہے۔ غربت اور پسماندگی دور کرنے کے لئے مغرب سے فنڈز لینا شروع کرتی ہے اور کچھ ہی دنوں میں اس کے کرتا دھرتا بڑی بڑی گاڑیاں اور کوٹھیوں کے مالک بن جاتے ہیں غربت اور پسماندگی وہیں کی وہیں رہتی ہے لیکن این جی اوز کے نمائندوں کا معیار زندگی اچانک بلند ہو جاتا ہے یہ این جی اوز اور مغرب کو تو بیوقوف بنا سکتی ہیں لیکن پاکستانی عوام کو دھوکے

میں رکھنا آسان بات نہیں ہے پاکستانی عوام ان طاقتوں کے بارے میں بھی بخوبی جانتے ہیں جو حکومت کو مجبور کرتی ہیں کہ وہ عاصمہ جہانگیر کا نام ای سی ایل سے نکال دے۔ انہیں یہ بھی معلوم ہے کہ ٹریک ٹو ڈپلومیسی میں کون لوگ شامل ہیں اور یہ ڈپلومیسی کس کے کہنے پر چل رہی ہے۔ کیا یہ حیران کن بات نہیں کہ جن دینی مدارس کے خلاف انگریزی پریس دہائی دیتا ہے اور ان کے خلاف حکومت کو مسلح کارروائی کرنے کا مشورہ دیتا ہے وہی پریس جامعہ بنوری ٹاؤن کے بارے میں یہ لکھنے پر بھی مجبور ہے کہ تحقیقات کے بعد یہ بات سامنے آئی ہے کہ یہ بڑا مدرسہ محض عوام کے تعاون سے چل رہا ہے ایک سوال یہ بھی ہے کہ این جی اوز نے اس ملک کی کرپٹ اشرافیہ کے خلاف کبھی زبان کھولی نہ پریس کانفرنس کرنے کی ضرورت محسوس کی چنانچہ دینی جماعتوں کے خلاف ان کی پریس کانفرنس سے یہ امر روز روشن کی طرح عیاں ہو گیا کہ یہ تنظیمیں اپنی نام نہاد روشن خیالی اور لبرل ازم کے لئے صرف دینی جماعتوں کو خطرہ سمجھتی ہیں اور ان سے بری طرح خائف ہیں انہیں اس بات پر بھی اعتراض ہے کہ جنرل پرویز مشرف نے توہین رسالت کے مقدمے کے اندراج کے طریقہ کار میں کی گئی ترمیم کو واپس کیوں لیا لیکن حکومت کے خلاف محاذ کھولنے سے اس لئے گریزاں ہیں کیونکہ موجودہ حکومت ان کے ناز نخرے اٹھا رہی ہے۔ دینی جماعتوں کے لئے یہ امر لمحہ فکریہ ہے کیونکہ انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ این جی اوز کے ساتھ ان کی لڑائی میں صرف امریکہ اور مغرب ہی نہیں پاکستان کے اہم ادارے بھی ان سماجی تنظیموں کی پشت پر ہوں گے۔ ایسے میں اگر دینی جماعتیں انتشار کا شکار رہیں اور متحد نہ ہوئیں تو انہیں ناقابل تلافی نقصان پہنچ سکتا ہے این جی اوز سے وابستہ لوگوں کو معلوم ہونا چاہیئے کہ پاکستان کے عوام ایسی نام نہاد روشن خیالی اور ماڈرن ازم پر لعنت بھیجتے ہیں جو اسلام سے متصادم ہو وہ انتہا پسند ہیں نہ مغرب زدہ ماڈرن بلکہ ایک ایسے دین کے پیروکار ہیں جو متوازن زندگی گزارنے کے لئے ایک ایسا نظام عطا کرتا ہے جس میں انسان دوستی بھی ہے اور روشن خیالی بھی مغرب زدہ روشن خیالی اور جدیدت سے ان کا پہلے کبھی تعلق تھا اور نہ آئندہ ہوگا اس لئے این جی اوز کو ان کے بارے میں فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔

وقت کبھی ایک سا نہیں رہتا اس لئے این جی اوز کو اس کڑے وقت سے ڈرنا چاہیے جب عوام ان سے حساب طلب کریں گے اگر دینی جماعتیں کرپٹ ہوتیں تو آج متعدد دینی رہنما بھی نیب کی تحویل میں ہوتے لیکن یہ بات طے ہے کہ کرپٹ این جی اوز کو آنے والے کل میں عوام کی عدالت میں پیش ہونا پڑے گا۔ فوجی حکومت کی طرف سے انہیں جو "ریلیف" ملا ہے یہ عارضی ہے اس لئے زیادہ اترانے اور خوش ہونے کی بجائے یہ تنظیمیں آنے والے اس وقت کی فکر کریں جب "یوم حساب" برپا ہوگا۔

(اداریہ روزنامہ "اوصاف" اسلام آباد ۲۶ جون ۲۰۰۰ء)

محمد عمر فاروق

عوام کیا چاہتے ہیں

بانی پاکستان کے بعد جتنی بھی حکومتیں آئیں، سبھی نے عوام کی فلاح و ترقی کا دم بھرا اور لولی پاپ دیکر اپنے اقتدار کی مدت پوری کی لیکن عوام کا مقدر تا حال اقتداریوں کے درمیان فٹ بال بنا ہوا ہے جس کا جی چاہتا ہے پاؤں کی ٹھوکر سے ایک کونے سے دوسرے کونے کی طرف لڑھکا دیتا ہے۔ کتنے ہی ملک پاکستان کے بعد آزاد ہوئے اور ترقی کی منزلیں طے کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے عوام کے دکھوں کو سکھوں میں بدل گئے لیکن ہمارے ملک کے اقتدار پرستوں کی ترقی شخصی مفاد سمیٹنے کے لیے انہیں کی ذات کے گرد چکر کاٹتی رہی اور عوام کی خوشحالی اخباری بیانات اور سر انگیز تقریروں کے بیچ ڈوب کر رہ گئی۔

حالیہ بجٹ میں چند لاکھ سرکاری ملازمین کو ٹیکس میں کچھ چھوٹ دیکر یہ تصور کر لیا گیا ہے کہ عوام کو ریلیف مل گئی ہے۔ حالانکہ پیٹرول اور گیس کے نرخ بڑھا دیئے گئے ہیں اور سیلز ٹیکس کے نفاذ سے مہنگائی کا جو سیلاب بلاخیز آنے والا ہے اس کے تباہ کن اثرات ابھی سے مستقبل کے پردے پر صاف دکھائی دینے لگے ہیں۔ لیگی حکومت کے سابق وزیر خزانہ اسحق ڈار بجٹ پیش کرتے وقت یہ ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ "بجٹ میں لگائے گئے ٹیکسوں کا اثر عام آدمی پر نہیں پڑے گا" ہمیں تو آج تک یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ وہ خوش نصیب عام آدمی کون ہے جس پر کسی بھی ٹیکس کا کوئی اثر نہیں پڑتا جبکہ جان توڑ مہنگائی سے عام آدمی ادھ موا ہو کر شدت کرب سے کراہ رہا ہے۔ اقتدار کی مسند پر بیٹھے وزیران باتدبیر کو کیا معلوم کہ خلق خدا کیسی کیسی کٹھن آزمائشوں سے دوچار ہے۔ پچھلے چند مہینوں میں آٹے کی قیمت میں بار بار اضافہ کر کے عوام کو فاقوں سے دوچار کر دیا گیا ہے۔ کھانے پینے کی اشیاء اتنی مہنگی ہو چکی ہیں کہ عوام الناس کی قوت خرید جواب دے گئی ہے۔ گزشتہ حکومت کے عہد میں جب گھی کی قیمت بڑھائی گئی تو حکومتی کمپنی جی سی پی کا گھی کم نرخوں پر یوٹیلیٹی سٹوروں پر مہیا کیا جانے لگا۔ طبی ماہرین نے بار بار یہ دہائی دی کہ جی سی پی کا فراہم کیا جانے والا گھی صحت کے لئے مضر ہے لیکن غریب عوام نے اپنی صحت پر ایک سو روپے کی بچت کو ترجیح دی کہ اس فالتو بچت سے مزید دو وقت کے لئے کچھ تو دال ساگ مل جائے گا۔

بے روزگاری عروج پر ہے۔ اب تو سرکاری ملازمت ملنے کا تصور ہی ختم ہو گیا ہے اور عوام کا متوسط طبقہ اپنی گرہ میں اتنی پونجی نہیں رکھتا کہ کوئی معمولی سا کاروبار ہی کر لے۔ نتیجہ یہ کہ جسم و جان کا رشتہ قائم رکھنا ناممکن نہیں تو دشوار ترین ضرور بن چکا ہے۔ سرکاری تعلیمی اداروں کا نصاب تعلیم لارڈ میکالے کی یادگار حیثیت سے برقرار ہے۔ تاکہ بے ہنر نوجوانوں کے لشکر سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں سے سال بہ سال نکلتے رہیں۔ کہا یہ جاتا ہے کہ تعلیم کا مقصد صرف ملازمت کا حصول نہیں ہے۔ یہ بات کسی حد تک درست مانی جا سکتی ہے مگر جب تعلیم یافتہ افراد پر روزگار کے دیگر ذرائع بند کر دیئے جائیں تو یہ نوجوان

نوکریوں کی تلاش میں دھکے نہ کھائیں گے تو اور کیا کریں گے؟ حکومت کی تازہ رپورٹ کے مطابق پاکستان میں بےروزگاروں کی کل تعداد ۲۵ لاکھ ہو گئی ہے۔ اصل تعداد درحقیقت اس سے کہیں زیادہ ہے۔ المیہ یہ ہے کہ پڑھے لکھے بیروزگار معاشرے کے طعنوں کے خوف سے کوئی چھوٹا موٹا ذریعہ روزگار بھی اپنا نہیں سکتے اور یوں انہیں نوکری ملتی ہے اور نہ ہی کوئی دیگر روزگار اور اس طرح دن بہ دن بیروزگاروں کی فوج میں اضافہ ہوتا چلا جارہا ہے۔ جس کی بدولت یہ رجحان تیزی سے زور پکڑرہا ہے کہ اب تعلیم کی بجائے بچے کو بچپن ہی سے کوئی کام سکھا دیا جائے تاکہ پیٹ کا ایندھن تو میسر آتا رہے۔ کیا شرح خواندگی بڑھانے والوں نے کبھی ایسے رجحانات کے اسباب کا جائزہ لینے کی ضرورت محسوس کی ہے؟

صنعت و حرفت جسے ملک کی ریڑھ کی ہڈی کا درجہ حاصل ہے۔ پے در پے ٹیکسوں اور بیرونی اشیاء دھڑا دھڑ درآمد کرنے کی اجازت نے جہاں مقامی صنعت کا بھٹہ بٹھا دیا ہے۔ وہاں لاکھوں افراد کے نان و نفقہ پر بھی کاری ضرب لگی ہے۔ لیکن مجال ہے کہ حکومتی کارندوں کے کان پر جوں بھی رینگی ہو۔ بس میڈیا میں بیانات کے ذریعے ملک کی تعمیر و ترقی کا شور برپا ہے اور ملک کو سالوں پیچھے دھکیل کر اکیسویں صدی میں داخلے کے جشن منائے جارہے ہیں۔ کیا یہ سب کچھ عوام ہی کے لئے کیا جارہا ہے اور کیا یہی کچھ عوام چاہتے ہیں۔

عوام جو چاہتے ہیں اس کے وعدے ہیں۔ جو نہیں چاہتے وہ زبردستی مسلط کیا جارہا ہے اور یہ سلسلہ نصف صدی سے جاری ہے۔ عوام روزگار چاہتے ہیں، ڈاؤن سائزنگ کے ذریعے لاکھوں برسر روزگار افراد کو بیروزگار کر دیا گیا ہے۔ عوام امن چاہتے ہیں، کبھی دہشت گردی اور کبھی پولیس مقابلوں کے پردے میں ان کے بچوں کو بے موت مار دیا جاتا ہے۔ عوام چادر اور چار دیواری کا تحفظ چاہتے ہیں، میڈیا کے ذریعے ان ہی کی نسلوں کو شرم و حیاء سے عاری اور اقدار سے باغی بنانے کے منصوبے زیر عمل ہیں۔ عوام دو وقت کا با عزت کھانا چاہتے ہیں۔ آئی ایم ایف اور ورلڈ بنک کی خوشنودی کے لئے ان کے گھروں کے چولہے بجھا دیئے گئے ہیں۔ عوام دین مبین کا نفاذ چاہتے ہیں۔ یہاں کبھی لبرل ازم اور کبھی سیکولر ازم کی عملداری کے اعلان کیے جاتے ہیں۔ عوام فوج کا احترام چاہتے ہیں لیکن عوام اور فوج کے ٹکراؤ کے مواقع پیدا کیے جارہے ہیں۔

ان مشکل اور صبر آزما حالات میں جبکہ ہر کام عوام کی خواہشات کے برعکس کیا جارہا ہے۔ ہم پھر بھی اللہ کی رحمت سے مایوس نہیں ہیں۔ اور ہمیں یقین ہے کہ وہ وقت قریب ہے جب اس دھرتی پر خلق خدا کا راج ہوگا اور دکھی انسانیت سکون و راحت سے ہمکنار ہوگی اگر وقت کے حکمران عوام الناس کی حقیقی آرزوؤں کی تکمیل کر سکیں تو یہ ان کی خوش قسمتی کی دلیل ہوگی۔ وگرنہ وقت کی نہ تھمنے والی رفتار انہیں بھی کسی ایسے ہی موڑ پر لاکھڑا کرے گی جہاں کل کے حکمران آج کل اپنے شب و روز گزار رہے ہیں۔

محمد عمر فاروق

سردار اسرائیل خان کی دستبرداری

گزشتہ دنوں "اوصاف" سے ایک انٹرویو میں سابق مجاہد اول سردار "اسرائیل" خان نے اپنے مجاہد اول ہونے پر خوش ہونے کی بجائے ایک لحاظ سے اس لقب ہی سے دستبرداری کا اظہار کر دیا۔ اس پر ہمیں مطلقاً حیرت و استعجاب نہ ہوا۔ کیونکہ سردار صاحب آج کل امریکی کیمپ میں ہیں اور امریکہ کو لفظ مجاہد ہی سے چڑ ہے۔ سردار "اسرائیل" خان اس وقت تک مجاہد اول کے لقب سے کشمیر اور پاکستان کے حلقوں میں یاد کیے جاتے رہے ہیں۔ جب تک کہ وہ کشمیر کو بذریعہ جہاد واپس لینے کا عزم دہرایا کرتے تھے۔ اور اس دوران ان کے تازہ حریف مولانا "اسرائیل" قادری بھی ابھی "اسرائیل تسلیم کرو محاذ" پر سرگرم عمل نہیں ہوئے تھے۔

مولانا "اسرائیل" قادری نے چند سال پہلے اپنے بیرونی کرم فرماؤں کی ہدایت پر اسرائیل کا خفیہ دورہ کیا اور جب اس کا بھانڈہ پھوٹا تو مولانا "اسرائیل" قادری نے "میں نہ مانوں" کی رٹ لگائے رکھی۔ لیکن فرار کی راہ نہ پا کر مانتے ہی بنی اور ساتھ ہی انہوں نے حکومت پر زور دیا کہ "پاکستان اسرائیل کو تسلیم کرے" اس طرح انہوں نے "اسرائیل کو تسلیم کرو محاذ" کے سٹیج سے یہ اوّلین بھاشن دے کر اسرائیلیوں کی طرف سے مجاہد اوّل کا لقب حاصل کر لیا تو سابق مجاہد اوّل سردار "اسرائیل" خان جو صیہونی ریاست کو تسلیم کرانے کی خواہش برسوں سے نہاں خانہ دل میں پال رہے تھے۔ لیکن اس کا بروقت اظہار نہ کر سکنے کی وجہ سے وہ مجاہد اول کی پوزیشن پر آ گئے۔ جس پر ان کی "غیرت" نے گوارا نہ کیا کہ وہ درجہ دوم کے مجاہد کہلائیں۔ لہذا اب کے انہوں نے مجاہد اول ہونے سے ہی پسپائی اختیار کر کے اپنی گرتی ساکھ کو بچانے کی کوشش کی ہے۔

اسرائیل عالم اسلام کے وجود پر ایک ناسور کی حیثیت رکھتا ہے۔ لیکن افسوس کہ ملت اسلامیہ نے افتراق و انتشار کا شکار ہو کر غفلت و بے توجہی کو اپنا شعار بنا لیا ہے کفریہ طاقتوں نے ترکی میں قائم خلافت عثمانیہ کو ختم کرانے کے لئے جہاں صیہونی رہنما تھیوڈور ہر ترل کو استعمال کیا وہاں اسماعیلیوں کے پیشوا سر آغا خان کو بھی ایک مہرہ کے طور پر آگے بڑھا کر اپنے مقاصد حاصل کیے۔ جس کی تفصیل انڈیا آفس لائبریری لندن کے ریکارڈ میں "آغا خان" از ہیری جے گرین وال کے صفحات 63 تا 72 اور آغا خان کی خود نوشت سوانح حیات "دی میموری آف آغا خان" صفحہ 150 تا 152 پر دیکھی جا سکتی ہے۔ اسی طرح استعمار نے اپنے خود کاشتہ پودے قادیانیت کے چشم و چراغ سر ظفر اللہ خان آنجہانی سے اسرائیل کے متعلق جو خدمات لیں۔ ان کی تفصیلات ظفر اللہ خان کی خود نوشت سوانح عمری "تحدیث نعمت" قادیانی چیتھڑے "الفضل" "تاریخ احمدیت" اور جسٹس (ر) جاوید اقبال کی کتاب "زندہ رود اقبال" میں ملاحظہ کی جا سکتی ہیں۔

ملت اسلامیہ کو جن لوگوں، اداروں اور طاقتوں نے ڈائنامیٹ اور سبوتاژ کرنے کے لیے جو جو منصوبہ بندی کی چالیں چلیں اور زیر زمین سازشوں کے بیج بوئے۔ ان کی اکثر تفصیلات اپنی جزئیات سمیت تاریخ کے دامن میں محفوظ ہیں۔ اس کے باوجود دوست اور دشمن میں تمیز کی صلاحیت سے محرومی نے ملت اسلامیہ کو ہمیشہ تباہی و بربادی کے گڑھے میں دھکیلنے میں نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ اپنوں پر بداعتمادی اور غیروں پر بھروسہ کرنے سے ہی آج ہمیں بحیثیت مجموعی تقسیم در تقسیم ہونے کے علاوہ باہمی نفرت و عداوت، خودغرضی، بے حسی اور بے ضمیری کی ذلالتیں نصیب ہیں۔ جو کہ دشمن کا مقصد تھا اور وہ اپنی ان سازشوں میں کامیاب ہو کر ہماری ہنسی اڑا رہا ہے۔

سردار ''اسرائیل'' خان! چند ٹکوں کی خاطر اگر بیرونی آقاؤں کے حضور اپنے ایمان کا سودا کرنے پر تیار ہو گئے ہوں تو بے شک ہوتے رہیں کہ ان کی نمک حلالی کا مسئلہ ہے۔ لیکن سادہ لوح مسلمانوں کو اب تو ہوش کے ناخن لینے چاہئیں کہ دشمن ان کے ایمانوں پر کن کن محاذوں سے ڈاکہ زنی کر رہا ہے۔ روحانی پستیوں کے حوالے ہوں یا ابتدائی جہادی معرکہ آرائیاں! ان کی آڑ لے کر پوری قوم کو بے غیرتی و کمینگی کا یہ سبق دینا کہ ''سعودی عرب اور پاکستان کے علاوہ جب تمام عرب ممالک نے اسرائیل کو تسلیم کر لیا ہے تو پاکستان کو بھی چاہیے کہ وہ اسرائیل کو تسلیم کر لے'' کسی فرد واحد کی خود فروشی کا مظہر تو ہو سکتا ہے۔ لیکن پوری قوم کی آواز ہرگز نہیں ہے۔ ساری زندگی جہاد کی باتیں کرنے والے اب اگر قوم فروشی پر اتر آئیں تو یہ ان کا تصور نہیں، بلکہ اس امریکی رزق کا کمال ہے۔ جس کے خمار میں وہ قوم کے جذبہ جہاد کو ٹھنڈا کرنے کے لیے ایسے اول جلول بیان دے رہے ہیں۔ سردار اسرائیل خان صاحب! یاد رکھیں کہ چاہے ساری دنیا اسرائیل کو تسلیم کر لے لیکن غیرت مند مسلمان کبھی بھی اسرائیل کے وجود کو تسلیم کر کے اسلام کو سرنگوں نہیں ہونے دیں گے۔ اسرائیل کو تسلیم کرنا عرب ممالک کا مسئلہ نہیں بلکہ ہمارے دین و ایمان کا معاملہ ہے۔ اسلام تو دنیا پر غالب ہونے کے لیے آیا ہے۔ وقتی مصلحتوں اور ظاہری مفادات کی خاطر مرعوب ہو کر مغلوب ہو جانا مصلحت پسندی اور دانشمندی نہیں ذلت و غلامی ہے۔ دشمن سے جان لڑا دینا ہی اہل حق کا شیوہ ہوا کرتا ہے۔ اگر اللہ کے آخری رسول صلی اللہ علیہ وسلم (معاذ اللہ) دنیا داری اور ''وقت کے تقاضوں'' کی خاطر کفریہ طاقتوں سے کمپرومائز کر لیتے تو اسلام آج ایک قصہ پارینہ ہوتا اور اس کا ذکر تاریخ کی چند سطور کی صورت میں نظر آتا۔ لیکن خاتم المعصومین صلی اللہ علیہ وسلم تو اللہ کے دین کے داعی برحق تھے۔ جو کفر کے خاتمے اور اسلام کے غلبے کے لیے ہی مبعوث فرمائے گئے تھے۔ اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارک ہی میں اسلام ایک ناقابل شکست قوت بن کر دنیا میں اپنے فولادی وجود کا لوہا منوا چکا تھا۔ دراصل یہود و نصاریٰ چاہتے ہیں کہ مسلمان جہاد کا راستہ ترک کر کے ''روشن خیالی'' اور ''وقت کے تقاضوں'' کا ساتھ دیں۔ حالانکہ انہی پُرفریب اصطلاحوں نے یاسر عرفات جیسے انقلابی و جہادی رہنما کو جہاد کی بجائے مذاکرات کا اسیر بنایا اور نتیجہ دنیا کے سامنے ہے۔

مولانا ڈاکٹر احمد علی سراج (کویت)

فتنہ انکار حدیث

علیم و خبیر باری تعالیٰ عزوجل نے راہ ہدایت کے لئے قرآن پاک میں متعدد مقامات پر اصولی تصریحات بیان فرمادی ہیں تاکہ حق و باطل میں واضح امتیاز کیا جاسکے اور ان کی روشنی میں امت فتنہ پرور دشمنان اسلام کی تحریفات اور نظریاتِ فاسدہ سے اپنے دین وایمان کی حفاظت کر سکے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ترجمہ: اور جو کوئی رسول کی مخالفت کرے جبکہ اس پر ہدایت یعنی سیدھی راہ واضح ہو چکی ہو اور وہ مومنین کے راستہ کے خلاف چلے تو ہم اس کو اسی کے اختیار کردہ (راستے) کے حوالے کردیں گے اور ہم اس کو جہنم میں ڈالیں گے اور وہ بہت بری جگہ پہنچے گا۔ النساء (۱۱۵)

رسول ﷺ کی مخالفت کا مطلب محض رسول کا انکار نہیں بلکہ اس کا مطلب فرامین و سنن رسول صلی اللہ علیہ وسلم جو کہ ہدایت الٰہی اور احکامات قرآنی کی قولی و عملی تشریح ہیں کا انکار ہے اور یہی سبیل المومنین کی بھی بنیاد ہیں اور اس سبیل کی مخالفت کے بارے اللہ تعالیٰ نے اپنی وعید کا واضح اظہار فرمادیا ہے۔

سبیل المومنین کی حجیت کا ذکر خالی از حکمت نہیں حالانکہ اسکی بنیاد تو اصلاً وہ ہدایت ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے واضح کردی گئی اور جس کی پیروی کا حکم ہی کافی تھا لیکن باری تعالیٰ عزوجل نے سبیل المومنین کی پیروی کو بھی مسلمانوں کے لیے حجت قرار دیا جس کا مقصد دراصل اس حقیقت کو واضح کرنا تھا کہ سبیل المومنین ہدایت الٰہی (جس کا مصدر و مقصد قرآن پاک ہے) کی قولی و عملی تشریح و توضیح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی تسلسل ہوگا جو بسلسلہ تواتر زمانہ در زمانہ امت تک پہنچتا رہے گا تاکہ یہ تغیر زمانہ کی دست برد اور طالع آزما دشمنان اسلام اور منافقین امت کی تحریف و تبدل سے محفوظ رہے اور اس طرح سے قرآن پاک کے متن و بیان (معانی) کی حفاظت کا انتظام وانصرام بھی قائم رہے۔

آج اگر کوئی سبیل المومنین کے خلاف محض اپنے ظن سے اپنی بصیرت کو حجت بنا کر عبادات و معاملات کی طے شدہ عملی شکلوں کے تسلسل کا انکار کردے تو اسکی گرفت کے لیے آیت بالا واضح ہے۔ سبیل المومنین در حقیقت قرآن و سنت کے بعد دین کا تیسرا ستون ہے جسے اجماع امت کہتے ہیں اور اجماع امت کی مخالفت قرآن و سنت کی ہی مخالفت ہے۔

"اور پھر اللہ تعالیٰ نے دین حق میں شخصی ظن کی مداخلت پر بھی گرفت فرمائی ہے جو اس آیت سے واضح ہے۔

ترجمہ:۔ اور وہ اکثر محض اٹکل (ظن) پر چلتے ہیں لیکن دین حق میں اٹکل (ظن) کا کوئی کام نہیں بے شک اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں۔ (یونس، ۳۶)

امت مسلمہ کی بد نصیبی ہے کہ اس کے مختلف ادوار میں فتنہ پرور گروہوں نے اسلام کے تینوں بنیادی اداروں قرآن وسنت اور اجماع امت سے صرف نظر کرتے ہوئے محض اپنے نام نہاد شخصی ظن سے دین میں نئے

نئے شکوک و شبہات اور موہومات کی آمیزش کر کے اس میں تحریف کی بنیاد ڈالی۔ قرآن پاک اور اس کی تعلیمات، عبادات و معاملات اور اللہ تعالیٰ کے بارے تصور کے ضمن میں کئی مغالطے پیش کیے۔ احادیث کی شرعی حیثیت کو چیلنج کیا اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دین کا حصہ تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اس طرح سے اسلام میں فرقہ و گروہ بندی کی داغ بیل پڑ گئی اور امت بتدریج شکست و ریخت کا شکار ہونا شروع ہو گئی۔ ان گروہوں کے اپنے مخصوص مفادات تھے جن کے محرکات ذاتی بھی تھے اور اسلام دشمن یہودی و نصرانی عناصر کی سازش و پشت پناہی کا نتیجہ بھی تھے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ امت میں کبھی معتزلہ، کبھی قدریہ، کبھی جبریہ، کبھی حلولیہ، کبھی کلابیہ، کبھی اسکائیہ، کبھی عقائلیہ وغیرہ اور ماضی قریب میں قادیانیہ، نیچریہ، چکڑالویہ، جیراجیہ، حیرتیہ فتنوں نے اپنے اپنے رنگا رنگ جوہر دکھائے اور آخر میں ان سب کا مجموعہ الضالین غلام احمد پرویز کا فرقہ پرویز مشہور از بام ہوا جس نے گمراہی وضلالت کے تمام سابقہ ریکارڈ توڑ دیئے اور دین کو مسخ کرنے میں اپنے کید و فریب کی انتہا کر دی۔ پرویز نے اپنے گمراہ کن افکار کی ترویج کے لیے اور اپنے آپ کو نئی نسل میں متعارف اور مقبول بنانے کے لیے کبھی علامہ اقبال کا سہارا لیا اور کبھی قائد اعظم کا اور کبھی تحریک پاکستان میں اپنی نام نہاد جدوجہد کا جو سراسر جھوٹ۔ دروغ گوئی اور دجل کے سوا کچھ نہ تھا اس کے ہاں اپنے باطل نظریات کی تائید میں یہود و نصاریٰ اور مشرکین وملحدین جیسے کارل مارکس، لینن، نٹشے، ہیگل، فرائڈ، ڈارون، ماوزے تنگ وغیرہ کے کفریہ افکار کے پے در پے حوالہ جات ملیں گے لیکن عالم اسلام کے ثقہ مفسرین اور محدثین، مفکرین و متقین کا جو علم و تقویٰ اور اسلامی خدمات کے سلسلے میں سبیل المومنین کی زندہ علامات اور روشن مثالیں ہیں ذکر تک نہیں ملے گا۔ پرویز نے قرآن پاک کی من مانی اور من گھڑت تشریح و تفسیر کرتے ہوئے ملحدین کے باطل افکار کو جبری تطبیق کے ذریعہ عین قرآنی ثابت کرنے کے لیے کئی کتابوں کے صفحات سیاہ کیے ہیں اور پورے دین اسلام کو مسخ کرنے میں آخری حدوں کو چھولیا ہے۔ اس نے احادیث نبوی کو اپنی خودساختہ ناقدانہ اتھارٹی کے ذریعے خلاف قرآن کہہ کر مسترد کرتے ہوئے قرآن کے بعد دین کا دوسرا ماخذ تسلیم کرنے سے انکار کر دیا ہے اور اس طرح سے احادیث و سنن رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے انکار پر اپنے باطل فکر کی بنیاد رکھی ہے قرآن پاک کی تفسیر کے سلسلے میں وہ مفسرین اور راسخون فی العلم کی تحقیقات کی نفی کر کے صرف اپنی بصیرت کو حجت قرار دیتا ہے گویا اس نے اپنے آپکو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے لیکر زمانہ حال تک تمام صاحبان حق اور اہل علم حضرات کے مدمقابل کھڑا کیا ہے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور کو عبوری دور قرار دیتا ہے اور اس دور کے مرتب کردہ قوانین نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو قابل قبول تسلیم نہیں کرتا۔ احکامات قرآن اور عمل رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے تواتر و تسلسل سے ثابت شدہ مستمر عبادات و معاملات مثلاً صلوٰۃ، زکوٰۃ، حج، قربانی، قوانین وراثت، حدود تعزیرات کو اپنے حالات و ضروریات اور منشاء و سہولت کے مطابق قابل تبدیل قرار دیتا ہے۔ وہ اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی فی نفسہ اطاعت واتباع کا منکر ہے بلکہ اطاعت رسول کو پرویزی مرکز ملت یا نام نہاد گمراہ و باطل پرویزی اسلام کے مطابق قائم کردہ اسلامی حکومت کی اتباع قرار دیتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کو بھی مرکز ملت کی اطاعت کے تابع ثابت کرتا ہے ملائکہ و جن اور وجود آدم کا انکار کرتا ہے وہ کسی ایسے نظام ربوبیت کا نقشہ پیش کرتا ہے جس کے معاشی نظام کے ڈانڈے لینن، کارل مارکس اور ماوزے تنگ

کے اشتراکی نظریات سے جا کر ملتے ہیں۔ اس بد بخت اور کور باطن کا الزام یہ ہے کہ ایسا نظام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عہد میں قائم کیا تھا (معاذاللہ) یہ وہ اجمالی نقشہ ہے جو متعدد پرویزی کتابوں میں پھیلے ہوئے باطل و ملحدانہ افکار و نظریات پر مبنی ہے یہ اسلام کامل اور دین محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جزئیات و تفصیلات کے خلاف کھلی ہوئی اور واشگاف بغاوت ہے۔ غلام احمد پرویز کا فرامینِ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم جو اساس دین اور وجہ حجت اسلام ہیں سے انکار مرزا غلام احمد قادیانی کے انکار ختم نبوت کے مترادف اور ہم پلہ ہے۔ پرویزیت اور قادیانیت میں اور بھی بہت ساری مماثلتیں ہیں جو انشاء اللہ الگ مضمون میں بیان ہونگی لیکن ایک قدر مشترک واضح ہے کہ جیسے قادیانی کی پشت پناہی انگریز سرکار نے کی تھی ایسے ہی پرویزیت کی پشت پناہی پر کوئی نہ جوئی ملکی و غیر ملکی سرکاری و نیم سرکاری لابی ضرور موجود ہے جسکی شہ پر دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر شعبہ کی تنقیص کی گئی ہے اور پورے دین کو مسخ کر دیا گیا ہے اس قدر وسیع ایجنڈا کسی پشت پناہی کے بغیر ممکن نہیں۔ صدر ایوب خان سے غلام احمد پرویز کی ۲۵ لاکھ روپے کی وصولی کی گواہی تو پرویز کے ایک دیرینہ دوست جناب بشیر حسین ناظم (جو الحمدللہ پرویزیت سے تائب ہو چکے ہیں) دے چکے ہیں جسکی روداد ملک کے اخبارات ورسائل میں شائع ہو چکی ہے دیگر ذرائع کی امداد بھی وقت کے ساتھ منظر عام پر آجائیگی۔

غلام احمد پرویز کی دین اسلام کو بازیچۂ اطفال بنانے کی ننگ دین جسارت پر علماء حق تڑپ اٹھے اور انہوں نے ملک کے طول و عرض اور سعودی عرب کے علماء سے رابطہ قائم کر کے پرویز کے افکار و نظریات پر رائے طلب کی اور سب نے متفقہ طور پر اس شخص کو مرتد و کافر قرار دیا یہ فتویٰ ۱۹۶۲ء میں صادر ہوا اور اس کی وقت کے ہر مکتبہ فکر کے ایک ہزار علمائے کرام نے بزعم خویش توثیق کی یہ فتویٰ عالم اسلام کے فتنوں کی سرکوبی کے سلسلے میں تاریخی حیثیت رکھتا ہے اور اجماع امت کی ایک منفرد مثال ہے۔ غلام احمد پرویز اپنی زندگی میں اپنے کافر و ملحدانہ افکار و عقائد سے تائب نہیں ہوا اور انہی پر آنجہانی ہو گیا اور اپنے پیچھے گمراہوں کی ایک جماعت "بزم طلوع اسلام" کے نام سے اس وصیت کے ساتھ چھوڑ گیا کہ وہ اس کے یہودی مشن کو، مدد رکھتے ہوئے آگے بڑھانے میں وفاشعاری کا حق ادا کرتے رہیں۔ ہر باطل تنظیم کا یہی طریق کار ہوتا ہے ابلیسیت کے تسلسل میں کبھی فرق نہیں آیا کرتا۔

چنانچہ وقت کے ساتھ ساتھ وراثت پرویز "بزم طلوع اسلام" نے اپنے آپکو منظم کر لیا اور اپنی خلاف اسلام ناپاک سرگرمیوں کا جال پورے ملک اور بیرون ملک کچھ شہروں میں آہستہ آہستہ پھیلا دیا انٹرنیٹ پر پرویزی افکار و نظریات کی ترویج کر دی اور پرویزی لٹریچر اور پرویزیت پر آڈیو، ویڈیو کیسٹیں فری بانٹے جانے لگیں تہواروں کے منانے کی آڑ میں سیمینار کا انعقاد عمل میں لایا گیا۔ جس میں ملک کے دانشور، تعلیمی ماہرین، سیاستدان، بیوروکریٹس، عدالتی و عسکری اہل کار اور نوجوان طالب علموں کو مدعو کر کے انہیں اپنے جال میں پھانسنے کی منصوبہ بندی پر پوری مستعدی سے کام شروع کیا گیا اور اس حکمت عملی سے حقیقی دین اسلام اور اس کے محافظین علماء کرام کے بارے شکوک و شبہات پھیلا کر اسلام کے نام پر دین اسلام سے بیزار کرنے کی مہم پر دن رات لگا دیئے گئے۔ جس کے نتیجہ میں گمراہی عام ہونے لگی۔ راقم کے مستقر کویت میں بھی پرویزی "بزم طلوع" کی غروب اسلام کیلئے سرگرمیاں جب بڑھنا شروع ہوئیں اور لوگ دین کے بارے کنفیوژن کا شکار ہوئے تو احباب اور عوام کی کثیر

تعداد نے رہنمائی کیلئے مجھ سے رابطہ قائم کیا تو میں گمراہی پھیلانے کی اس منظم سازش پر ششدر رہ گیا چنانچہ میں نے اپنے خطبات جمعہ، دروس اور مجالس میں اس ابلیسی فتنہ کا تعاقب کیا اور لوگوں کو صحیح صورت حال سے آگاہ کر کے انہیں گمراہی سے بچایا۔ اس فتنے کا راستہ روکنے کیلئے میں نے کویت کی وزارۃ اوقاف سے پرویز کی کتابوں میں بیان کردہ عقائد پر فتویٰ طلب کیا چنانچہ علماء کرام کی ایک کمیٹی تشکیل دی گئی جس کی سفارشات کی روشنی میں وزارۃالاوقاف نے سرکاری سطح پر غلام احمد پرویز بانی بزم طلوع اسلام اور اسکے متبعین کو کافر و مرتد قرار دیا اور فتویٰ کمیٹی کے چیئرمین شیخ مشعل مبارک عبداللہ الصباح نے اپنے فتویٰ میں لکھا۔

"غلام احمد پرویز کے عقائد باطل و گمراہ کن ہیں اور اسلامی عقیدے کے منافی ہیں ہر وہ شخص جو ان عقائد پر ایمان رکھتا ہو وہ کافر اور اسلام سے خارج ہوگا اور اگر پہلے مسلمان تھا تو پھر اس نے ان عقائد کو اختیار کیا ہو تو وہ مرتد شمار ہوگا کیونکہ ان عقائد سے ان امور کا انکار لازم آتا ہے جو قرآن و سنت سے قطعی طور پر ثابت ہیں جو ضروریات دین میں شمار ہوتے ہیں"۔

اس فتویٰ کی ملکی اور غیر ملکی سطح پر بہت تشہیر ہوئی جس نے بزم طلوع اسلام کے مضلین کی کمر توڑ کر رکھ دی۔ انہوں نے خوب واویلا کیا اور سر توڑ کوشش کی۔ کسی طرح یہ فتویٰ واپس ہو جائے لیکن انہیں ذلت کے سوا کچھ حاصل نہ ہوا۔ عامتہ المسلمین کو اس حقیقت کشائی کا بہت فائدہ ہوا اور وہ اس بزم کی اسلام دشمن سازش سے آگاہ ہو کر محتاط ہو گئے۔

اس فتنہ کی سنگینی کے پیش نظر راقم نے عالم اسلام کے ہر اہم مرکز اور شخصیت سے رابطہ کر کے انکی آراء اور فتاویٰ جات طلب کیے تا کہ اس فتنہ کے بارے ہر سطح پر اجماع امت قائم ہو جائے۔

"امام حرمین شریف الشیخ محمد عبداللہ السبیل نے غلام احمد پرویز اور اس کے پیروکاروں کے بارے اپنے فتویٰ میں تحریر فرمایا۔

یہ شخص حجیت حدیث، معجزات، عذاب قبر اور بہت سی ضروریات دین کا منکر ہے۔ اس ملحد نے قرآن کریم کی ان آیات اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ان احادیث کا جو نماز، زکوٰۃ، حج، جنت اور دوزخ سے متعلقہ ہیں انکار کیا ہے۔ یقیناً اس میں شک نہیں کہ غلام احمد پرویز اور اسے متبعین جو اسکے مذکورہ نامی عقائد پر ہیں کافر ہیں حکم میں یہ لوگ قادیانیت کی طرح ملت اسلامیہ سے خارج ہیں۔ حکومت کے ذمہ داران اور علماء کرام پر واجب ہے کہ وہ اس عظیم خطرہ سے آگاہ رہیں اور انکی جملہ حرکات اور کارروائیوں پر پابندی لگائیں تا کہ ان کا زہر مسلمانوں میں نہ پھیل سکے"۔

مفتی اعظم سعودی عرب الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن آل شیخ نے گزشتہ ماہ فروری میں جاری کئے گئے اپنے سرکاری فتویٰ میں بزم طلوع اسلام جماعت کو کافر قرار دیا اور اسے مرتدین کے گروہ سے تعبیر کیا اور ایسے مرتدین کیلئے تائب نہ ہونے کی صورت میں مسلم حکمرانوں سے ان کے قتل کا مطالبہ کیا۔ مفتی اعظم کے فتویٰ کا متن درج ذیل ہے۔

فتویٰ (نمبر ۲۱۱۶۸) مورخہ ۱۴۲۰/۱۱/۱۴ ہجری

طلوع اسلام نامی جماعت کے عقائد و افکار کہ جن کو اس جماعت کے بانی غلام احمد پرویز اور اسکے پیرکاروں نے اپنی کتابوں اور مضامین کے ذریعے پھیلایا ہے اور بہت سے اسلامی ملکوں میں اس جماعت کے خلاف علماء

مسلمین کی کثیر تعداد کی طرف سے جاری کیئے گئے فتاویٰ کے بارے آگاہی کے بعد یہ واضح ہو گیا ہے کہ یہ جماعت متعدد گمراہیوں کا مجموعہ ہے جن میں سے اکثر یہ ہیں:-

۱۔ اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا نہ ماننا اور سنت کی حجیت (شرعی حیثیت) کا انکار کرنا۔ اور یہ وہم کہ صرف قرآن ہی شریعت کا مآخذ ہے۔

۲۔ ارکان اسلام میں تحریف کرنا جو کہ قرآن وسنت اور اجماع امت کے خلاف ہے صلوٰۃ، زکوٰۃ اور حج کے ان کے نزدیک خاص معنی ہیں جیسا کہ باطنی فرقہ کے لوگ اسلام کے بارے کرتے ہیں۔

۳۔ ارکان ایمان میں تحریف کرنا جو کہ قرآن وسنت اور اجماع امت کے خلاف ہے ملائکہ ان کے نزدیک حقیقی دنیا نہیں ہیں بلکہ کائنات کی قوتوں کا حصہ ہیں اور قضا وقدر ان کے نزدیک مجوسی فریب ہے۔

۴۔ جنت ودوزخ کا انکار جو کہ ان کے نزدیک حقیقی جگہیں نہیں ہیں۔

۵۔ بحیثیت ابوالبشر حضرت آدم علیہ اسلام کے وجود کا انکار۔ کہ ان کے نزدیک وہ ایک تمثیلی قصہ ہے حقیقت نہیں۔

۶۔ قرآن کریم کی تفسیر اپنی مرضی اور خواہشات کے مطابق کرنا اور انکا کہنا ہے کہ احکام قرآن عبوری (وقتی) تھے ابدی نہیں ہیں۔

اسکے علاوہ اس جماعت نے بہت سے گمراہ عقائد وافکار اپنائے ہوئے ہیں جنکی طرف یہ دعوت دیتے ہیں اور ان عقائد سے ایک ہی عقیدہ اس جماعت کو اسلام سے خارج کرنے کیلئے کافی ہے اور اسے مرتدین کے زمرہ میں شامل کر دیتا ہے اور یہ تمام عقائد کفریہ تو اور زیادہ ان لوگوں کو اسلام سے خارج کرتے ہیں۔ سو جو مسلمان لوگ ان کے عقائد وافکار کے بارے غور وفکر کریں گے وہ اس جماعت کی ضلالت وکفریات کے جاننے کے بعد اس کے کافر ومرتد ہونے کا یقینی فیصلہ کریں گے کیونکہ یہ جماعت اللہ اور اسکے رسول کی اتباع کو جھٹلاتی ہے اور مومنین کے راستے پر نہیں ہے اور معروف ضروریات دین میں تحریف کرتی ہے۔

اور جو کچھ (اس جماعت) کے بارے پیش کیا گیا ہے اور اس بنا پر جو بھی اس جماعت کی اتباع کرتا ہے یا اسکی طرف دعوت دیتا ہے یا کسی بھی وسائل وذرائع ابلاغ کے ذریعے لوگوں کی آراء (سوچ وفکر) کو متاثر کرتا ہے وہ کافر ہے اور دین اسلام سے مرتد ہے اور مسلم حکمران پر واجب ہے کہ وہ اس سے توبہ طلب کرے اور اگر وہ تائب ہو جائے اور ایسی (کفریہ) حرکات سے باز آجائے اور اسلام کی طرف لوٹ آئے تو ٹھیک ہے ورنہ ایسے کافر کو قتل کر دیا جائے۔

اور تمام مسلمانوں پر واجب ہے کہ وہ اس گمراہ جماعت اور اس جیسی دوسری اسلام سے منحرف جماعتوں مثلاً قادیانیوں، بہائیوں وغیرہ سے بچیں اور لوگوں کو بچائیں۔ اور ہم اپنے مسلمان بھائیوں کو وصیت کرتے ہیں کہ وہ قرآن وسنت اور اتباع صحابہ وتابعین اور ان کے بعد آئمہ محدثین جن کا علم اور دین سے وابستگی انکی ہدایت یافتگی پر گواہ ہیں۔ ان حضرات سے ہمیشہ وابستہ رہیں۔ اور اللہ تعالیٰ سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ اسلام کے دشمنوں کو جہاں کہیں بھی وہ ہوں نیچا دکھائے اور انکے مکر وفریب کا ابطال کرے۔ بے شک وہ ہر چیز پر قادر ہے اور ہمارے لئے اللہ تعالیٰ کافی ہے اور وہ بہترین وکیل ہے۔

اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کےلیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

وصلی اللہ وسلم علی نبیا محمد وعلی آلہ وصحبہ

سائنٹیفک ریسرچ وافتاء کی مستقل کمیٹی

مہرودستخط
مفتی عام برائے
حکومت سعودیہ عربیہ عبدالعزیز بن عبداللہ بن آل شیخ

اس سے قبل مرحوم مفتی اعظم سعودی عرب الشیخ عبدالعزیز بن باز نے بھی غلام احمد پرویز کو منکر حدیث کی حیثیت سے کافر قرار دیا تھا اور وہ فتویٰ حکومت سعودی کے افتاء سیکرٹیریٹ کے الارشیف میں محفوظ ہے۔

متحدہ عرب امارات دوبئی سے اسلامک مشن نے بھی پرویز کے کفریہ عقائد کی تفصیل لکھتے ہوئے اجماع امت کی روشنی میں اسکے کفر اور خارج از اسلام ہونے کا فتویٰ صادر کیا ہے۔

حکومت پاکستان کی وزارت مذہبی امور، زکوۃ وعشر واقلیتی امور نے بھی اس فتنے پر اپنے سرکاری نقطہ نظر کا اظہار کیا ہے چنانچہ اس وزارت کے سابق وفاقی وزیر جناب راجہ محمد ظفرالحق نے راقم کے استفتاء کے جواب میں مندرجہ ذیل فتویٰ تحریر کیا۔

''غلام احمد پرویز کی متعدد کتابوں مثلاً تبویب القرآن، قرآنی فیصلے، مقام حدیث، لغات القرآن، اور قرآنی نظام ربوبیت کا مطالعہ کیا جائے تو ایک ہی بات کھل کر سامنے آتی ہے کہ انہوں نے مسلمات دین کا بڑی دیدہ دلیری سے انکار کیا ہے۔ شریعت کے دوام، جنت و جہنم، نماز اور حج کے بارے میں ان کے خیالات ناقابل برداشت ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اکابر علماء نے اسے فتنہ طراز اور نصوص میں رخنہ انداز پایا۔

ہم کویت کی وزارۃ الاوقاف اور مفتی اعظم سعودی عرب کے فتاویٰ کو مبنی برحق سمجھتے ہیں۔

میری دعا ہے کہ امت مسلمہ آئندہ بھی ان فتنوں سے محفوظ رہے''

چنانچہ پاکستان میں تنظیم اسلامی کے سربراہ ڈاکٹر اسرار احمد نے غلام احمد پرویز کے بارے اپنی رائے کا اس طرح اظہار کیا۔

''میرے نزدیک اس امر میں ہرگز کوئی شک یا شبہ نہیں ہے کہ چودھری غلام احمد پرویز کے افکار وخیالات نہایت گمراہ کن اور قرآن وسنت کی واضح تعلیمات کے منافی ہیں۔ پرویز صاحب سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو شریعت اسلامی کا مستقل اور دائمی ماخذ تسلیم نہیں کرتے بلکہ قرآن حکیم میں جہاں جہاں اطاعت رسول کا حکم آیا ہے اس سے مراد یہ لیتے ہیں کہ یہ اطاعت آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے دوران آپ کے ''مرکز ملت'' یعنی حاکم وقت ہونے کی حیثیت سے تھی شریعت کے مستقل ماخذ ہونے کی حیثیت سے نہیں۔ پھر خود قرآن حکیم کی تفسیر وتاویل میں انہوں نے جس طرح مغربی تہذیب کے رجحانات کو داخل کرنے کی کوشش کی ہے وہ بھی یقیناً معنوی تحریف کے دائرے میں ہے...... '' (جاری ہے)

پروفیسر خواجہ محمد اسلم مرحوم

اسلامی تہذیب اور اس کے عناصر ترکیبی

اسلامی تہذیب کے مزاج اور نوعیت پر اظہار خیال کرنے سے پیشتر یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ تہذیب کی تعریف کی جائے تاکہ اسکے مطابق اسکے عناصر کو متعین کیا جاسکے "تہذیب" عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی ہیں۔ درخت کی شاخ تراشنی مجازی طور پر یہ لفظ تزئین و آرائش اور تعلیم و تادیب کے معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ تہذیب کے یہ مختلف معانی بڑے وسیع اور عمیق مفہوم کے حامل ہیں اور ان میں سے ہر لفظ تہذیب کے کسی ایک پہلو کو نمایاں کرتا ہے۔ اگر ان سب الفاظ کے درمیان ایک معنوی ربط پیدا کرلیا جائے تو تہذیب کے سارے پہلو سامنے آجاتے ہیں تہذیب کا مقصد یہ ہے کہ وہ انسانوں کے اخلاق و اطوار کی تزئین کا سامان بہم پہنچائے۔

محولہ بالا گزارشات میں تہذیب کے جن پہلوؤں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے وہ تو اسکے عملی وظائف ہیں۔ لیکن بات تشنہ رہ جاتی ہے اگر تہذیب کی کوئی جامع مانع تعریف نہ کی جائے۔ میں اس معاملے میں کسی تفصیل میں جائے بغیر یہ کہہ سکتاہوں کہ ہم عام طور پر انسانی زندگی کے جن مناظر کو تہذیب سے تعبیر کرتے ہیں وہ اسکی خارجی نمود ہیں۔ تہذیب کا اصل منبع و مرکز خارجی دنیا نہیں بلکہ انسان کا قلب و دماغ ہے اس نقطۂ نظر سے بدیہ بطور صدقہ جاریہ ایک روپیہ اگر دیکھا جائے تو ظاہر ہوگا کہ تہذیب در حقیقت اس تصور کا نام ہے جو ایک خاص قسم کی سیرت و کردار پر منتج ہوتا ہے۔ بالفاظ دیگر یہ کائنات اور اس کے خالق کے بارے میں ایک خاص انداز فکر ہے جو انسان اور خدا کے مابین متعدد رشتوں کو ایک خاص نہج پر استوار کرتا ہے۔

انسان کی خواہشات

یہی تین روابط دنیا کی ہر تہذیب کی بنیاد اور اساس ہیں اور انہیں جس انداز پر متعین کیا جاتا ہے۔ وہی اس تہذیب کی روح قرار پائی ہے۔ ایک انسان خواہ کسی مافوق الطبیعی ذات کے وجود کا زبان سے اقرار کرے یا نہ کرے لیکن اس امر سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ اس کا دل بے تاب کائنات کو سمجھنے کے ساتھ نظام تکوین کے پرے اس حقیقت کبریٰ کے کھوج کا بھی شدید آرزو مند رہتا ہے جس کے بغیر خود اس کا اپنا وجود ہستی کی وسعتوں میں بے معنی ہے۔ انسان کے اندر فطری طور پر غیر محدود لامتناہی کو سمجھنے کی گہری لگن ہے جس میں وہ تمام اوصاف عالیہ بدرجہ اتم موجود ہوں۔ جنہیں وہ اپنی ذات میں پیدا کرنا چاہتا ہے۔ اور جس کی بدولت اسے یقین و ایمان کے وہ اتھاہ خزائن ہاتھ آتے ہیں۔ جو اس کی خودی کو نشو و نما دیتے ہیں۔ پھر انسان بالکل قدرتی طور پر یہ جاننے کا بھی خواہش مند ہوتا ہے کہ اس وسیع و عریض کائنات میں جو غیر محدود زمان و مکان میں پھیلی ہوئی ہے۔ اس کی اپنی حیثیت کیا ہے۔ اور اس کا اسکے ساتھ کیا رشتہ ہے اس کے علاوہ

انسان اس بات کو بھی سمجھنے کا متمنی ہے کہ اس پر انسانیت کی وسیع برادری کے رکن ہونے کی حیثیت سے کون سی ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ اور وہ ان سے کس طرح کامیابی کے ساتھ عہدہ بر آ ہو سکتا ہے۔ اور ان ذمہ داریوں کے عوض وہ ایک معاشرے سے کون سے حقوق طلب کر سکتا ہے۔ اب میں انہیں تعلقات پر اسلام کے نقطہ نظر کی وضاحت کروں گا جس سے اسلامی تہذیب کے عناصر ترکیبی کھل کر سامنے آجائیں گے۔

نور السموات والارض:

اسلام نے سب سے پہلے انسان کو یہ بات ذہن نشین کرائی ہے کہ کائنات کا یہ سارا نظام رنگ و بو یونہی بے مقصد ہنگامہ نہیں بلکہ اپنے پیچھے ایک گہری مقصدیت رکھتا ہے اس کائنات کا ایک خالق اور مالک ہے جس کے سامنے انسان اپنے ہر عمل کے لئے جوابدہ ہے۔ کائنات کے رنگارنگ مظاہر کوئی بے جوڑ اور بے ربط شعبے نہیں بلکہ ان سب کے مابین ایک معنوی ترتیب پائی جاتی ہے۔ اس نقطہ نظر سے اگر دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ کائنات کی کوئی چیز روحانی حسن سے عاری نہیں اور اس کا کوئی گوشہ ایسا نہیں ہے جو اللہ تعالے کے نور سے منور نہ ہو۔ اس حقیقت کو قرآن مجید نے "اللہ نور السموات والارض" سے تعبیر کیا ہے۔ اسلام کے اس اساسی تصور نے انسان کو ایک مخصوص انداز فکر عطا کیا ہے جس نے اسلامی تہذیب کی صورت گری کی ہے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ انسان شرف کے اس تاج کی قدر و قیمت کو پوری طرح پہچانے جو اللہ تعالے نے اس کے سر پر۔۔۔۔ اشرف المخلوقات ہونے کی وجہ سے رکھا ہے اس تصور کو اپنانے کے بعد انسانوں کا ذہن ان ساری ظلمتوں، ان ساری بے انصافیوں ان سارے تعصبات سے پاک ہوجاتا ہے جو شرک کی تاریکی پھیلاتی ہے اور ان کی جگہ انسان کے اندر روشن، وسیع النظری، اور ابنائے نوع سے ہمدردی پیدا ہوجاتی ہے۔ وہ پھر ان تمام نظاموں سے منہ موڑ لیتا ہے۔ جو مختلف زمان ومکان میں انسان نے انسان پر ۔۔ ئی قائم کرنے کے لئے بنا رکھے ہیں۔

اسلام کا کلمہ توحید:

اسلام کا کلمہ توحید جہاں مالک اور حاکم کے مقام کو متعین کرتا ہے۔ وہاں مملوک اور محکوم کو بھی اس کے اصل مقام سے آگاہ کرتا ہے۔ یعنی اگر خدا کی یہ شان ہے کہ اس کے سوا کوئی فرمانروا اور حاجت روا نہیں تو انسان کی بھی یہ شان ہے کہ اس کا سر خدا کے سوا کسی دوسرے بناوٹی خدا کے سامنے نہ جھکے۔ اس بناء پر اسلامی تہذیب ان سارے کھلے اور چھپے مظالم کے خلاف ایک چیلنج کا حکم رکھتی ہے۔ جو بے رحم دولت مند بیکسوں پر زبردست زیردستوں پر، سفید رنگ والے سیاہ رنگ والوں پر، تعصبات عقل پر، سماج افراد پر، اور افراد سماج پر کرتے ہیں۔ ایک یونانی مصنف کا قول ہے دنیا میں جہاں کہیں کوئی حسین چیز ہے اس سے میرا گہرا رابطہ ہے یونانی تہذیب اس احساس جمال سے کہیں زیادہ اسلامی تہذیب احترام انسانیت کی

علمبردار ہے۔ چنانچہ دنیامیں جہاں دل دکھی ہے ، جہاں کوئی مظلوم ہے جس کی حق تلفی ہوئی ہو اسلام اس کی معاونت اور دستگیری کے لئے ہر وقت آمادہ ہے ۔اسلامی تہذیب کے اس پہلو کو جن سادہ مگر بلیغ انداز میں عرب قاصدوں نے شاہ ایران اور اس کے امراء کے سامنے واضح کیا اس کی نظیر تاریخ عالم میں نہیں ملتی ۔ان سے جب ان کے آنے کا سبب دریافت کیا گیا تو انہوں نے دربار شاہی میں بڑی صفائی کے ساتھ یہ کہا:

ہم یہاں اس لئے آئے ہیں کہ اللہ کے بندوں کو بندوں کی بندگی سے نکال کر اللہ کی بندگی میں داخل کریں۔ دنیا کی تنگی سے نجات دے کر وسعت و کشائش کی راہ دکھائیں۔ ظلم و استبداد سے بچا کر عدل و انصاف کی فضا میں لائیں۔ بنی آدم ایک ہی ماں باپ کی اولاد ہیں۔ ان کے درمیان برادرانہ محبت قائم ہونی چاہیے۔ ہماری نظر میں انسانوں کے درمیان شریف و کمین کی مصنوعی تقسیم صحیح نہیں۔ ہم انسانوں کا خود ساختہ اونچ نیچ کے قائل نہیں ہم تمام انسانوں کو ایک ہی اصل کی شاخیں سمجھتے ہیں اور سب کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا چاہتے ہیں۔ ملک گیری اور کشور کشائی ہمارا مقصد نہیں ۔ہم انسانوں کو انسان کی غلامی سے نجات دلانے کے لئے یہاں آئے ہیں۔ اگر ہماری بات مان لی جائے تو ہم واپس چلے جائیں گے۔

انسان کی روح :

ان الفاظ سے بہتر اسلامی تہذیب کے مقصد اور منہاج کی تصویر کشی نہیں ہو سکتی ۔عرب قاصدوں کا مطلب یہ تھا کہ اسلامی تہذیب نسلی ،لسانی ،سیاسی اور معاشی تفوق کے سارے دعوں کو بالکل غلط سمجھتی ہے اور انسان کے مرتبہ اور مقام کو سیرت و کردار کی پختگی ،اس کی فکری اور عملی صلاحیتوں کے اعتبار سے مشخص کرتی ہے ۔حجتہ الوداع کے موقعہ پر محسن اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے نسل و نسب کے تفاخر کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ کردیا ۔چنانچہ اسلامی تہذیب انسانیت کے حق مساوات کی ہمیشہ علمبردار رہی ہے۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے جب آپ کے خاندان کی نسبت دریافت کیا گیا تو آپ نے بڑے معنی خیز الفاظ میں جواب دیا "سلمان ابن اسلام" یہ جواب ایک فرد کا جواب نہیں جو کسی وقتی تاثر کے تحت اس کی زبان سے لاشعوری طور پر نکل گیا ہو بلکہ یہ ایک تہذیب کا جواب ہے جو زندگی کے ایک نہایت ہی اہم مسئلہ کو حل کرنے کی غرض سے دیا گیا ہے۔ حکیم الامت حضرت علامہ اقبال نے اس واقعہ کو اپنے مخصوص انداز میں یوں بیان فرمایا ہے:

فارغ از باب دام و اعمام باش
ہمچو سلمان زادۂ اسلام باش

اسلامی تہذیب کی نگاہ میں نوع انسانی ایسے افراد سے مرکب ہے جو مساوی روحانی مرتبہ لے کر پیدا ہوتے ہیں ۔ہر انسان کی روح ایک ہی جوہر سے بنتی ہے ۔یہ قرآن کی تعلیم ہے ۔کسی شخص کی روح پیدائشی داغدار نہیں ہے اور نہ اس کو کسی ایسے گناہ کا نتیجہ بھگتنا پڑتا ہے جو خود اس پہلے جنم میں یا اس کے

کسی مورث بعید سے صادر ہوا ہو۔ وہ خود اپنے عمل کے سوا کسی چیز کا ذمہ دار نہیں ....!

مساوات کا اصول:

اسلام کے اس اصول مساوات کے اگر اثرات دیکھنے ہوں تو ذرا اسلامی معاشرے کا جائزہ لیجئے۔ آج اس گئے گزرے دور میں بھی مسلم معاشرہ ان ساری طبقاتی منافرتوں سے کافی حد تک پاک ہے۔ جو ہمیں دوسرے معاشرے میں نظر آتی ہیں یہ معاشرہ ہر اس شخص کو اپنے ہاں پوری فراخدلی سے قبول کرتا ہے جو اس کے اندر شریک ہونے کی خواہش کرے اور پھر اس کے ساتھ رنگ، نسل اور خاک وطن کے اختلافات کی بنا پر کوئی امتیاز روا نہیں رکھتا بلکہ محض اس کی ذہنی اور اخلاقی استعداد کی بنا پر اسے اپنے ہاں او نچے سے اونچا منصب دینے کے لئے تیار ہوجاتا ہے اور اسے نہایت فراخدلی سے مسلم سوسائٹی میں عزت و احترام سے جذب کیا جاتا ہے۔ پھر مساوات کے اس اصول نے مسلمانوں کے اندر ان سارے گروہوں کی بیخ کنی کر دی ہے۔ جو یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ کے ہاں سے کچھ خصوصی مراعات اور حقوق لے کر پیدا ہوئے ہیں۔ جن کی وجہ سے انہیں دوسرے انسانوں پر پیدائشی تفوق اور برتری حاصل ہے۔ یہاں نہ تو فرمانرواں کو کوئی آسمانی حقوق حاصل ہیں اور نہ ہی مذہبی طبقوں کو کوئی ربانی حقوق یہاں ہر شخص کے لئے ترقی کے دروازے کھلے ہیں۔ بشرطیکہ اس کے اندر مناسب استعداد اور صلاحیت ہو۔ اس نقطہ نظر سے اگر تاریخ کا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ اسلام وہ پہلا دین ہے جس نے ہر قسم کی طبقاتی گروہ بندیوں کا خاتمہ کرکے انسانیت کو سیاسی، معاشی اور مذہبی استحصال سے بچایا ہے۔ اس نے اگر ایک طرف سیاسی میدان میں صحیح جمہوریت کی داغ بیل ڈالی۔ تو دوسری طرف سرمایہ دار طبقوں کی معاشی لوٹ کھسوٹ اور مذہبی طبقوں کی مذہب کے نام پر ریشہ دوانیوں سے بھی معاشرے میں تحفظ عطا کیا اسلام نے اپنے اندر (Priest Hood) کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں چھوڑی یہاں Every man is his own priest کے محاورے کی تصدیق قدم قدم پر موجود ہے اور یہی وجہ ہے کہ جو قومیں اسلام سے متاثر ہوئیں یا اسلامی سلطنت کے زیر نگیں آئیں۔ ان میں کسی کی زبان میں (Priest & Priest Hood) کا صحیح ترجمہ تک موجود نہیں۔

اقبال نے اسلامی الٰہیات کی تشکیل جدید میں اس مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے ایک نہایت ہی لطیف نقطہ پیدا کیا وہ لکھتے ہیں

"اسلام بحیثیت ایک نظام سیاست اصول توحید کو انسانوں کی جذباتی اور ذہنی زندگی میں ایک زندہ جاوید قوت بنانے کا عملی طریقہ ہے۔ اس کا مطالبہ وفاداری خدا کے لئے ہے۔ نہ کہ تخت و تاج کے لئے اور چونکہ ذات باری تعالیٰ تمام زندگی کی روحانی اساس ہے۔ اس لئے اس کی اطاعت کیشی اختیار کرتا ہے۔"

اسلام کی ہیئت اجتماعی:

اگر علامہ اقبال کی اس تصریح کی روشنی میں اسلام کی ہیئت اجتماعی کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ اسلام

نے انسانی معاشرے کو نسلی، نسبی، لسانی یا وطنی تفاخر پر استوار کرنے کی بجائے خالص روحانیت کی بنیاد پر تشکیل کیا ہے۔ اس نے احترام آدمیت کو اخلاق کا بنیادی اصول ٹھہرایا ہے۔ وہ انسان کی ذہنی افق کو وسیع کرتا ہے۔ اتنا وسیع کہ اسمیں ساری کائنات سما جائے۔ اور وہ انسان کے دائرہ ہمدردی کو بھی اتنی وسعت دیتا ہے اس کے اندر نہ صرف ذی روح مخلوق بلکہ بے جان مخلوق بھی آجاتی ہے وہ ایک مسلمان سے اس بات کا مطالبہ کرتا ہے کہ وہ پوری نوع انسانی کو اللہ تعالے کا کنبہ سمجھ کر اس کا احترام کرے اور اس کے ساتھ انتہائی ہمدردی اور ایثار کا معاملہ روا رکھے یہ بات پورے وثوق سے کہی جاسکتی ہے کہ چشم فلک بوس نے آج تک مسلمان قوم جیسی روادار قوم نہیں دیکھی اس کے ثبوت کے لئے کسی لمبی چوڑی دلیل کی ضرورت نہیں۔ صرف پاک اور بھارت کے گزشتہ چند سالوں کے واقعات پر ایک اچٹتی ہوئی نگاہ ڈالنے سے اس حقیقت کی تصدیق ہو سکتی ہے۔ ہمارے ملک میں غیر مسلموں کی ایک معقول تعداد بس رہی ہے اور اسی طرح بھارت میں بھی تقریباً چھ کروڑ مسلمان ہندو سامراج کے تحت زندگی بسر کر رہے ہیں۔ ہمارے ہاں غیر مسلم اقلیت کے جان و مال اور عزت آبرو کی جس اخلاص اور مستعدی سے حفاظت کی جارہی ہے۔ وہ تاریخ کا ایک درخشندہ باب ہے یہاں اگر غیر مسلموں کی طرف کسی نے خشمگیں نگاہوں سے دیکھنے کی جسارت کی، تو پوری قوم کے اجتماعی ضمیر نے اس کی ملامت کی اور حکومت نے غیر معمولی جرات اور قابل ستائش سرعت کے ساتھ ایسے ناپاک عزائم کو یکسر بنا دیا۔ پھر یہ بھی ایک بدیہی حقیقت ہے کہ پاکستان کی غیر مسلم اقلیت کی تہذیب و معاشرت کے خلاف یہاں کوئی سازش نہیں کی جاتی بلکہ اس کے تحفظ کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ اس کے مقابلے میں بھارت کے مسلمانوں کے ساتھ وہاں کی ہندو اکثریت جو انسانیت سوز سلوک کر رہی ہے اس سے پوری دنیا واقف ہے۔

میرے نزدیک اسلامی تہذیب کا سب سے بڑا کمال یہی ہے کہ اس نے انسانوں کو احترام انسانیت سکھایا ہے اور ان کے دلوں کو اتنا حساس بنایا ہے کہ ہر انسان کا دکھ درد ان کے اندر ارتعاش پیدا کر دیتا ہے۔

دنیا کی تہذیبیں:

آج تک دنیا میں جتنی تہذیبیں مذہب کی بنیاد اور اساس پر ابھری ہیں ان کے اندر مادی زندگی اور اس کے تقاضوں سے ایک عام بیزاری کا رجحان دکھائی دیتا ہے۔ لیکن اسلام وہ پہلی تہذیب ہے جو مذہب سے عبادت ہے لیکن جس نے زندگی کا اثبات کیا ہے اور اس خیال کو باطل قرار دیا ہے کہ زندگی کی لذات روحانی اور اخلاقی ترقی میں مانع ہے۔ اس نے ایک طرف انسان کی خواہشات نفس اور اسکے جذبات پر قیود عائد کئے اور دوسری طرف ان حدود قیود کے اندر انسان کو ہر قسم کی آزادی عطا کی اور پھر اس بات اپر آمادہ کیا کہ وہ نہ صرف انفس و آفاقی کو چشم بصیرت سے دیکھے، بلکہ اپنے ان مشاہدات پر عقل سلیم کے ساتھ غورو فکر بھی کرے۔ اور ان راز ہائے سر بستہ کا کھوج لگائے جن سے اسے تسخیر کائنات میں راہنمائی ملتی ہو۔ بلکہ یقین

محکم اور عمل پیہم کے ساتھ اس مہم کو سر کرنے کی کوشش کرے۔ جو شخص اپنے فکر و عمل سے انسانی زندگی کو فروغ دینے، اس کی ممکنات کو اجاگر کرنے اور قافلہ حیات کو آگے بڑھانے کی کوشش کرتا ہے۔ وہ درحقیقت انسانیت کا صحیح محسن ہے۔ اسلامی تہذیب بے عملی کا پرچار نہیں کرتی، بلکہ ایک فکر انگیز، انقلاب آفرین، اور بے تاب زندگی کی تشکیل کرتی ہے۔ ایسی زندگی جس کے ذریعے انسان حرکت، حرارت، نور اور مادہ کے ممکنات پر قابو پا کر اپنی قوت بڑھاتا ہے۔ اس کی مدد سے وہ آسمانوں کے سینے شگاف کرتا، ستاروں پر کمندیں پھینکتا اور جہاں چار سو پر اپنے بے پناہ عمل کا سکہ بٹھاتا ہے۔ پھر وہ گردش ایام کے ہاتھ میں ایک بے بس کھلونا بن کر نہیں رہتا بلکہ گردش ایام اپنی رفتار کے لئے اس کے اشارہ چشم کی منتظر رہتی ہے۔ یہ قوت اسے نہ صرف آفاق میں گم ہونے سے بچاتی ہے۔ بلکہ آفاق اس کی مقناطیسی کشش سے خود اس میں گم ہوجاتا ہے۔

ایک آفاقی تہذیب

علامہ اقبال نے بالِ جبریل میں اسلامی تہذیب کے اس گوشے کی نقاب کشائی کی ہے۔ جب حضرت آدم علیہ السلام جنت سے نکالے گئے تو روح ارضی نے ان کا استقبال کیا اور انہیں اس امر کا یقین دلایا کہ میرے پاس قدرتی وسائل کی صورت میں جو خزانے ہیں وہ سب تیرے لئے ہیں اور ان سے تو اپنی شخصیت کے استحکام اور تعمیر ذات کے لئے سامان فراہم کر سکتا ہے......!

سمجھے گا زمانہ تیری آنکھوں کے اشارے
دیکھیں گے تجھے دور سے گردوں کے ستارے
ناپید تیرے بحر تخیل کے کنارے
پہنچیں گے فلک تک تیری آہوں کے شرارے
تعمیر خودی کر، اثر آہ رسا دیکھ
خورشید جہاں تاب کی ضو تیرے شرر میں
آباد ہے اک تازہ جہاں تیرے ہنر میں
جچتے نہیں بخشے ہوئے فردوس نظر میں
جنت تیری پنہاں ہے تیرے خون جگر میں
اے پیکر گل، کوشش پیہم کی جزا دیکھ

اسلامی تہذیب کی جن خصوصیات کا ذکر کیا جا چکا ہے وہ اس حقیقت کی آئینہ دار ہیں کہ اسلامی تہذیب

ایک آفاقی تہذیب ہے جو انسان کی روح اور اس کے جسم کی نشوونما کا سامان فراہم کرتی ہے۔ یہ کوئی جامد تہذیب نہیں بلکہ اس میں حرکت اور توسیع پذیری ہے۔ اس میں ترقی کے ہر دور کے لئے راہنمائی کی قوت ہے۔ اقبال کے قول کے مطابق اسلامی تہذیب کا سب سے بڑا کارنامہ یہ تھا کہ اس نے کلاسیکی سکون آفرینی کی جگہ حرکت اور حرارت کے اصول کو زندگی کی اساس قرار دیا یہی وجہ ہے کہ اس تہذیب نے بے شمار ایسے فلاسفر اور سائنس دان پیدا کئے۔ جنہوں نے علم کا ماخذ احساس و شعور کو قرار دے کر کائنات پر غور کیا اور اس سے ایسے نتائج اخذ کئے جن پر دور جدید کی تہذیب تعمیر ہوئی۔ انہوں نے سب سے پہلے انسان کو یہ بات سمجھائی کہ کائنات کے عمل میں تواتر اور ارتقا ہے۔ یورپ نے اس حقیقت کو اگرچہ بہت دیر میں تسلیم کیا ہے۔ کہ سائنس کی منہاج دراصل مسلمانوں کی دریافت ہے۔ لیکن بالآخر اسے اس کا اعتراف کرنا ہی پڑا۔ چنانچہ آج مغربی حکماء اس حقیقت کو بڑے واضح الفاظ میں تسلیم کرتے ہیں کہ مسلمان سائنس دانوں نے عالم محسوس کے حقائق پر قابو پانے کے لئے مشاہدے، تجربے اور پیمائش کو ظن و تخمین کے مقابلے میں زیادہ وقعت دی اور اس طرح جدید سائنس کی بنیاد ڈالی۔

ان گزارشات سے اسلامی تہذیب کے اجزائے ترکیبی کا بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے۔ اس تہذیب کا مزاج، مقصد اور منہاج سراسر روحانی ہے۔ اس نے روح اور مادہ کی دوئی کو ختم کرکے حیات انسانی کے سارے گوشوں کو اخلاق اور روحانیت کی اساس پر استوار کیا ہے۔ یہ ایک آفاقی تہذیب ہے جو اگرچہ زمان و مکان کے اندر ہی جلوہ گر ہوتی ہے۔ مگر ان کے اندر مقید نہیں ہوتی اس کے اندر تسلسل اور ارتقاء ہے۔ اور زندہ رہنے بڑھنے اور نشوونما پانے کی بے پناہ صلاحتیں موجود ہیں۔

امت مسلمہ کیلئے بارگاہ رسالت سے پانچ حکم

حدیث میں ہے کہ حضرت رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اللہ تعالی کی طرف سے حکم پا کر امت کو حکم دیتا ہوں کہ ان پانچ احکامات کی پابندی کریں۔

۱۔ انفرادی زندگی چھوڑ کر اجتماعی زندگی اختیار کریں

۲۔ جماعتی نظام کے اندر آنے کے بعد جماعت کے فیصلے کو شوق سے سنیں۔

۳۔ جماعت کے فیصلے کو محبت سے سننے کے بعد فیصلے کے مطابق فرمانبرداری کے لئے مکمل طور پر تعاون کریں۔

۴۔ جماعت کے فیصلے کو عملی رنگ دینے کے لئے ہر طرح کا مکمل تعاون کریں اگر وقت کی ضرورت ہو تو گھر کے آرام کو چھوڑ کر سفر کے لئے آمادہ ہوں اگر کھانے کھلانے کی ضرورت ہو تو خاموشی توڑ کر مقصد کے لئے کام کریں۔

۵۔ اگر مقصد بہت بڑا ہو اور بہت بڑی قربانی چاہتا ہو تو مجاہد کی سبیل بن کر اللہ کو راضی کرنے کے لئے جان مال اولاد وطن عزت سب کچھ قربان کرنے کے لئے میدان عمل میں کفن بردوش ہو کر نکل آئیں۔

بریگیڈیر (ر) شمس الحق قاضی

دشمنانِ جہاد

جعلی نبی، نام نہاد علماء اور خود ساختہ لیڈر — چند تازہ انکشافات

سارے مغربی میڈیا میں آج کل اسلامی جہاد کو جو وسیع کوریج دی جا رہی ہے، اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان لوگوں کو خواب میں بھی جہادی قوتیں ڈرا رہی ہیں۔ مثال کے طور پر حال ہی میں اس سلسلہ میں چھپنے والی ایک کتاب کی نیو یارک ٹائمز جیسے بڑے اخبار نے بڑی تعریف کی ہے کتاب میں افغانستان کے طالبان مجاہدین کو پسماندہ، خواتین دشمن، منشیات فروش، دہشت گرد اور قتل عام پسند کرنے والے بے سروپا جاہل لوگ بتایا گیا ہے اور کتاب کی یہی خوبی امریکی یہودیوں کو پسند آئی ہے چنانچہ مصنف کے پاس افغان جہادی قوتوں کی بہادری اور قربانیوں کی تعریف کیلئے الفاظ ہی نہیں ہیں لیکن گالیاں دینے کیلئے الفاظ کی کمی نہیں۔ مصنف نے افغانستان میں نافذ کردہ شرعی احکامات و روایات کا بھی مذاق اڑایا ہے اور اس بات کا ایک پس منظر ہے۔ مصنف ایک پاکستانی صحافی ہیں، جو نام کی مناسبت سے قادیانی معلوم ہوتے ہیں۔ قارئین کو یہ تو معلوم ہوگا کہ قادیانیوں کے رہنما نے اول مرزا غلام احمد صاحب نے اپنے دو مبلغ افغانستان بھیجے تھے جن کو وہاں کی حکومت نے شرعی عدالت کے حوالہ کر دیا تھا۔ چنانچہ یہ تو ہوئی افغانستان میں شرعی قوانین کے نفاذ کی تضحیک کی وجہ، دوسری طرف مرزا صاحب نے اپنے فرقہ کیلئے جہاد کو منسوخ کر دیا تھا۔ اس لئے قادیانی حضرات جہاد کو گناہ کبیرہ سمجھتے ہیں۔ قارئین کو یہ بھی معلوم ہوگا کہ مرزا غلام احمد نے اپنی اکثر تحریروں اور کتابوں میں انگریزی حکومت کی خدمت اور وفاداری کو اپنا بنیادی مشن بتایا ہے۔

انگریزی دور کی جہاد مخالف پالیسی کے بارہ میں ہمیں ماضی میں جھانک کر برصغیر کے مسلمانوں کی طویل حکومت کے زوال کے اسباب پر نظر کرنی پڑے گی۔

پروفیسر گبن نے کئی جلدوں میں سلطنت روما کے عروج و زوال کی تاریخ لکھی ہے لیکن کسی مسلمان سکالر کو توفیق نہیں ہوئی کہ برصغیر اور ہسپانیہ میں مسلمانوں کی طویل سلطنت کے عروج و زوال کی اسی شرح و بسط کے ساتھ ایک جامع تاریخ مرتب کرتا۔ بہر حال برصغیر میں جس اللہ کے بندے نے مسلمانوں کے زوال کو گہرائی سے سوچا وہ سید احمد بریلوی رحمۃ اللہ علیہ تھے، جو اس نتیجہ پر پہنچے کہ باوجود بے انتہا دولت اور بڑی فوجی طاقت رکھنے کے محض جہاد کی روح ختم ہو جانے کی وجہ سے برصغیر میں مسلمانوں کا زوال ہوا۔ چنانچہ آپ نے برصغیر میں ایک بار پھر جہادی روح بیدار کرنے کا ارادہ کیا اور 1806ء میں آپ بریلی سے دہلی آکر اٹھارہویں صدی کے مشہور اسلامی مفکر رہنما حضرت شاہ ولی اللہ کے جانشین فرزند شاہ عبدالعزیز سے بیعت ہوئے اور شاگردی اختیار کی۔ اسی دوران جہاد کیلئے ذاتی جفاکشی سے تیاری کرتے ہوئے، کڑکتی آگ جیسی گرمی میں آپ جامع مسجد دہلی کے صحن میں ننگے پاؤں مارچ کرتے۔ تعلیم سے فارغ ہوتے ہی سپہ گری کی عملی ٹریننگ اور تجربہ کیلئے آپ امیر خان پٹھان کے لشکر میں بھرتی ہو گئے آپ نے دیکھا کہ امیر خان اپنا طاقتور اور عظیم لشکر کبھی مرہٹوں اور کبھی انگریزوں کو کرایہ پر دیتا ہے۔ آپ نے امیر خان کو آمادہ کرنے کی بہت کوشش کی کہ اپنے عظیم اور طاقتور لشکر کو برصغیر میں دوبارہ اسلامی اقتدار

قائم کرنے کیلئے استعمال کرے لیکن جب آپ کی بات نہیں سنی گئی تو آپ نے امیر خان کی نوکری چھوڑ دی اور براہ راست برصغیر کے مسلمان عوام کو جہاد فی سبیل اللہ کے لئے تیار کرنے کا پروگرام بنایا۔ بعد میں انگریزوں نے امیر خان پٹھان کو راجستان میں ٹونک کی نوابی دے کر رام کر لیا۔ دوسری طرف سید احمد بریلویؒ کو برصغیر میں جہادی روح بیدار کرنے کی مہم میں توقع سے بھی زیادہ کامیابی حاصل ہوئی اور آپ نے براستہ کابل موجودہ شمال مغربی سرحدی علاقہ میں پہنچ کر پشاور، مردان اور وادی سوات میں اسلامی حکومت قائم کر لی لیکن بعد میں پٹھانوں کی خلاف توقع بغاوت کے نتیجہ میں آپ نے سندھ کے پار مانسہرہ کے پہاڑی علاقہ کو مستقر بناتے ہوئے سکھوں کے خلاف جہاد جاری رکھا اور اس دوران 1831ء میں بالاکوٹ کے مقام پر سید احمد بریلویؒ اور ان کے نائب شاہ اسمٰعیلؒ دونوں شہید ہو گئے۔ لیکن جہاد کی آگ جو آپ نے برصغیر کے مسلمانوں میں سلگائی تھی، وہ آپ کے بعد نصف صدی تک روشن الاؤ بنی رہی اور سارے برصغیر بالخصوص بہار اور بنگال سے مجاہدین والنٹیئر اور مالی امداد بدستور کوہستان اسود یعنی مانسہرہ کے پہاڑوں میں مجاہدین کو پہنچتی رہی اور بلکہ بہت سارے ہندوستانی مجاہدین کوہستان اسود میں مستقل بس گئے اور کئی ایک آج تک وہیں مستقل طور پر مقیم ہیں۔ چنانچہ انگریزوں نے دیکھا کہ 1830ء سے لیکر چالیس سال کی مسلسل محاذ آرائی اور مجاہدین پر بے پناہ مظالم کے باوجود جہادی جوش و جذبہ ختم نہیں کیا جا سکا 1869ء میں وائسرائے لارڈ میو نے مسلمانوں کے عقائد کی چھان بین کے لئے ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر کی سربراہی میں کمیشن قائم کیا ہنٹر رپورٹ میں بتایا گیا کہ مسلمانوں کا جہادی عقیدہ ہی ان کو متحد کر کے آزادی کے جوش و جذبہ اور قربانی کی بنیاد فراہم کرتا ہے جو کہ برطانوی اقتدار کے لئے انتہائی خطرناک ہو سکتا ہے چنانچہ اس کے تدارک کے لئے لندن میں برطانوی سیاستدانوں، پالیمنٹ ممبروں، پادری عہدیداروں کی کانفرنس میں برصغیر کے عیسائی مشنری رہنماؤں کو بھی مدعو کیا گیا اور فیصلہ کیا گیا کہ حکومت کی سرپرستی میں ایسے وفادار جعلی نبی، علماء اور روحانی پیشوا مسلمانوں کے اندر پھیلا دئے جائیں جو ان کو بنیادی اسلامی عقائد سے برگشتہ کرنے کی خدمت بجا لائیں اسی دوران مرزا غلام احمد صاحب ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ مسٹر پارکنسن کی کچہری میں ادنیٰ درجے کی نوکری کرتے تھے اور جیسا کہ قادیانی حضرات بتاتے ہیں پادری بٹلر کی ایما پر آپ نوکری چھوڑ کر واپس قادیان پہنچ گئے۔ بعد کے تمام واقعات یعنی مناظرے، نبوت کا دعویٰ وغیرہ قارئین کے علم میں ہے چنانچہ اسی دوران کئی نام نہاد علماء اور روحانی پیشوا جہاد مخالف خدمت کیلئے پیش کیے جاتے رہے مثلاً ایک مولوی محمد حسین بٹالوی نے مرزا صاحب کی طرح رسالہ شائع کیا جس نے جہاد کو منسوخ کر کے انگریزی حکومت کی اطاعت کو از روئے اسلام واجب قرار دیا گیا اور انعام میں قادیانی حضرات کی طرح جاگیر وغیرہ حاصل کی۔

اسی دوران انگریزوں نے اپنے جہاد مخالف فلسفہ کو برصغیر سے باہر ایکسپورٹ کرنا شروع کیا چنانچہ روسی یہودیوں کی ایما پر ایران میں بھی ایک اور مرزا صاحب حسن علی نوری نامی شخص نے بہاءاللہ کے لقب سے 1868ء میں نبوت کا دعویٰ کرتے ہوئے بہائی مذہب کی بنیاد رکھی اور جہاد سمیت تمام اسلامی عقائد کو منسوخ کر دینے کا اعلان کر دیا اس پر ایرانی حکومت نے ان کو گرفتار کر لیا تو انڈین گورنمنٹ نے بطور خاص درخواست کی کہ مرزا حسن علی بہاؤاللہ کو ایران بدر کر کے انڈیا بھیج دیا جائے لیکن ایران نے بہاءاللہ کو ترکی کے حوالے کر دیا جہاں اسے فلسطین کے شہر عکہ کی جیل میں بند کر دیا گیا اور بالآخر وہیں اس کی موت واقع ہوئی بعد میں عکہ ہی کو بہائی مذہب کا قبلہ قرار

دیا گیا اس کے بعد جنگ عظیم اول میں کرنل لارنس کو حجاز مقدس میں شیخ المشائخ بنا کر پیش کیا گیا اور ترکوں کے خلاف بغاوت کرائی گئی چونکہ اس بغاوت میں ہندوستانی فوجی دستے بھی شامل تھے، اس لئے کرنل لارنس کا تعلق برصغیر سے بھی بنتا ہے اسلام دشمن طاقتوں کی اسلامی جہادی قوتوں کے خلاف محاذ آرائی اب بھی جاری ہے گذشتہ دنوں فرانس کے سکالر گیلو کپل کی ایک کتاب شائع ہوئی ہے جس کا عنوان ہے ''اسلامی جہادی تحریک کا حالیہ عروج زوال'' کتاب کے نام سے معلوم نہیں ہو سکا کہ یہ مصنف یہودی ہے یا عیسائی البتہ یہودی رسالہ نیوز ویک نے مصنف کا انٹر ویو چھاپتے ہوئے لکھا ہے کہ حالیہ بین الاقوامی اسلامی انقلاب نے گذشتہ دو عشروں کے دوران مغربی دنیا کو جو خطرناک طور پر لرزہ براندام کر رکھا تھا، کیا وہ خطرہ اب ختم ہو چکا ہے؟ مصنف نے بتایا کہ اسلامی جہادی قوت 1989ء میں انتہائی عروج پر تھی جبکہ جہادیوں نے افغانستان میں روس جیسی طاقتور اور خوفناک جارح ملک کو ذلت آمیز شکست سے دوچار کر کے پسپائی پر مجبور کر دیا تھا ساتھ ہی الجزائر اور ترکی میں اسلامی پارٹیوں نے الیکشن جیت لئے سوڈان میں حسن ترابی نے اسلامی حکومت قائم کر لی چنانچہ اسلامی انقلاب مسلم ممالک میں ہر جگہ اسلامی روایات قائم کر کے اسلامی قوانین یعنی قانون شریعت نافذ کر رہا تھا واضح رہے کہ مغربی ممالک مسلمانوں کو اپنے ملک کے اندر بھی اسلامی قوانین و روایات کے مطابق زندگی بسر کرنے کے روادار نہیں۔ وہ خود اپنے ملک کے اندر جو چاہیں کریں، باہر سے کوئی انگلی تک نہیں اٹھاتا۔ یہ فرانسیسی سکالر لکھتا ہے کہ اس وقت 1989ء میں ایسے معلوم ہوتا تھا کہ کمیونزم کے بعد اب آئندہ آنے والی صدی کے دوران اسلام ہی کو انسانیت کا نجات دہندہ کے طور پر قبول کر لیا جائے گا لیکن عین اسی وقت 1990ء میں صدام حسین کے کویت پر حملہ نے حالات یکسر بدل دیئے اور اسلامی جہادی قوتوں میں اندرونی شکست و ریخت شروع ہو گئی۔ واضح رہے کہ اسلامی دنیا میں بہت سارے باخبر لوگ بعض وجوہات کی بنا پر صدام حسین کو یہودی ایجنٹ بناتے ہیں، جیسا کہ اس وقت کی امریکی سفیر نے بتایا ہے کہ اول تو صدام حسین نے امریکی اشارے پر خواہ مخواہ کویت پر حملہ کر دیا اور پھر اگلے 6 ماہ تک اپنے ناک تلے خلیج میں حملہ آور امریکی فوجوں کو بلا مزاحمت جمع ہونے کی اجازت دے دی اور جب معاملہ گرم ہوا تو ایک دو بم اسرائیل پر پھینکنے کے علاوہ سبھی میزائل سعودی عرب پر داغے۔ دوسری طرف اپنی ساری فوج کو بغیر لڑے پسپائی کا حکم دیدیا۔ اس وقت مقابلہ میں اگر پانچ دس ہزار امریکی مارے جاتے تو دنیا کا نقشہ ہی بدل جاتا۔ چنانچہ امریکی جنرل میکافرے نے حالیہ اخباری بیان (نیویارک میگزین مئی 2000ء) میں بتایا ہے کہ فائر بندی سے بھی دو دن بعد اس نے از خود ہی پسپا ہوتے ہوئے، عراقی آرمرڈ ڈویژن پر حملہ کا حکم دیدیا تھا، جس میں 600 عراقی ٹینک تباہ اور ہزاروں عراقی فوجی بلا مزاحمت ہلاک کر دیئے گئے تھے لیکن دوسری طرف اس سارے آپریشن میں صرف ایک عدد امریکی فوجی زخمی ہوا تھا۔ اس بزدلی کے فعل پر نادم ہونے کی بجائے جنرل میکافرے نے بیان کیا ہے کہ اس کو اس ''کارنامے'' پر تازندگی فخر رہے گا۔ چنانچہ اسی دوران کویت کے جنگی زون سے بھاگتے ہوئے ہزاروں شہریوں کی کاروں اور بسوں پر بمباری کر کے قتل عام کی تصاویر یہودی میڈیا میں شائع ہوئیں اور بتایا گیا کہ اکثر امریکی پائلٹ اس کو، نسل کشی بتاتے ہوئے کہتے ہیں کہ اس فعل پر عمر بھر ان کو ضمیر ملامت کرتا رہے گا۔ دوسری طرف بغداد کے مشہور بنکر کیس میں تقریباً دو سو خواتین اور بچوں کو امریکی سمارٹ بموں سے ہلاک کر کے بتایا گیا کہ عراقی باغی کمان پر پریشر ڈالنے کیلئے ان خواتین اور بچوں کو ہلاک کرنا ضروری تھا۔ واضح رہے کہ ان نسل کش مظالم کی تمام

کشمیر کا مقصد مسلمانوں میں جہادی قوت ختم کرتے ہوئے شکست خوردگی پیدا کرنا تھا۔ چنانچہ اس دوران صدام کو زندہ رکھنے کا امریکی فیصلہ بھی اخباروں میں زیر بحث رہا اور بیان کیا گیا کہ مردہ صدام کے مقابلے میں شکست خوردہ صدام امریکی یعنی یہودی مفاد کیلئے زیادہ کار آمد رہے گا۔

اور اب ہم فرانسیسی سکالر گیلو کیپل کی طرف واپس چلتے ہیں۔ انٹرویو میں پوچھا گیا کہ اب امریکہ کے سر سے اسلامی انقلاب کا خطرہ ٹل گیا ہے؟ تو جواب دیا کہ 1980ء کے عشرہ میں C.I.A اور سعودی عرب نے مشترکہ طور پر افغانستان میں جہادی قوتوں کی سرپرستی کی تھی اور اب ان دونوں کی حمایت ختم ہونے پر، بلکہ ان دونوں کی مشترکہ مخالفت کی وجہ سے اسلامی انقلاب کسی مضبوط مرکز سے محروم ہو گیا ہے۔

اسی اشاعت میں امریکہ میں ایک الجزائری مجاہد احمد رسان کی گرفتاری کی روداد لکھتے ہوئے بیان کیا گیا کہ یہ بڑی خطرناک بات ہے کہ احمد رسان طرح کے سینکڑوں مجاہدین دنیا بھر میں پھیلے ہوئے ہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی انقلاب اور جہادی قوتوں پر ابھی تک قابو نہیں پایا جا سکا۔ نیوز ویک نے فرانسیسی سکالر کے انٹرویو پر عنوان لگایا ہے "اسلامی جہاد کا خاتمہ" جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اب اسلام کی طرف سے امریکہ یعنی یہودیوں کو ایک گونہ اطمینان ہو گیا ہے۔ مستزاد یہ کہ امریکہ وغیرہ کی خوشنودی کیلئے حسب سابق بھی مسلمانوں کے اندر سے جہاد مخالف عناصر سر اٹھاتے رہتے ہیں جیسا کہ ابھی حال ہی میں بعض خود ساختہ کشمیری لیڈروں نے بیان کیا ہے کہ مقبوضہ کشمیر میں جہادی گروپ سیاسی فضا خراب کر رہے ہیں تو دوسرے ہی روز بھارت کے ایک نام نہاد اسلامی لیڈر کا اسی قسم کا تصدیقی بیان اخباروں میں آ گیا ان عقل کے اندھوں کو مقبوضہ کشمیر میں سات لاکھ بھارتی درندہ فوج کے مظالم نظر نہیں آتے اور نہ ہی ان کو یہ حقیقت نظر آتی ہے کہ مشترکہ اسلامی جہادی قوتوں ہی نے افغانستان سے روس کو اور اب حال ہی میں جنوبی لبنان سے اسرائیلی درندوں کو پچیس سالہ قبضہ کے بعد ذلیل و خوار کر کے نکالا ہے اور انشاء اللہ عنقریب ہی یہی مشترکہ اسلامی جہادی قوتیں کشمیر سے بھارتی درندوں کو بھی رسوا کر کے نکالیں گی۔

اور اب آخر میں ایک مختصر سا واقعہ قارئین کی نظر کرتا ہوں۔ حال ہی میں ایک کشمیری نژاد دوست اپنے 18-19 سالہ بیٹے کو ساتھ لائے اور بتایا کہ یہ تعلیم ادھوری چھوڑ کر بھاگ گیا تھا اور بڑی مشکل کے بعد جہادی دستوں سے واپس بلوایا ہے۔ آپ اسے سمجھائیں کہ پہلے تعلیم مکمل کرے اور پھر جو جی چاہے کرے۔ لڑکے نے بتایا کہ ضروری علم میں نے سیکھ لیا ہے فرمان ہے کہ جو لوگ ظلم کا مقابلہ نہیں کرتے اللہ تعالیٰ ان سے ناخوش ہوتا ہے۔ کشمیر میرا وطن ہے اور وہاں پر بھارتی مظالم کا مقابلہ میرا دینی فرض ہے میں نے پوچھا کشمیر میں مصروف مجاہدین سے ملاقات ہوئی ہے؟ جواب دیا، جی ہاں میرے سامنے جاتے رہتے ہیں میں نے کہا، میرا مطلب جہاد سے واپس آنے والے مجاہدین سے ہے۔ اس کی آنکھوں میں عجیب چمک پیدا ہوئی اور اس نے جواب دیا۔ "جناب! وہاں سے واپس آنے کیلئے تو کوئی جاتا ہی نہیں۔"

تو معزز قارئین! یہی وہ اسلامی بم ہے جس سے سارا مغرب لرزہ براندام ہے۔

دو نیم ان کی ٹھوکر سے صحرا و دریا
سمٹ کر پہاڑ ان کی ہیبت سے رائی

مولانا محمد عیسیٰ منصوری

مفکر اسلام حضرت مولانا ابوالحسن علی ندویؒ

شخصیت اور خدمات

مفکر اسلام حضرت مولانا ابوالحسن علی ندویؒ کا خاندانی تعلق سادات کے مشہور حسنی سلسلہ سے ہے جو نواسہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سید نا حضرت حسنؓ تک پہنچتا ہے۔ ہندوستان میں اس خاندان کی علمی و ادبی اور دینی و ملی خدمات کا دائرہ صدیوں کو محیط ہے۔ آپ کے مورث اعلیٰ حضرت شاہ علم اللہؒ پھر جد امجد حضرت سید احمد شہیدؒ آپ کے والد گرامی مولانا عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ جن کی مشہور زمانہ تالیف ''نزہت الخواطر'' پورے اسلامی کتب خانہ میں اپنی مثال آپ ہے جس میں برصغیر کے آٹھ سو سالہ دور کے ساڑھے چار ہزار سے زیادہ علما، مشائخ، بزرگان دین اور مصنفین کا جامع تذکرہ ہے۔

آپ کا بچپن ایسے گھرانہ میں گزرا جہاں علم و فضل، زہد و تقویٰ، عبادت و ریاضت، سادگی و قناعت کی حکمرانی تھی۔ غرض آپ کو بچپن سے علمی، ادبی، دینی و روحانی اور مجاہدانہ ماحول نصیب ہوا۔ عربی آپ نے چوٹی کے عرب علما، اور انشا پرداز مولانا خلیل عرب اور مولانا تقی الدین ہلالی مراکش سے پڑھی۔ حدیث شیخ الحدیث مولانا حیدر حسین خان ٹونکی اور شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ سے، تفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری سے اور انگریزی لکھنو یونیورسٹی میں ایک انگریز سے سیکھی۔ آپ کی اصل تربیت گاہ آپ کا اپنا گھر تھا جہاں بچپن سے ہی دعوت و عزیمت اور علائے کلمۃ اللہ کے لیے جانیں قربان کر دینے کی خاندانی روایات اور سینکڑوں داستانیں سنیں۔ جس زمانہ میں بچے طوطا مینا کی کہانیاں سنتے ہیں، آپ کے گھرانہ میں دور صدیقی و فاروقی کے جہاد کے کارناموں پر مشتمل واقدی کی فتوح الشام پڑھی جاتی تھی۔

آپ نے ایسے زمانہ میں آنکھیں کھولیں جب برصغیر پر انگریز کی حکمرانی پورے شباب پر تھی اور پورا عالم اسلام یورپ کی سیاسی، عسکری، تہذیبی، تعلیمی اور فکری غلامی میں جکڑا ہوا تھا۔ برصغیر اور عالم اسلام کے بیشتر مصنفین، مفکرین اور اہل قلم مغربی علوم و فنون اور تہذیب و تمدن کے سحر میں مبتلا تھے۔ خواہ مصر کے شیخ محمد عبدہ، رفاعہ، طنطاوی، قاسم امین ہوں یا برصغیر کے سر سید احمد خان، منشی چراغ علی اور محمد علی لاہوری، سب اسی راہ پر چل رہے تھے۔ یہ حضرات مغربی تعلیم و تربیت کے اثرات اور انگریز حکومت کے دبدبہ کی وجہ سے غالباً یہ سمجھتے تھے کہ مغربی تہذیب و تمدن کی عظمت و شوکت ایک بدیہی و دائمی حقیقت ہے۔ اس میں نقد و نظر کی گنجائش نہیں۔ یہ انسانی عقل اور انسانی علم کی ترقی کا آخری زینہ ہے۔ ایسے ماحول میں آپ کے گھرانہ کی دینی، علمی، روحانی اور مجاہدانہ روایات و ماحول نے آپ کے دل و دماغ پر گہرے اثرات مرتب کیے۔ ایک جگہ تحریر فرماتے ہیں۔

''مجھ پر اللہ تعالیٰ کی مہربانی تھی اور اس کی حکومت کہ ایسے ماحول میں نشوونما ہوا جو مغربی تہذیب و تمدن کی سحر طرازیوں اور دل فریبیوں سے محفوظ بلکہ اس کا باغی، افراط و تفریط سے دور، صحیح اسلامی عقائد و تعلیمات سے معمور تھا۔ پھر ایسے اساتذہ سے تلمذ کا شرف حاصل ہوا جو علمی مہارت کے ساتھ ذہنی و فکری آزادی، اخلاقی جرأت، نقد و نظر کی صلاحیت و ہمت سے بہرہ ور تھے۔ اس ماحول و تربیت کا نتیجہ تھا کہ ایسی تحریروں کے قبول کرنے پر طبیعت آمادہ نہیں ہوتی تھی جن میں کمزوری، شرمندگی یا شکست خوردگی کے اثرات ہوں یا جو صرف دفاع پر مبنی ہوں'' (پرانے چراغ حصہ ۳، ۲۶ و ۲۷)

تیئس سال کی عمر میں آپ اچھوتوں کے سب سے بڑے لیڈر بابا امبیڈکر کو اسلام کی دعوت دینے بمبئی تشریف لے گئے۔ اس کے بعد آپ کا دعوتی سفر اور پیغام نہ صرف برصغیر بلکہ عرب و عجم، مشرق و مغرب، مسلم و غیر مسلم ہر جگہ اور ہر وقت جاری و ساری رہا۔ آپ نے اپنی دعوت و فکر کا موضوع خاص طور پر عربوں کو بنایا۔ جب آپ نے دیکھا کہ مغرب کا جدید الحادی فتنہ اپنے تمدنی، علمی، فکری رنگ میں جدید عرب نسل کو غیر معمولی طور پر متاثر کر رہا ہے تو آپ تڑپ اٹھے۔ آپ نے اپنی خداداد بصیرت سے ابتدائی دور سے ہی مغربی فکر و فلسفہ کو اپنی تحریر و تقریر کا موضوع بنایا۔ جاذب اور دلکش عنوان........ "ردة ولا ابا بكر لها" آپ کی جدوجہد کا عنوان بن گیا۔ اس میں نہ صرف اس فتنہ کی پوری تاریخ کو سمو دیا بلکہ دین کا درد رکھنے والے عرب علماء شائع ہو چکے ہیں اور اب بھی مسلسل شائع ہو رہے ہیں۔ یہ عنوان آپ نے اس لیے اختیار کیا کہ عرب اہل قلم، ادباء اور مفکرین مغرب کے فکر و فلسفہ اور نظام حیات و تمدن سے بے انتہا متاثر ہو چکے تھے گویا یہ ایک جدید ارتداد تھا چنانچہ آپ لکھتے ہیں۔

"مجھے ایسا لگتا ہے کہ عرب اہل قلم کے اسلوب تحریر اور طرز فکر پر سید جمال الدین افغانی کے اسکول نے بہت اثر ڈالا۔ وہ جب میدان سیاست میں آتے تو استعماری طاقتوں پر جرأت و ہمت کے ساتھ تنقید کرتے اور ان پر سخت حملے کرتے۔ نہ سزاؤں اور دھمکیوں سے ڈرتے نہ قید و بند اور ملک بدر ہونے کو خاطر میں لاتے۔ لیکن وہی لوگ جب مغربی تہذیب و تمدن کو موضوع بناتے یا سیاسی نظام، اقتصادی فلسفوں اور عمرانی علوم پر لکھتے تو ان کے قلم جیسے تھک جاتے، زبان لڑکھڑانے لگتی، اسلوب کمزور پڑ جاتا۔ ان کی تحریروں سے یہ جھلکنے لگتا کہ مغرب ہی ہر چیز میں مثالی نمونہ ہے اور ترقی کا اعلیٰ معیار۔ یہ ہے کہ کسی طرح ان کے مقام تک پہنچا جائے اور انہیں کی نقل کی جائے" (پرانے چراغ حصہ ۳، صفحہ ۲۹)

تعلیم سے فراغت کے بعد جب آپ میدان عمل میں اترے تو آپ کے سامنے اپنا ملک ہی نہیں پورا عالم اسلام بلکہ پوری دنیائے انسانیت تھی۔ آپ کا پختہ عقیدہ اور یقین کامل تھا کہ جس طرح ماضی میں اسلام نے دنیا کی رہبری کر کے اسے کامیابی کی راہ دکھائی ہے، اسی طرح آج بھی صرف اسلام اور قرآن ہی سسکتی دم توڑتی انسانیت کے دکھوں کا مداوا بن سکتا ہے۔ صرف وہی موجودہ دور کی گمراہیوں، بحران و انتشار، انارکی خود فریبی سے دنیا کو نجات دلا سکتا ہے۔ آپ نے عربوں کو اسی خواہش اور آرزو سے اپنا مخاطب بنایا کہ وہ نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کا دامن تھام کر اپنے داعی ہونے کی اصل حیثیت اور مقام کو بحال کرا کے دنیا کی قیادت اپنے ہاتھوں میں لیں۔ چنانچہ آپ نے اپنی تحریر و تصانیف کی ابتداء عربی زبان سے کی۔ ابتدائی عمر ہی میں آپ کے مضامین پر چوٹی کے عرب علماء و دانشور سر دھنتے۔ ۱۸ سال کی عمر میں آپ کا پہلا مضمون مصر کے مشہور معیاری رسالہ "المنار" میں نامور و ممتاز عالم و صحافی علامہ سید رشید رضا نے اہتمام سے شائع کیا، پھر آپ سے اجازت لے کر اس مضمون کو کتابچہ کی صورت میں الگ سے شائع کیا۔ آپ کا دوسرا مضمون مشہور عربی ترجمان "الضیاء" میں شائع ہوا تو اسے پڑھ کر عالم عرب کے عظیم انشا پرداز و ادیب و مفکر شکیب ارسلان نے بڑے بلند الفاظ میں مضمون کی ستائش و تعریف کی۔ ایک ممتاز عرب ادیب و دانشور ڈاکٹر انور الجندی لکھتے ہیں کہ

"سید ابوالحسن علی ندوی کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے عربوں کی طرف اپنی توجہ مبذول کی، انہیں بیدار کیا، انہیں اپنے حقیقی منصب اور ذمہ داری سنبھالنے کی دعوت دی اور انہیں یاد دلایا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں سرفرازی اسلام کی دولت عطا کی ہے اور قرآن نے انہیں دنیا کی قیادت کے لیے تیار کیا ہے"

آپ نے بار بار عرب ممالک جا کر ان کے زعماء و مفکرین، علماء و دانشوروں سے مل کر ان کو جھنجھوڑا اور ریڈیو و ٹیلی ویژن کے ذریعے عوام و خواص، دانشوروں، سلاطین و شہزادگان کو بڑی جرأت و بے باکی سے ان کی کمزوریوں، مغربی تہذیب کے تحت آ جانے، سامراجی طرز تجدد و ترقی پسندانہ خیالات و نظریات اور رجحانات کے زیر اثر آ جانے پر سخت الفاظ میں تنقید کی

"اسمعیات" کے نام سے ہر ملک کو خطاب کیا۔ اسمعی یا مصر اے مصر سن، اے سیریا سن، اے لالہ صحرا (کویت) سن، اے ایران سن۔ جزیرۃ العرب کا پیغام دنیا کے نام، دنیا کا پیغام جزیرۃ العرب کے نام۔ آپ نے عرب عوام، علماء، دانشوروں، حکمرانوں اور بادشاہوں تک کو جھنجوڑ جھنجوڑ کر کہا کہ تمہارا وجود پہچان صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کا مرہون منت ہے۔ اگر ان دو چیزوں سے تعلق ختم ہو جاتا ہے تو پھر عربوں کے پاس کچھ بھی نہیں بچتا۔ غرض آپ نے نصف صدی تک عربوں کو جو پیغام دیا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ

نہیں وجود و حدود و ثغور ہے اس کا
محمد عربی سے ہے عالم عربی

نہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے عربوں کی کوئی حیثیت تھی اور نہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیگانہ ہو کر ان کی کوئی حیثیت رہ سکتی ہے۔

عصر حاضر کے ممتاز عالم، عظیم، دانشور، نامور خطیب و رہنما علامہ یوسف قرضاوی لکھتے ہیں۔

"ہم نے شیخ ابوالحسن علی ندوی کی کتابوں اور رسالوں میں نئی زبان اور جدید روح محسوس کی، ان کی توجہ ایسے مسائل کی جانب ہوئی جن کی جانب ہماری نظر نہیں پہنچ سکی۔ علامہ ابوالحسن علی ندوی پہلے شخص ہیں جنہوں نے ہمیں الفاظ و موقف کی اہمیت و قیمت سے روشناس کرایا اور ان سے متاثر ہو کر بعد میں دوسرے مصنفین نے لکھنا شروع کیا۔ عربی ادب میں ان کا نام مسلم ہے۔ بلا مبالغہ اس وقت آپ کی سطح کا مورخ و ادیب عرب و عجم میں نایاب ہے۔ آپ کے علمی و فکری مباحث تو تسلیم شدہ ہیں ہی، آپ کی عربی تحریروں کا حال یہ ہے کہ خود عرب علماء و خطبا آپ کی عبارتوں کو رٹتے ہیں اور حفظ یاد کرتے ہیں اور جمعہ کے خطبوں تک میں نقل کرتے ہیں حتیٰ کہ حرمین شریفین کے ائمہ آپ کی عبارتوں کو جمعہ کے خطبات میں نقل کرتے ہیں۔ آپ کی عربی کتابیں عرب ممالک کی یونیورسٹیوں، کالجوں اور اسکولوں میں داخل نصاب ہیں۔ آپ کی تصنیفی زبان شروع ہی سے عربی رہی ہے۔ پھر دنیا کی مختلف زبانوں میں آپ کی کتابوں کے بے شمار ایڈیشن چھپے اور یہ سلسلہ برابر جاری ہے۔ بلاشبہ آپ عالم عرب میں اس وقت محبوبیت و مقبولیت کے انتہائی عروج پر تھے۔ غرض آپ کو عالم عرب میں وہ مقام حاصل ہو گیا جو اس دور میں کسی غیر عربی کو حاصل نہ ہو سکا۔ یہ امتیاز و انفرادیت آپ کو اخلاص و للہیت، بے لوثی و بے نیازی کے ساتھ ساتھ عرب مسائل و مشکلات سے گہری واقفیت، ان سے دلی ہمدردی اور انہیں بروقت جدید فتنوں اور خطرات سے خبردار کرنے کی بدولت حاصل ہوئی۔ آپ کی جو کتاب اردو میں دس پندرہ ہزار چھپتی، وہ عربی میں لاکھوں کی تعداد میں چھپتی رہی۔ عربوں نے آپ کی حمیت دینی، غیرت اسلامی، ربانیت و روحانیت کی وجہ سے آپ کی بے انتہا قدر دانی کی۔ انہوں نے کھلے دل سے آپ کی عظمت کا اعتراف کیا۔ بقول پروفیسر خورشید احمد صاحب کے، عرب دنیا آپ کی فصاحت و بلاغت کا لوہا مانتی ہے۔ غرض آپ کو عربوں میں ایسی مقبولیت اور ہر دل عزیزی حاصل تھی کہ جب کسی پڑھے لکھے عرب کی کسی ہندی مسلمان سے ملاقات ہوتی تو بسا اوقات اس کا پہلا سوال یہ ہوتا کہ ابوالحسن علی ندوی کیسے ہیں؟

تاریخ و تذکرہ آپ کے مطالعہ کا خصوصی موضوع رہا۔ آپ نے اسلامی تاریخ اور اکابرین اسلام کے احوال و سوانح پر اس قدر لکھا کہ اس دور میں پورے عالم اسلام میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔ آپ کی تحریروں میں سے اندازہ ہوتا ہے کہ دینی علمی موضوعات پر بھی نہایت دلکش اور افسانوی انداز میں خامہ فرسائی کی جا سکتی ہے اور دینی تحریریں بھی ادبی دلچسپی رکھ سکتی ہیں۔ آپ کے اسلوب بیان میں علم و فکر، سنجیدگی و متانت، اعتماد و ٹھہراؤ تو ہے ہی مگر اس کے ساتھ ساتھ کبھی کبھی شعلہ

کی سی لپک اور طوفان کا سا دبدبہ بھی محسوس ہوتا ہے۔ آپ کی تحریر سے ولولہ انگیز توانائی خود آپ کی شخصیت کی مرہون منت ہے۔ آپ کی شخصیت بڑی متنوع اور ہمہ گیر ہے جس نے اپنے اندر گلشن دین و ادب کے بہت سارے پھولوں کا عطر کشید کر لیا ہے۔ آپ کی تحریروں اور اسلوب میں آپ کی شخصیت کی طرح مدرسہ و خانقاہ کی طمانیت و سکون بھی ہے، علم و ادب کی جاذبیت و حسن بھی، ساتھ ہی ساتھ تحریک و اجتماعیت کی حرارت و سرگرمی بھی ہے۔ یہی جامعیت آپ کی شخصیت کا خاص امتیاز ہے اور آپ کی تحریر کا بھی۔ آپ نے تاریخ و تذکرہ کو اپنے مطالعہ اور انشاء کا موضوع بنایا تاکہ نئی نسل اسلاف کے کارناموں سے روشنی و حرارت حاصل کر کے دعوت و عزیمت پر سرگرم عمل ہو جانے کا حوصلہ حاصل کرے۔ آپ کے طرز تحریر کی نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ آپ کے یہاں بے جا جوش کہیں نہیں ملتا جبکہ زور ہر جگہ ہوتا ہے۔ یہ زور بیاں در حقیقت آپ کے فکر و نظر کی دین ہے۔ آپ صاحب نظر بھی تھے اور صاحب دل بھی، جب فکر و نظر کی دین ہے۔ آپ صاحب نظر بھی تھے اور صاحب دل بھی، جب جگر کے ساتھ ذکر بھی ہو تو کیا کہنا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی تحریروں میں سنجیدہ و حسین انداز میں نہایت گہری باتیں ملتی ہیں۔ از دل خیزد بر دل ریزد کی جھلک آپ کی ہر تحریر کا خاصہ ہے۔ آپ کی چھوٹی بڑی کتابوں کی تعداد ۱۷۷ ہے۔ بیشتر کتابوں کے ترجمے اردو، فارسی، ترکی، انگریزی اور دیگر زبانوں میں ہو چکے ہیں۔ جب آپ کی پہلی عربی کتاب "ماذا خسر العالم بانحطاط المسلمین" منظر عام پر آئی تو اس نے عرب دنیا میں ہلچل مچا دی۔ دمشق یونیورسٹی کے کلیہ الشرعیہ کے ممتاز اسکالر و نامور مصنف استاد پروفیسر محمد المبارکؒ نے اسے اس صدی کی بہترین کتاب قرار دیا اور کہا کہ اگر کسی نے یہ کتاب نہیں پڑھی تو اس کا مطالعہ ناقص رہے گا۔ اس کتاب کے متعلق ایسے ہی تاثرات بیشتر عرب زعماء و مفکرین کے ہیں، جیسے ڈاکٹر یوسف موسیٰ، استاد محمد قطب شہیدؒ، علامہ الشام شیخ محمد بہجت البیطار اور اخوان کے مشہور رہنما ڈاکٹر مصطفیٰ سباعی، عظیم مفکر و عالم استاد علی طنطاوی وغیرہ وغیرہ۔ پوری عرب دنیا، سعودی عرب، مصر شام اور فلسطین و عراق کے چوٹی کے زعماء و مفکرین نے اسے اس صدی کی بہترین کتاب قرار دیا۔ اس کتاب نے ۳۵ سال کی عمر میں آپ کی شہرت و ناموری کو عرب دنیا میں گھر گھر پہنچا دیا۔ مشہور و نامور فاضل، لندن یونیورسٹی میں مڈل ایسٹ سیکشن کے چیئرمین ڈاکٹر بلنگھم نے ان الفاظ میں اس کتاب کو خراج تحسین پیش کیا کہ "اس صدی میں مسلمانوں کی نشاۃ ثانیہ کی جو کوشش بہتر سے بہتر طریقہ پر کی گئی، یہ اس کا نمونہ اور تاریخی دستاویز ہے۔"

مفکر اسلام حضرت مولانا ابوالحسن علی ندویؒ کا ایک بڑا کارنامہ علامہ اقبال کی شاعری اور فکر سے عربوں کو روشناس کرانا ہے۔ آپ کی منفرد اور وقیع کتاب روائع اقبال (عربی) اور اس کے اردو ترجمہ "نقوش اقبال" کے بغیر سلسلہ اقبالیات کی فہرست مکمل نہیں سمجھی جا سکتی۔ اگرچہ آپ سے پہلے عزام اور عباس محمود نے عالم عربی میں اقبال کو متعارف کرانے کی کوشش کی مگر واقعہ یہ ہے کہ وہ دونوں اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکے تھے۔ روائع اقبال کو پڑھتے ہوئے محسوس ہوتا کہ مولانا ندویؒ نے فکر اقبال کی بلندی، بلند حوصلگی اور وسعت افلاک میں تکبیر مسلسل کو اپنی زندگی کا حصہ اور مشن بنا لیا ہے۔ غالباً اسی کے پیش نظر جناب ماہر القادری مرحوم نے نقوش اقبال پر اپنے ماہنامہ رسالہ فاران میں تبصرہ کرتے ہوئے لکھا کہ

"یہ کتاب اس مجاہد عالم کی لکھی ہوئی ہے جو اقبال کے مرد مومن کا مصداق ہے، اس لیے بجا طور پر کہا جا سکتا ہے کہ نقوش اقبال میں خود اقبال کی فکر و روح اس طرح گھل مل گئی ہے جیسے پھول میں خوشبو اور ستاروں میں روشنی۔ پڑھتے ہوئے محسوس ہوتا ہے جیسے شبلی کا قلم، غزالی کی فکر اور ابن تیمیہؒ کا جوش و اخلاص اس تصنیف میں کار فرما ہے"

واقعہ یہ ہے کہ دینی و عصری علوم کے شناور ہونے کے ناطہ علامہ ندوی کی نگاہ بصیرت نے علامہ اقبال کی خوبیوں اور کمالات کا صحیح ادراک کیا۔ آپ لکھتے ہیں:

"میری پسند و توجہ کا مرکز وہ اس لیے ہیں کہ بلند نظری اور محبت و ایمان کے شاعر ہیں، ایک عقیدہ، دعوت و پیغام

رکھتے ہیں، مغرب کی مادی تہذیب کے سب سے بڑے ناقد اور باغی ہیں، اسلام کی عظمت رفتہ اور مسلمانوں کے اقبال گزشتہ کے لیے سب سے زیادہ فکر مند، تنگ نظر قومیت دو ٹیسٹ کے سب سے بڑے مخالف اور انسانیت و اسلامیت کے سب سے بڑے داعی ہیں۔ جو چیز مجھے ان کے فن و کلام کی طرف لے گئی، وہ بلند حوصلگی محبت اور ایمان ہے جس کا حسین امتزاج ان کے شعر و پیغام میں ملتا ہے۔ میں اپنی طبیعت و فطرت میں انہی تینوں کا دخل پاتا ہوں۔ میں ہر اس ادب و پیغام کی طرف بے اختیار بڑھتا ہوں جو بلند حوصلگی اور احیاء اسلام کی دعوت دیتا اور تسخیر کائنات اور تعمیر نفس و آفاق کے لیے ابھارتا ہے، جو مہر و وفا کے جذبات کو غذا دیتا اور ایمان و شعور کو بیدار کرتا ہے، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور ان کے پیغام کی آفاقیت و ابدیت پر ایمان لاتا ہے"

مارچ ۱۹۹۴ء میں جب یہ ناچیز رائے بریلی حاضر ہوا تو عشاء کی نماز کے بعد آدھی رات تک اقبالیات پر گفتگو فرماتے رہے اور برجستہ فارسی کلام سناتے رہے۔ اندازہ ہوا کہ حضرت مولانا کو اقبال کا تقریباً سارا کلام از بر ہے۔ مجھے اقبال کی مشہور نظم جس کا پہلا شعر

کلیسا کی بنیاد رہبانیت تھی
سماتی کہاں اس فقیری میں میری

سنا کر نوٹ کروائی اور فرمایا آپ مغرب میں رہتے ہیں، اس پر خوب غور و خوض کیجئے، اقبال نے اس میں پورے مغربی فکر و فلسفہ کو سمو دیا ہے۔

آپ اپنی علمی و فکری اور تصنیفی مشغولیت کے باوصف بھارتی مسلمانوں کی سیاسی و ملی خدمات سے کبھی غافل نہیں ہوئے، خاص طور پر آخری بیس سالوں میں مسلم پرسنل لاء بورڈ کے پلیٹ فارم سے بھارتی مسلمانوں کی موثر قیادت اور خدمات انجام دیں۔ آپ کو اپنے ہر دلعزیز اوصاف کی بنا پر تمام مکاتب فکر کا بھرپور اعتماد حاصل رہا۔ شاہ بانو کیس کی گتھی سلجھانے میں آپ کی رہنمائی نے اہم کردار ادا کیا۔ گزشتہ دنوں جب یوپی حکومت نے اسکولوں میں سرسوتی پوجا کا گیت لازمی قرار دے دیا تو آپ کے ایک جرأت مندانہ بیان نے ملک کے حالات بدل دیے اور حکومت کو اپنا فیصلہ واپس لینے پر مجبور ہونا پڑا۔ آپ صحیح معنی میں ایک ایسا روشن چراغ تھے جس کی لو سے ظلم و طغیان کے ایوانوں میں ہلچل ہی نہیں قیامت برپا ہو جاتی تھی۔ ۱۹۸۰ء میں دیوبند کا صد سالہ اجلاس منعقد ہوا، اجلاس کیا تھا انسانوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر تھا۔ اس اجلاس میں سب سے زیادہ برمحل، موثر، طاقتور اور مجاہدانہ تقریر جو بھارتی مسلمانوں کی ترجمان کہی جا سکتی ہے، آپ ہی کی تھی۔ آپ کی یہ تقریر اس اجلاس کی جان اور پیغام سمجھی گئی، آپ نے بھارتی مسلمانوں اور حکومت کو مخاطب کر کے فرمایا:

"ہم صاف اعلان کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ آپ بھی اعلان کریں کہ ہم ایسے جانوروں کی زندگی گزارنے پر ہرگز راضی نہیں جن کو صرف راتب اور تحفظ (سیکورٹی) چاہیے کہ کوئی ان کو نہ مارے۔ ہم ہزار بار ایسی زندگی گزارنے اور ایسی حیثیت قبول کرنے سے انکار کرتے ہیں ہم اس سرزمین پر اپنی اذانوں، نمازوں کے ساتھ رہیں گے بلکہ تراویح، اشراق، تہجد تک چھوڑنے کے لیے تیار نہیں ہوں گے۔ ہم ایک ایک سنت کو سینے سے لگا کر رہیں گے، ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت طیبہ کے ایک نقطہ سے بھی دست بردار ہونے کے لیے تیار نہیں۔ ہم کسی قومی دھارے سے واقف نہیں، ہم تو صرف اسلامیت کے دھارے کو جانتے ہیں۔ ہم تو دین کی قیادت و امامت کے لیے پیدا کیے گئے ہیں"

گزشتہ دنوں ۲۸، ۲۹، ۳۰ اکتوبر ۱۹۹۹ء مسلم پرسنل بورڈ کے اجلاس واقع بمبئی میں آپ نے اپنی صدارتی

تقریر میں صاف فرمایا:

''ہم اس کی بالکل اجازت نہیں دے سکتے کہ ہمارے اوپر کوئی اور نظام معاشرت، نظام تمدن اور عائلی قانون مسلط کیا جائے۔ ہم اس کو دعوت ارتداد سمجھتے ہیں اور ہم اس کا اسی طرح مقابلہ کریں گے جیسے دعوت ارتداد کا مقابلہ کرنا چاہئے۔ یہ ہمارا شہری جمہوری اور دینی حق ہے۔''

آپ عالم اسلام اور خاص طور سے بھارتی مسلمانوں کو اکثر فاتح مصر حضرت عمر بن عاصؓ کا انتباہ و آگہی یاد دلاتے، انتم فی رباط دائم (تم مسلسل محاذ جنگ پر ہو) تمہیں ہر وقت چوکنا اور خبردار رہنے کی ضرورت ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ برصغیر کے طبقہ علما میں شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسنؒ صاحب کے بعد علامہ ابوالحسن علی ندوی واحد شخصیت ہیں جنہوں نے ملکی حدود سے ماورا ہو کر پوری ملت اسلامیہ اور پوری انسانیت کی فکر کی۔ ۱۹۸۰ء میں ایک رات پے در پے دو بار سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی جس میں سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری حفاظت کا کیا انتظام کیا ہے؟ اس وقت آپ نے جنرل ضیاء الحق صاحب کو سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام پہنچا کر فرمایا کل قیامت کے روز دربار رسالت میں آپ کا دامن ہوگا اور میرے ہاتھ کہ میں نے پیغام پہنچا کر اپنی ذمہ داری ادا کر دی تھی۔

آپ خلیج کی جنگ کے بعد سے سرزمین عرب پر امریکی فوجوں کی موجودگی پر سخت پریشان تھے، وفات سے چند ہفتہ پہلے جب یہ ناچیز حاضر خدمت ہوا اس وقت فالج کے حملہ کے بعد سے مسلسل نقاہت کے عالم میں تھے۔ کسی صاحب نے پاکستان کے فوجی سربراہ پرویز مشرف صاحب کا اخباری بیان سنا دیا جس میں انہوں نے ترکی کے مصطفیٰ کمال اتاترک کو اپنا آئیڈیل و ہیرو بتا کر ان کے نقش قدم پر چلنے کا عندیہ ظاہر کیا تھا، اس پر آپ تڑپ اٹھے اور فرمایا ''اس صدی میں اسلام کو سب سے زیادہ نقصان جس شخص نے پہنچایا وہ اتاترک ہیں۔ کاش کوئی میری کتاب اسلام و مغربیت کی کشمکش کا انگریزی ایڈیشن ان تک پہنچا دے (جس میں اتاترک کے متعلق تفصیلی معلومات ہیں)'' میں نے عرض کیا پرسوں میرا پاکستان کا سفر ہے انشاء اللہ کتاب پہنچ جائے گی۔ اس پر خوش ہو کر فرمایا میں صبح سے دعا کر رہا تھا اے اللہ میرے اس کام کے انجام دینے کے لیے کسی شخص کو بھیج دے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو بھیج دیا اور فرمایا ان شاء اللہ یہ کام آخرت میں آپ کی نجات کے لیے کافی ہوگا۔ اس کام کی انجام دہی کی اطلاع پر انتہائی مسرت اور بلند الفاظ میں گرامی نامہ تحریر فرمایا جو میرے پاس حضرت کا آخری گرامی نامہ ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ اس دور میں آپ کی ہستی پوری ملت اسلامیہ کے لیے ایک سایہ شجر دار اور اس شعر کی صحیح مصداق تھی

خنجر چلے کسی پر تڑپتے ہیں ہم امیر
سارے جہاں کا درد ہمارے جگر میں

جب بھی آپ نے ضرورت محسوس کی، نہ صرف بھارت کے حکمرانوں بلکہ عالم عرب اور مسلم ممالک کے حکمرانوں کو کلمہ حق جرأت کے ساتھ کہا۔ یہ اس دور میں صرف ان کا امتیاز تھا، ورنہ اس زمانہ کے طبقہ علماء و مشائخ میں یہ چیز ناپید ہو چکی ہے۔

علامہ ندویؒ کا سب سے نمایاں وصف آپ کا فکری کام ہے۔ آپ کی تحریروں میں مغرب کے گمراہ کن الحادی فکر و فلسفہ کا مسکت جواب اور مدلل رد موجود ہے۔ اس وقت دنیا اور خاص طور پر ملت اسلامیہ کا سب سے بڑا مسئلہ یہی ہے کہ اقوام عالم اور پوری انسانیت بدقسمتی سے مغرب کے ان افکار و نظریات کی اسیر بن چکی ہے جس نے علم و فکر تہذیب و

تمدن اور ترقی و خوشحالی کے نام پر پوری انسانیت کو وحی آسمانی سے ہٹا کر خواہش نفسانی کی راہ پر ڈال دیا ہے۔ برصغیر کے طبقہ علماء میں جس چیز نے آپ کی شخصیت کو ممتاز کیا، وہ آپ کا یہی کارنامہ ہے۔ مغربی فکر و فلسفہ اور افکار و نظریات کے غلبہ نے عالم اسلام کے لیے بے شمار مسائل پیدا کر دیئے ہیں اور جب تک مغرب کا فکری غلبہ موجود ہے، عالم اسلام کبھی سر بلند، عزت اور غلبہ نہیں پا سکتا۔ آپ ندوۃ العلماء کے طلباء کو خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"اس وقت جس طبقہ کے ہاتھ میں زمام کار ہے، وہ مغربی تہذیب کو مثالی اور انسانی تجربات کی آخری منزل اور حرف آخر سمجھتا ہے۔ وہ اس کو زندگی کی تنظیم کی آخری کوشش سمجھتا ہے اور انسانی مسائل کے حل کا آخری کامیاب تجربہ سمجھتا ہے اور اس کو اسلام کے نظام کے قائم مقام خیال کرتا ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ اسلام کا نظام اپنی ساری افادیت کھو چکا ہے، اب اس کو دوبارہ کارگاہ حیات میں لانے کی زحمت دینا صحیح نہیں۔ یہ ہے وہ زندہ سوال جو اس وقت ایک شعلہ کی طرح، ایک بھڑکی ہوئی آگ کی طرح تمام اسلامی ممالک میں پھیل چکا ہے اور جس کے اثر سے کوئی طبقہ اور کوئی پڑھا لکھا انسان پورے طور پر محفوظ نہیں ہے۔ یہ ایک سازش چلی آرہی ہے، فکری طور پر بھی، سیاسی و انتظامی طور پر بھی، ہمیں اسی طور پر اس کا مقابلہ کرنا ہے اور تعلیم یافتہ طبقہ کو مطمئن کرنا اور اسلام پر اس کا یقین واپس لانا، دوبارہ یقین پیدا کرنا ہے کہ اسلام اس زمانہ کا ساتھ دے سکتا ہے، قیادت کر سکتا ہے۔ یہ ہے آج کا اصل فتنہ کہ اسلام اس زمانہ کا ساتھ نہیں دے سکتا۔ آپ کو یہ ثابت کرنا ہوگا کہ اسلام اس زمانہ کو راہ پر لگا سکتا ہے۔ اس کے لیے آپ کو تیاری کرنی ہے۔....... آج انڈونیشیا، مشرق وسطیٰ سے مراکش تک امریکہ و یورپ کی سازش سے اسلام پر اعتماد متزلزل کر دیا گیا ہے، اسلام پر عمل کرنے کو فرسودگی، رجعت پسندی، فینڈامینٹل ازم سے تعبیر کیا جاتا ہے تاکہ ایک پڑھے لکھے آدمی کو شرم آنے لگے کہ حاشا وکلا وہ فنڈا میٹلسٹ نہیں، آپ کو وہ کام کرنا ہے کہ لوگ سینہ تان کر اور آنکھیں ملا کر یہ کہیں کہ ہاں ہم فینڈامینٹلسٹ ہیں، ہمارے نزدیک فینڈامینٹل ازم ہی دنیا کو بچا سکتا ہے، ساری خرابی اور سارا فساد فینڈامینٹل ازم نہ ہونے کی وجہ سے ہے۔ کوئی اصول نہیں، کوئی معیار نہیں، کوئی حدود نہیں، صرف نفس پرستی ہے، صرف خواہش پرستی ہے، صرف اقتدار پرستی ہے، اس لیے آپ کو تیاری کرنی ہے۔"

اس کے بعد مزید وضاحت سے عصر حاضر کی سب سے اہم ضرورت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے طلباء سے فرماتے ہیں:

"اسلام کا مجدد کہلانے کا وہی مستحق ہوگا جو اسلامی شریعت کی برتری ثابت کرے، زندگی سے اس کا پیوند لگائے اور ثابت کرے کہ اسلامی قانون وضعی قانون اور انسانوں کے تمام خود ساختہ قوانین سے آگے ہے زمانہ سے آگے کی چیز ہے، زمانہ اس سے آگے نہیں بڑھ سکتا اور دنیا نے خواہ کتنی ہی ترقی کی ہو لیکن اسلامی قوانین اس کی رہنمائی کی اب بھی صلاحیت رکھتے ہیں، اس کے تمام سوالات کے جوابات دینے اور انسانی زندگی کے پیدا ہونے والے مسائل کا حل ان کے اندر موجود ہے، اس میں ایک بالغ معاشرہ کی تنظیم کی بہترین صلاحیت ہے"

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علیؒ ندوی کی شخصیت کوئی معمولی شخصیت نہیں تھی۔ ایسی شخصیتیں صدیوں میں پیدا ہوتی ہیں اور ملت بلکہ پوری انسانیت کے لیے رحمت ثابت ہوتی ہیں۔ علی میاں ایک فرد اور ایک ذات کا نام نہیں، ایک مشن ایک تحریک اور ایک دعوت اور ایک انقلاب کا نام ہے۔ آپ کے انتقال سے علم و حکمت کا آفتاب غروب ہو گیا، وہ آفتاب جس کی روشنی سے عرب و عجم مستفید ہو رہے تھے۔ آپ ایک عظیم مفکر، مورخ، عالم دین، عربی زبان و ادب کے ماہر، اعلیٰ درجہ کے انشاپرداز، سوانح نگار تھے۔ مغرب کی جدید تہذیب و تمدن اور اس کے گمراہ کن افکار و نظریات پر گہری اور بسیط نظر رکھتے تھے۔ برصغیر کے واحد عالم دین تھے جن کی تحریروں میں مغربی فلسفہ و فکر کا رد، اس کے زہر کا تریاق بکثرت موجود ہے۔ مغرب کے برپا کیے ہوئے فساد اور گمراہ کن نظریات کے خلاف آپ کا بے باک، مدلل اور مؤثر قلم جراحت و

مرہم دونوں کا کام کرتا تھا۔ عالمی مسائل وامور پر آپ کی نظر گہری اور عمیق اور ملت کے اجتماعی مسائل سے دلی تعلق تھا۔ ملکی و عالمی، سیاسی و سماجی حالات و مسائل سے آپ کو وسیع و عمیق واقفیت تھی، علمی و فکری ہر موضوع پر آپ نے قلم اٹھایا اور جس موضوع پر آپ نے جو لکھا، وہ اس فن کے لیے اتھارٹی مانا گیا۔ برصغیر کے اس صدی کے اکابر علماء و اہل اللہ جیسے حضرت مولانا محمد الیاسؒ مولانا احمد علی لاہوریؒ مولانا حسین احمد مدنیؒ شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ و دیگر علماء و اہل اللہ کے آپ ہمیشہ محبوب و منظور نظر رہے۔ آپ کے شیخ حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری کا مقولہ مشہور ہے کہ اگر خدا نے پوچھا کہ دنیا سے کیا لایا تو "علی میاں" کو پیش کر دوں گا۔ آپ کو یہ شرف بھی حاصل ہے کہ برصغیر کے اس صدی کے بیشتر اکابر علماء اور اہل اللہ کا تعارف آپ کے قلم سے ہوا۔ اس کے ساتھ ہی تاریخ دعوت و عزیمت کی سات جلدیں لکھ کر اسلام کے چودہ سو سالہ مشاہیر اور اکابر امت کا تذکرہ ایسے موثر، دلکش اور تعمیری انداز میں لکھا جس سے نئی نسل بہت کچھ فائدہ اٹھا سکتی ہے۔ آپ کی شخصیت جس طرح علماء و مدارس، صوفیائے کرام اور خانقاہوں میں مسلم تھی، اسی طرح عصری طبقات، عصری تعلیم گاہوں علی گڑھ، قاہرہ، مکہ، جنیوا، لندن اور نیویارک میں بھی مقبولیت رکھتی تھی۔ دنیا بھر کے علماء و زعماء، مفکرین و دانشور حتیٰ کہ حکمران آپ کو عقیدت و عظمت کی نظر سے دیکھتے تھے۔ اپنے اخلاق عالیہ کی بدولت آپ ہر طبقہ میں مقبولیت رکھتے تھے۔ ندوۃ العلماء (لکھنؤ) کے ناظم اعلیٰ ہونے کے علاوہ دارالعلوم دیوبند کی مجلس شوریٰ کے رکن آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ کے صدر، آل انڈیا ملی کونسل کے سرپرست، رابطہ ادب اسلامی (مکہ مکرمہ) کے سربراہ، مدینہ یونیورسٹی کی مجلس مشاورت کے رکن، آکسفورڈ یونیورسٹی کے اسلامی سنٹر کے سربراہ، جامعہ الہدیٰ (نوٹنگھم) کے سرپرست، دعوت اسلامی کی عالمی مجلس اعلیٰ (قاہرہ) کے ممبر، دارالمصنفین و شبلی اکیڈمی (اعظم گڑھ) کے صدر، عالمی یونیورسٹیوں کی انجمن واقع رباط (مراکش) کے ممبر، بین الاقوامی یونیورسٹی (اسلام آباد) کی ایڈوائزری کونسل کے ممبر، قاہرہ دمشق اور اردن کی عربی اکیڈمی کے ممبر، اس کے علاوہ سینکڑوں علمی و دینی اداروں اور تنظیموں کے سرپرست تھے۔

آپ برصغیر کی واحد شخصیت تھے جنہیں دو بار خانہ کعبہ کی کنجی حوالے کی گئی، اسی طرح شاہ فیصل ایوارڈ دبئی (امارات) کا عالمی شخصیت ایوارڈ اور سلطان برونائی ایوارڈ سے نوازے گئے۔ آپ کے زہد اور دنیا سے بے نیازی کا یہ عالم کہ ان ایوارڈز کے کروڑوں روپیوں کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھا بلکہ اسی وقت ساری رقم افغان مجاہدین، مساجد و مدارس اور دینی و تعلیمی اداروں میں تقسیم فرما دی۔ ۱۹۹۶ء میں حکومت ترکیہ نے آپ کے اعزاز میں اور آپ کی شخصیت اور علمی خدمات کو خراج عقیدت پیش کرنے کے لیے ایک عظیم الشان کانفرنس منعقد کی جس میں دنیا بھر کے علماء کرام، دانشوروں اور چوٹی کے اسکالروں نے آپ کی علمی فکری و دینی خدمات پر مقالے پڑھے۔ دنیا بھر کی بیشتر دینی تحریکیں اور عالمی اسلامی تنظیمیں آپ کو اپنا سرپرست و مربی سمجھتی ہیں اور آپ کے قیمتی مشوروں اور رہنمائی کی طالب رہتی ہیں جیسے برصغیر کی مشہور تبلیغی جماعت، عرب دنیا کی سب سے بڑی شینی تحریک اخوان المسلمین، انڈونیشیا کی ماشومی پارٹی اور جماعت اسلامی وغیرہ وغیرہ۔ دیوبند کے علاوہ دیگر تمام مکاتب فکر کے علماء مشاہیر بھی آپ سے محبت و عقیدت کا تعلق رکھتے تھے۔

۲۸ اکتوبر ۱۹۹۹ء کو مسلم پرسنل لاء بورڈ کے اجلاس واقع بمبئی میں جب آپ نے اپنی علالت کے سبب استعفا پیش فرمایا تو اس ناچیز نے دیکھا کہ پورے اجلاس پر سناٹا چھا گیا اور کوئی بھی اسے قبول کرنے کے لیے آمادہ نہیں تھا۔ سب سے پہلے ملی کونسل کے سربراہ مولانا مجاہد الاسلام قاسمی نے کہا جب کشتی طوفان اور منجدھار میں ہوتی ہے تو ملاح نہیں بدلا جاتا۔ شیعہ رہنما علماء کلب صادق نے کہا پرسنل لاء بورڈ کی صدارت حضرت مولانا کے لیے کوئی وجہ عزت و افتخار نہیں بلکہ بورڈ کے لیے یہ اعزاز و فخر کی بات ہے کہ حضرت مولانا اس کے صدر ہیں۔ جماعت اسلامی کے امیر مولانا سراج الحسن صاحب نے کہا

آج یہاں پورے ہندوستان کے مختلف مکاتب فکر کے رہنما موجود ہیں، اگر پوری دنیائے اسلام سعودی عرب ترکی پاکستان انڈونیشیا سوڈان وغیرہ وغیرہ کے زعماء و رہنما یہاں ہوتے تب بھی صدارت کے لیے سب کی زبان پر ایک ہی نام ہوتا اور وہ مفکر اسلام حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی کا ہوتا۔ اس کے بعد تمام مکاتب فکر کے رہنماؤں نے بیک زبان کہا حضرت مولانا ہی بورڈ کے تاحیات صدر ہیں۔ اسی طرح بھارت کی تمام سیاسی پارٹیاں آپ کا احترام کرتیں، بھارت کے وزرائے اعظم اور وزرائے اعلیٰ آپ کے در دولت پر حاضری دیتے، بھارت کی حکومت نے دوبار آپ کو بھارت کا سب سے بڑا قومی ایوارڈ پرم بھوشن اور بھرت رتن دینا چاہا مگر آپ نے قبول کرنے سے سختی سے انکار کیا۔ مسلم پرسنل لاء کی جدوجہد کے دوران شاہ بانو کیس کے موقع پر بھارتی حکومت نے اسلامی پرسنل لاء میں تبدیلی کرنے کا ذہن بنا لیا تھا جب ایک نازک موقع پر مسلم وفد سے گفتگو کے دوران جب بھارتی پرائم منسٹر راجیو گاندھی نے اس دلیل کے ساتھ مسلم پرسنل لاء میں ترمیم کا ارادہ ظاہر کیا کہ متعدد عرب ممالک نے اسلامی پرسنل لا میں ترمیم کی ہے تو آپ نے فرمایا الحمدللہ ہم بھارتی مسلمان اسلام کے متعلق خود کفیل ہیں، کسی عرب ملک کے محتاج نہیں۔ جب راجیو صاحب نے اس مسئلہ میں جامع ازہر (مصر) کے علماء سے رجوع کرنے کا عندیہ ظاہر کیا تو حضرت مولانا نے فرمایا الحمدللہ یہاں ایسے علماء موجود ہیں کہ اگر ان کا نام جامع ازہر میں لیا جائے تو احترام میں ازہر کے چوٹی کے علماء کی گردنیں جھک جائیں۔ آپ نے مزید فرمایا بارہا ایسا ہوا ہے کہ دنیا بھر کے مسلم علماء کی سب سے بڑی تنظیم رابطہ عالم اسلامی (مکہ مکرمہ) میں پوری دنیا کے مسلم اسکالرز کی رائے ایک جانب اور آپ کے ملک کے ایک اسکالر کی دوسری جانب ہوتی تب آپ کے ملک کے اسی ایک شخص کی رائے پر فیصلہ کیا گیا اور ساری دنیا کے اسلامی اسکالرز نے آپ کے ملک کے اسکالر کی رائے کے سامنے سر جھکا دیا۔ یہ سن کر راجیو صاحب خاموش ہو گئے، اس کے بعد جب انہیں پتہ چلا کہ وہ شخصیت انہیں کے حلقہ انتخاب (رائے بریلی) کی ہے تو انہوں نے اس پر کئی بار فخر کا اظہار کیا۔ حضرت مولانا کی گفتگو کے بعد راجیو صاحب نے اسلامی شریعت کی روشنی میں (مطلقہ کے نفقہ کے) مسئلہ کو معلوم کرنا چاہا۔ جب انہیں تشفی بخش جواب ملا تو انہوں نے بھارتی پارلیمنٹ میں اس مسئلہ پر بحث کے دوران کہا کہ میں نے امریکہ ویورپ سمیت دنیا بھر کے قوانین کا مطالعہ کیا ہے مگر ۱۴ سو سال پہلے قرآن اور اسلام نے عورت کو جو حقوق دیے ہیں، وہ اب تک دنیا کا کوئی قانون نہیں دے پایا۔ بالآخر انہوں نے کانگریس کے ممبران کے نام حکم (لازمی حکم) جاری کر کے بھارتی پارلیمنٹ میں مسلمانوں کے مطالعہ کے مطابق بل پاس کرایا۔ اس طرح حضرت مولانا کی شخصیت کی بدولت مسلمان پارلیمنٹ میں پرسنل لاء بورڈ کی جنگ جیت گے، غرض اس دور میں ایسی مقبولیت اور محبوبیت کی کوئی دوسری نظیر نہیں ہیں۔ آپ کے سانحہ ارتحال پر پوری ملت اسلامیہ نے جس طرح رنج و غم کا اظہار کیا، تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ دنیا بھر کے اخبارات ورسائل و مجلات کے اداریے اور جو مضامین و مقالات آپ کی شخصیت پر چھپ چکے ہیں، اگر صرف انہیں یکجا کیا جائے تو کئی ضخیم جلدیں تیار ہو سکتی ہیں۔ آپ کی زندگی، تالیفات اور علمی کاموں پر سیمیناروں، یادگاری جلسوں کا لامتناہی سلسلہ برابر جاری ہے۔ عربی اردو میں آپ کی متعدد سوانح آچکی ہیں۔ دنیا بھر کی بیالیس یونیورسٹیوں میں آپ کی شخصیت اور آپ کے کارناموں پر پی ایچ ڈی ہوا ہے۔ یہ آپ کی عنداللہ مقبولیت کی علامت ہے کہ جمعہ کی نماز سے پہلے انتقال فرمایا۔ اسی رات رائے بریلی کے چھوٹے سے قصبہ میں تدفین عمل میں آئی مگر ڈیڑھ دو لاکھ افراد پروانہ وار پہنچ گئے۔ حرمین شریفین میں ۲۷ رمضان المبارک کو شب قدر میں جبکہ حرم اپنی تمام وسعتوں کے ساتھ بھرا ہوتا ہے، غائبانہ نماز جنازہ پڑھی گئی اسی طرح جدہ ریاض اور سعودی عرب کے دیگر شہروں، جامع ازہر (مصر)، استنبول (ترکی)، بغداد، کویت، متحدہ امارات، یورپ وامریکہ غرض دنیا کے کونے کونے میں کروڑوں مسلمانوں نے غائبانہ نماز جنازہ ادا کی۔ ریڈیو اور ٹی وی پر وفات کی خبر نشر ہوتے ہی برصغیر اور عالم اسلام میں غم کے بادل چھا گئے۔ یہ سب آپ کی عنداللہ

مقبولیت کی علامت ہے ورنہ محض کسی مفکر اسکالر انشا پرداز پر کسی تحریک کے لیڈر کے لیے ایسا کبھی نہیں ہوتا۔ یہاں لندن سے شائع ہونے والے عربی روزناموں الحیاۃ اور الشرق الاوسط میں آپ کی شخصیت پر اس قدر لکھا گیا کہ شاید ہی کبھی کسی شخصیت پر لکھا گیا ہو۔ سعودی عرب کی مجلس شوریٰ کے رکن ڈاکٹر احمد عثمان تویجری نے لندن کے معروف روزنامہ الشرق الاوسط سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ:

"علامہ ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ دعوت واصلاح کے اماموں میں سے ایک امام تھے،ان کے اندر بیک وقت زہد وورع، جہاد و سرمستی اور فکروادب کا حسین امتزاج پایا جاتا تھا"

علامہ ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ گوناگوں تصنیفی، علمی وفکری، سیاسی مشاغل کے باوصف عصر حاضر کے مفکرین و رہنماؤں کی طرح کبھی اپنی باطنی اصلاح سے غافل نہیں ہوئے۔ آپ کی شخصیت تصوف و روحانیت میں بھی مسلم تھی۔ آپ حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری کے خلیفہ اجل تھے۔ دنیا بھر کے ہزار ہاافراد آپ سے بیعت اور روحانی تربیت کا تعلق رکھتے تھے۔ آپ اس دور میں

در کفے جام شریعت در کفے سندان عشق

کا کامل نمونہ تھے۔ آپ کی وفات بھی زندگی کی طرح قابل رشک طریقہ پر ہوئی۔ رمضان المبارک کا مہینہ، جمعہ کا دن، عجلت کے ساتھ غسل کر کے نیا لباس پہن کر جمعہ کی تیاری فرمائی اور حسب معمول سورہ کہف پڑھنے لگے۔ درمیان میں ہی سورہ یاسین کی تلاوت شروع فرمادی اور روح خالق حقیقی سے جاملی۔ آپ کے متعلق حضرت ابوبکرصدیق رضی اللہ عنہ کا وہ فقرہ جو انہوں نے سرور دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر فرمایا تھا طالب حیا وبیتا (زندگی وموت دونوں مبارک) پوری طرح صادق آتا ہے۔ آپکی وفات عیسوی کلینڈر کی صدی بلکہ ہزار سالہ تاریخ کے آخری دن اور تدفین اس صدی اور ہزارویں سال کی آخری رات میں ہونا یہ معنی خیز شمرہ ہے کہ یہ صدی علامہ ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ کی صدی تھی۔

علامہ ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے علمأ کرام اور نئی نسل کے لیے بہت کچھ چھوڑا۔ ۸۰ کے قریب تصانیف، سینکڑوں مقالات و مضامین، لاتعداد تقاریر۔ آپ نے کام کی طلب رکھنے والوں کے لیے کئی راہیں بنائیں اور روشن کیں۔ ان راہوں پر پیش قدمی کی ضرورت ہے۔ علامہ ندویؒ کو خراج عقیدت پیش کرنے کا صرف یہی ایک طریقہ ہے۔

ماہانہ مجلس ذکرو اصلاحی بیان

پیر طریقت حضرت مولانا سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم

27 جولائی بروز جمعرات، بعد نماز عشاء

حضرت کے تمام متوسلین اس ماہانہ مجلس ذکر میں شریک ہو کر روحانی سکون حاصل کریں اور حضرت کے اصلاحی بیان سے مستفید ہوں۔

المعلن: ناظم مدرسہ معمورہ دار بنی ھاشم مہربان کالونی ملتان (فون: 511961)

نوٹ: ہر شمسی مہینہ کی آخری جمعرات کو بعد نماز عشاء دار بنی ھاشم میں مستقل مجلس ذکر منعقد ہوتی ہے۔

پروفیسر خواجہ ابوالکلام صدیقیؔ | سطر ۸

امارات اسلامیہ افغانستان............مشاہدات و تاثرات

اس سال صبح آٹھ بجے سے چلے ہوئے ساڑھے بارہ بجے چشمہ سالار پہنچے ہر شخص نے اپنے اپنے ذوق کے مطابق کھانے پینے کی اشیاء سے خود کو تازہ دم کیا ہم نے تربوز سے پانی کی کمی دور کی اور نماز ظہر ادا کرنے کے بعد پھر چل پڑے، راستے میں سڑک پر سائیکل سوار طالب علموں کی فوج ظفر موج نظر آئی کوئی سڑک کے کنارے بیٹھا خود ہی سائیکل کو پنکچر لگا رہا تھا کوئی پیچ کس رہا تھا، کوئی چین درست کر رہا تھا اور کوئی مرمت کر رہا تھا کوئی اکیلا جا رہا تھا کوئی کسی کو اپنے ساتھ سوار کئے ہوئے تھا معلوم ہوا کہ اسکول سے چھٹی ہوئی ہے، اور شہروں میں تو چھٹی کے وقت طلبہ کے ہجوم کی وجہ سے راہگیروں کے لئے پیدل چلنا بھی دشوار ہو جاتا ہے، طلبہ کی کثرت سے طالبان حکومت اور افغان عوام کے تعلیمی رجحان کا اندازہ ہو رہا تھا اور یہ رجحان اس قوم کے روشنی مستقبل کی نوید ہے، اور اس کا کسی سائے کے بغیر دھوپ میں بیٹھ کر خود اپنے ہاتھوں سے سائیکل کی مرمت وغیرہ کرنا یہ خبر دے رہا تھا کہ یہ محنتی قوم جو اس وقت کسی ملک، قوم یا بین الاقوامی ادارے کی مقروض نہیں اب اس کی معاشی خوشحالی کو دنیا کی کوئی طاقت نہیں روک سکتی۔

گذشتہ سال کا واقعہ:

گذشتہ سال کابل سے قندھار کے لئے جو قافلہ تشکیل دیا گیا اس میں ملتان کے علاوہ حاصل پور، چشتیاں اور گوجرانوالہ وغیرہ کے افراد بھی شامل تھے تین گاڑیاں کرایہ پر لی گئیں اور ان کے ڈرائیوروں سے یہ بات طے ہو گئی کہ وہ ہمیں غزنی کے قابل دید مقامات دکھاتے ہوئے جائیں گے، ہم جس وقت غزنی پہنچے رات ہو چکی تھی ہماری ویگن کے ڈرائیور نے غزنی سے دو میل یعنی تین کلو میٹر پہلے ویگن روک کر بتایا کہ یہ سلطان محمود غزنوی کے مزار کا راستہ ہے مزار اس وقت بند ہو گا لہذا آپ اسی جگہ فاتحہ پڑھ لیں۔

ہم نے کہا کہ اگر صرف فاتحہ پڑھنا مقصود ہوتا تو یہ کام تو ملتان میں بھی ہو سکتا تھا جو مجاہد ہماری خاطر سترہ بار برعظیم پاک و ہند میں آیا ہم اس کی قبر پر جائے بغیر یہاں سے گزر جائیں یہ بات کیسے مناسب ہے مگر ڈرائیور کا کہنا یہ تھا کہ میں صبح دوبارہ اس جگہ نہیں آؤں گا۔ امیر سفر یونکہ دوسری گاڑی میں تھے لہذا ہم نے ڈرائیور سے کہا کہ قیام گاہ پر چلو اور امیر صاحب جو فرمائیں گے اس پر عمل کیا جائے گا۔ ہوٹل پر پہنچے پہلے نماز عشا ادا کی اس کے بعد قندھار کی طرف روانہ ہو گئے، رات کو ہوٹل میں ہی سو گئے امارت اسلامیہ میں سفر کے دوران جہاں بھی ہم گئے صرف کھانے کا بل لیا گیا سونے کا کوئی کرایہ نہیں لیا گیا فرشی انتظام ہے جہاں جی چاہے اپنا بستر بچھا کر یا صرف تکیہ استعمال کر کے آرام سے سو جائیں، نماز فجر جامعہ تعلیم و تزکیہ ملتان کے حفظ و تجوید کے معلم قاری عبدالرحمن قاسمی صاحب کی امامت میں ادا کی کھلی فضا، موسم میں معمولی خنکی کا سہانا وقت، قاری صاحب کا انداز قرأت، بس قرآنِ فجر کا لطف آ گیا، نماز کے بعد ویگنوں پر بیٹھ گئے ہمارے ڈرائیور نے کہا کہ میں نے گاڑی میں ہوا ڈلوانی ہے ہوا ڈلوانے سے فارغ ہوا تو ایک سڑک پر گاڑی دوڑا دی ہم روکتے رہے مگر اس نے ایک نہ سنی اڑھائی دو گھنٹے بعد ایک

ہوٹل پر ویگن روک کر کہنے لگا ناشتا کرلو ہم نے غزنی کی مزارات پر جانے کا مطالبہ کیا تو کہنے لا کہ اب تو ہم تقریباً تین گھنٹے آگے کا سفر طے کر چکے ہیں میں واپس نہیں جاتا، خوب بحث ہوئی مگر وہ ٹس سے مس نہ ہوا اس کا موقف یہ تھا کہ تین گھنٹے جانے میں، تین گھنٹے آنے میں اور دو گھنٹے شہر میں کل آٹھ گھنٹے کا فرق پڑ جائے گا جبکہ ہمارا موقف یہ تھا کہ اس میں ہماری کوئی غلطی نہیں لہذا ہم غزنی کے مزارات پر جائے بغیر یہاں سے آگے نہیں جائیں گے، کہنے لگا کہ باقی دو گاڑیاں آجائیں ان سے بھی پوچھ لیناوہ بھی نہیں گئے ہوں گے۔ اتنے میں ایک گاڑی تقریباً ایک گھنٹے بعد آگئی معلوم ہوا کہ تیسری گاڑی راستے میں پنکچر ہو گئی ہے اور وہ ابھی ابھی آجائے گی ہم ایک گھنٹہ بعد اس لئے آئے ہیں کہ ہم سلطان محمود غزنوی کے مزار پر گئے تھے اس سے ہمارا موقف مزید مضبوط ہو گیا، ڈرائیور نے کہا کہ یہاں سے غزنی آنے جانے کا کرایہ دے دو تو میں جانے کو تیار ہوں امیرِ کارواں مولانا محمد آصف چیمہ صاحب پیچھے رہنے والی گاڑی میں تھے ہم ان کا انتظار کرنے لگے اتنے میں دوسری گاڑی کے بعض دوستوں نے نصف نصف کا پنچایتی فیصلہ کردیا ڈرائیور تو تیار تھا ہم بھی مجبوراً اس ادائیگی پر آمادہ ہو گئے راستے میں امیر قافلہ مولانا محمد آصف چیمہ صاحب بھی تیسری گاڑی میں آتے ہوئے مل گئے انہوں نے فرمایا کہ یہ اضافی کرایے کا حق دار تو نہیں تاہم آپ نے وعدہ کر لیا ہے تو اسے قندھار پہنچ کر دے دیں گے اور وہ خود بھی ہمارے ساتھ بیٹھ گئے کہ کہیں ڈرائیور ہماری اجنبیت سے پھر ناجائز فائدہ نہ اٹھالے۔ سلطان محمود غزنوی رحمہ اللہ علیہ کے مزار پر پہنچے فاتحہ پڑھی اب ہم نے ڈرائیور سے کہا کہ حکیم سنائی رحمہ اللہ علیہ کے مزار پر چلو کہنے لگا وہ تو بہت دور ہے میں نہیں جا سکتا ہم نے اصرار کیا کہ ہم تو ضرور جائیں گے اس نے کہا چلو ویگن میں بیٹھو چلتے ہیں ہم بیٹھ گئے تو وہ ہمیں حکیم سنائی رحمہ اللہ علیہ کے مزار کی بجائے طالبان کے مرکز پر لے گیا اور کہا کہ یہ پاکستانی مجھے تنگ کر رہے ہیں انہوں نے مجھ سے فلاں جگہ (جہاں سے ہم واپس آئے تھے) سے غزنی تک کا کرایہ طے کیا ہے جو مجھے نہیں دے رہے، ہم نے انہیں پورا واقعہ سنایا انہوں نے ڈرائیور سے ہمارے بیان کی تصدیق کی اور وہ انکار نہ کر سکا اس پر طالبان کے نمائندے نے کوڑا نکال لیا اور کہا اول تو اضافی کرایہ تمہارا حق نہیں بنتا ان کی مہربانی ہے کہ انہوں نے تجھ سے وعدہ کرلیا ہے لہذا انہیں سب مطلوبہ مقامات دکھاؤ اور یہ تمہیں اضافی کرایہ قندھار میں جا کر دیں گے اس پر وہ ہمیں نہ صرف حکیم سنائی رحمہ اللہ علیہ کے مزار پر لے گیا بلکہ چند اور مقامات بھی دکھائے جو ہمیں معلوم نہ تھے۔

ہم نے قندھار پہنچ کر اسے اپنی خوشی سے اس اضافی کرائے کے علاوہ کچھ انعام بھی دیا، سابقہ سال کے اس تلخ تجربہ کی وجہ سے ہم نے اس سال گاڑی ڈرائیوروں سے صرف غزنی تک کا کرایہ طے کرنا چاہا تاکہ وہاں اپنی مرضی سے قیام کر کے اور گاڑیاں کرائے پر لے کر قندھار جائیں گے۔، ڈرائیوروں نے ہم سے پوچھا کہ آپ غزنی سے کب روانہ ہونا چاہتے ہیں ہم نے کہا اگلے دن۔ اس پر انہوں نے کہا کہ آپ قندھار تک کے لئے ہم سے طے کرلیں ہم غزنی میں آپ کے ساتھ قیام کریں گے جہاں جہاں آپ کہیں گے ہم آپ کو لے جائیں گے اور اگلے دن جس وقت آپ کہیں گے اس وقت چلیں گے مولانا قاری سیف اللہ صاحب کی ذمہ داری پر ہم نے ان سے اسی طرح سے کرلیا۔

ڈرائیوروں نے اپنی عادت پوری کی شہر سے تین کلومیٹر پہلے سلطان محمود غزنوی کے مزار پر گاڑی روک دی کہ یہاں سے ابھی فارغ ہولیں تاکہ دوبارہ نہ آنا پڑے کچھ جلد باز دوست سوچے سمجھے بغیر اتر کر چل پڑے جنہیں واپس بلایا گیا، ڈرائیوروں کو وعدہ یاد دلایا لہذا یہاں سے سیدھے والیِ غزنی کی کوٹھی (یعنی گورنر ہاؤس) پہنچے عصر تک

مہمان خانے میں آرام کیا اور نماز عصر کے بعد ویگنوں میں بیٹھ کر زیارات کے لئے چل پڑے۔

یہ شہر عام طور پر سلطان محمود غزنوی کے نام کی نسبت سے مشہور ہے، پرانا شہر موجودہ شہر سے مشرقی جانب چند کلومیٹر کے فاصلے پر تھا اپنے دور میں یہ شہر علوم وفنون اور ترقی کے لحاظ سے غرناطہ، قرطبہ اور بغداد کا ہم پلہ تھا یہ عروج تقریباً ایک صدی تک رہا، سلطان کو خلافت کی طرف سے "یمن الدولہ" اور غازی کا خطاب ملا ہوا تھا، حنفی المذہب تھا، خود عالم دین تھا اور علم وادب کی سرپرستی کا ذوق رکھتا تھا اس کے دربار میں مختلف اصحاب علم و کمال جمع تھے، سلطان کے جانشینوں سے غوری خاندان کی معرکہ آرائی رہی بہرام شاہ غزنوی نے سیف الدین غوری کو سولی دی اس کے جواب میں اس کے بھائی علاء الدین حسینی غوری نے غزنی پر حملہ کیا غزنوی خاندان کو شکست دی، شہر میں فاتحانہ داخل ہوا تین دن تک لوٹ مار کی اور اس کے بعد شہر کو آگ لگادی جو جل کر خاکستر ہو گیا ۷ ۵۴ ھ کے اس واقعہ کی وجہ سے اہلِ تاریخ اسے علاء الدین جہاں سوز لکھتے ہیں۔

یہ قدیم شہر اس وقت کھنڈرات بعض شکستہ دیواروں اور ایک وسیع میدان کی شکل میں ہے سلطان کے مزار کے سوا کوئی عمارت باقی نہیں ہے اس کی مناسب مرمت غازی امان اللہ خاں کے والد امیر حبیب اللہ خاں نے اپنے دورِ حکومت (1901ء تا1919ء) میں کرائی سلطان مزار سڑک سے کافی بلندی پر پہاڑی پر ہے راستہ کشادہ ہے، سیڑھیاں بھی ہیں ہم نے مزار پر حاضری دی اور فاتحہ پڑھی، مزار سے باہر پنجے کی علامت لٹکی ہوئی تھی جس پر "اللہ" لکھا ہوا تھا، معلوم ہوا کہ امیر عبدالرحمن خاں نے اپنے دور میں رافضیوں کی سازشوں سے بچنے کے لئے انہیں سرحدات سے اٹھا کر ملک کے اندرونی حصوں میں آباد کیا خاندان غزنی میں آباد کے گئے حالیہ جہاد افغانستان میں جہادی گروہ کی حیثیت سے مزار پر ان کا قبضہ ہو گیا تو انہوں نے پنجہ لٹکا دیا اور کالے جھنڈے لہرا دیئے طالبان کی حکومت آئی تو سیاہ جھنڈے اتر گئے مگر پنجے اس گروہ کی خاص علامت ہونا معلوم نہ ہونے کی وجہ سے اسے اگلے مرحلے کی اصلاحات میں شامل کر لیا گیا جس کی وجہ سے یہ ابھی تک باقی ہے اس کے بعد غزنوی شہزادے دانا بہلول اور سلطان محمود غزنوی کے والد سبکتگین کی قبروں پر گئے جو اوپر پہاڑیوں پر تھیں، اترتے ہوئے دیکھا کہ قریب کچے مکانات کے باہر کچھ لوگ قالین بافی کر رہے ہیں اور ان کے گرد بچے کھیل رہے ہیں، بچوں کو بے فکری سے کھیلتے دیکھ کر اپنا بچپن یاد آ گیا کچھ لمحات اسی تصور میں کھوئے رہے، اس کے بعد حکیم سنائی رحمہ اللہ علیہ کے مزار پر حاضری دی اور نماز مغرب وہیں قبروں سے ہٹ کر ایک طرف باجماعت ادا کی،

حکیم سنائی رحمہ اللہ علیہ فارسی زبان کے صوفی شاعر اور بزرگ تھے ان کا تعلق محمود غزنوی سے سو سال بعد بہرام شاہ غزنوی کے دور سے ہے پہلے درباری متعلقین ہی سے تھے بعد میں اللہ تعالیٰ نے دنیاداری سے محفوظ فرما کر اپنی محبت سے سرفراز فرما دیا ان کا نام مجدود کنیت ابو المجد ہے بعض لوگوں کی رائے کے مطابق ان کا انتقال ۵۲۵ھ میں ہوا مگر ممتاز محقق پروفیسر ڈاکٹر غلام مصطفے خان صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے ۵۲۵ھ/۱۱۵۰ء کے سال کی تحقیق کو ترجیح دی ہے۔

۱۹۳۳ء میں افغانستان کے حکمران نادر شاہ (والد ظاہر شاہ) نے علامہ اقبال، سید سلیمان ندوی اور سر راس مسعود کو تعلیمی مشاورت کے لئے کابل آنے کی دعوت دی، اس موقع پر علامہ مرحوم نے نومبر میں حکیم سنائی رحمہ اللہ علیہ کے مزار پر حاضری دی اور ان کے ایک قصیدے کی پیروی میں یہاں کچھ اشعار کہے جو ان کی اردو شاعری کے

دوسرے مجموعے "بال جبریل" میں شامل ہیں آخری تین شعر یہ ہیں۔

وہ دانا ئے سبل ختم الرسل مولائے کل جس نے
غبارِ راہ کو بخشا فروغِ وادیٔ سینا
نگاہِ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر
وہی قرآں، وہی فرقاں، وہی یٰسیں، وہی طٰہٰ
سنائی کے ادب سے میں نے غواصی نہ کی ورنہ
ابھی اس بحر میں باقی ہیں لاکھوں لولوے لالا

اس سال مزار پر حاضری مغرب کے بعد ہوئی جبکہ گذشتہ سال دن کے وقت آئے تھے گذشتہ سال جب ہم فاتحہ پڑھ کر مزار سے باہر آئے تو ایک بس آئی جس سے خواتین کی ایک جماعت اتر کر اندر چلی گئی اتنے میں رونے چلانے کی آوازیں آنے لگیں ہم جلدی سے اندر گئے دیکھا کہ عورتیں ترتیب کے ساتھ الٹی لیٹی ہوئی گریہ وزاری کر رہی ہیں مجاور سے معلوم ہوا کہ منت کے لئے آنے والوں کی حاضری کا روایتی طریقہ یہ ہے مزار کے نیچے ایک تہ خانہ ہے جس میں چلہ کش بیٹھا کرتے تھے۔

اس کے بعد ایک پرانی بستی ہجویر آئے بیان حضرت ابو الحسن بن عثمان ہجویری لاہوری رحم اللہ علیہ (المعروف داتا گنج بخش جب کہ ان کا اپنا ارشاد منقول ہے کہ مجھے اس نام سے نہ بلایا جائے کے والد محترم ابو علی عثمان بن علی رحمہ اللہ علیہ کے مزار پر حاضری دی اور وہاں سے چند قدموں کے فاصلے پر حکیم سنائی رحمہ اللہ علیہ کی والدہ اور ان کے ماموں کی قبریں ہیں وہاں فاتحہ پڑھی نہ جانے اس قبرستان میں اور کون کون سے گنج ہائے گراں مایہ مدفون ہیں اس شہر میں متعدد قدیم دینی مدارس موجود ہیں ایک مدرسہ سلطان محمود غزنوی کے نام سے ہے اور ایک مدرسہ کا نام دار الحفاظ انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہے اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا موئے مبارک محفوظ ہے۔

یہاں سے فارغ ہو کر گورنر ہاؤس واپس آئے دستر خواں لگا ہوا تھا کھانا کھایا معلوم ہوا کہ مولانا عزیز اللہ صاحب نائب والی (یعنی نائب گورنر) نماز مغرب کے بعد ملاقات کے لیے تشریف لائے تھے اور نماز عشاء کی اذان تک انتظار فرما کر واپس چلے گئے ہیں اور والیٔ غزنی (گورنر غزنی) مولانا دوست محمد صاحب ساتھ والے بڑے کمرے میں نماز عشاء کی امامت فرما رہے ہیں کیونکہ ہم نے بھی ابھی تک نماز ادا نہیں کی تھی لہٰذا ان کے ساتھ جماعت میں شامل ہو گئے۔

والیٔ غزنی سے تعارف اور گفتگو:

نماز کے بعد ان کی خدمت میں مولانا قاری سیف اللہ اختر صاحب کا تعارفی خط پیش کیا نیز ایک درخواست کی کہ ہمارے سات آٹھ ساتھی شدید بخار کا شکار ہیں ہمارے وفد میں شامل ایک مشتاق معالج صاحب نے ان کے لئے دوائیں تجویز کی ہیں مگر بازار بند ہیں (غزنی اور قندھار میں بازار سرِشام بند ہو جاتے ہیں نیز رات کو کرفیو بھی لگ جاتا ہے اگر دواؤں کی خریداری کی کوئی صورت ہو سکے تو آپ کی نوازش ہو گی انہوں نے بلا تاخیر اپنے ایک معاون سے فرمایا کہ گاڑی پر ان کے معالج صاحب کو ساتھ لے جاؤ اور میڈیکل اسٹور کھلوا کر اپنی دوائیں خرید کر دو اور خود ہمیں

ساتھ لے کر باہر چبوترے پر تشریف لے آئے ہمارے بار بار اصرار کے باوجود معاون نے دواؤں کے لئے رقم لینے سے انکار کر دیا جب گورنر صاحب سے اصرار عرض کیا کہ ہمیں بل ادا کرنے دیا جائے تو انہوں نے فرمایا کہ یہ ہماری مہمان نوازی کی روایت کے خلاف ہے لہذا تقریباً تین سو روپے کا بل انہوں نے خود ادا فرمایا۔

گزشتہ سال غزنی کے گورنر مولانا یار محمد شہید رحمہ اللہ علیہ تھے ہم نے ان کی زیارت غزنی کی بجائے قندھار کے گورنر ہاؤس میں کی تھی وہ یوں کہ ایک صاحب جو مسافر معلوم ہوتے تھے چند ساتھیوں کے ساتھ جیپ سے اتر کر سیدھے مسجد میں آئے جماعت ہو چکی تھی ایک طرف اپنی جماعت کرائی ہمارے کچھ ساتھی بھی ان کی اقتداء میں شریک ہو گئے نماز کے بعد معلوم ہوا کہ جو امامت کرا رہے تھے وہ گورنر غزنی ہیں جب مزار شریف کے محاذ پر ان کی شہادت ہو گئی تو پھر ان کی جگہ مولانا دوست محمد صاحب کو گورنر بنایا گیا۔

گورنر صاحب نے گفتگو کا آغاز فرماتے ہوئے پشتو زبان میں ہمیں خوش امدید کہا اور پاکستان کے عوام اور بالخصوص علماء کا دعائیہ کلمات میں شکریہ ادا کیا کہ انہوں نے جہاد افغانستان کے آغاز ہی سے ہم سے تعاون کیا اور معاونت و رفاقت کا سلسلہ ابھی تک جاری ہے اور ان شاء اللہ باہمی محبت اور اسلامی اخوت کا یہ تعلق ہمیشہ قائم رہے گا اس کے بعد جامعہ تعلیم و تزکیہ ملتان کے نمائندے نے اردو میں وفد کے جذبات کی ترجمانی کرتے ہوئے کہا کہ ہم مسلمان اور مملکت پاکستان کے شہری ہونے کی حیثیت سے کئی لحاظ سے اہل افغانستان کے شکر گزار و احسان مند ہیں: اول یہ کہ ہمارے اکابرین نے اس صدی کی پہلی چوتھائی میں دم توڑتی خلافت اسلامیہ کو برقرار رکھنے کی کوشش کی جس میں بظاہر کامیابی نہ ہوئی تاہم ان کوششوں کا نتیجہ اس صدی کے آخر میں افغانستان میں ظاہر ہوا آپ حضرات نے نہ صرف خلافت اسلامیہ کا احیا کیا بلکہ اس کی بنیاد خلافت راشدہ پر رکھی، اللہ تعالیٰ آپ کو اس پر جزائے خیر عطا فرمائے اور ملت اسلامیہ کو خلافت کے زیر سایہ آنے کی جلد از جلد توفیق عطا فرمائے ہم نے پاکستان کی کئی مساجد میں جمعہ کے خطبے میں امیر المومنین کے ذکر کو شامل کیا ہے اور دیگر حضرات کو اس کی طرف متوجہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

دوم یہ کہ آج دنیا میں اسلامی نظام کا قیام مسلمانوں کے لئے ایک چیلنج بن چکا ہے یہاں تک کہ خود مسلمانوں کی سوچ یہ ہے کہ دور جدید میں اسلامی نظام کا نفاذ عملاً ممکن نہیں ان حالات میں آپ نے قرون اولیٰ کا اسلامی نظام نافذ کر کے دین داری کا دعویٰ رکھنے والے ہی نہیں بلکہ دنیا پرست و مغرب زدہ مسلمانوں کے لئے بھی حجت باقی نہیں چھوڑی۔

سوم یہ کہ خمینی انقلاب نے دنیا کے سامنے مسخ شدہ اسلام پیش کر کے کفر کو اسلام کا ترجمان بنا دیا جبکہ آپ نے حقیقی اسلام کو اجاگر کر کے خواب غفلت میں مدہوش ملت اسلامیہ کو اس احساس کے ساتھ بیدار کر دیا کہ اسلام کے ترجمان صرف اور صرف مسلمان ہو سکتے ہیں۔

چہارم یہ کہ کشمیر سمیت تمام مسلمانوں کو ظلم سے نکالنے کا ذریعہ صرف اور صرف جہاد ہے اور مسلمان کافی عرصے سے یہ فریضہ فراموش کر چکے تھے آپ کی قربانیوں نے انہیں یہ بھولا ہوا سبق دوبارہ یاد دلا دیا۔ آج دنیا سے اسلام کی تمام جہادی تحریکوں کو تقویت و حوصلہ آپ کی وجہ سے ہے۔

پنجم یہ کہ فقہ حنفی طویل عرصے تک افغانستان اور برعظیم پاک و ہند سمیت اکثر مسلمان حکومتوں میں رائج رہی مگر اب

اسے متروک سمجھا جا رہا تھا مگر آپ نے اسے علانیہ اختیار کر کے اس کی اہمیت و افادیت کو دوبارہ اجاگر کر دیا ہے۔
ششم یہ کہ روس جو پاکستان میں داخل ہونے کا مذموم ارادہ رکھتا تھا آپ حضرات نے بے مثال قربانی دے کر پاکستان اور اہل پاکستان کی قومی سلامتی کا تحفظ کیا ہے اگر اہل افغانستان روسی سیلاب کو نہ روکتے تو ہمارے لئے اسے روکنا ممکن نہ تھا۔
پشتو سے اردو اور اردو سے پشتو ترجمہ مولانا جنید اللہ اختر صاحب قابل رشک روانی سے فرما رہے تھے، دوران گفتگو گورنر صاحب کو پیغام ملا کہ امیر المومنین مخابرے (وائرلیس) پر آپ سے گفتگو فرمانا چاہتے ہیں لہٰذا وہ تشریف لے گئے اور ہم کچھ دیر تک ان کے معاونین سے تبادلہ خیال کرتے رہے اور پھر وہ کھلی ہوا کا لطف اٹھانے کے بعد اندر جا کر سو گئے۔

نائب والئی غزنی کے ساتھ نشست:

مولانا عزیز اللہ صاحب غزنی کے نائب والی ہیں متعدد مرکزی و صوبائی وزراء اور افغانستان کے کئی ممتاز علماء کے استاد ہونے کا شرف رکھتے ہیں پاکستان کے شہر کوئٹہ میں تدریس کے فرائض سر انجام دے چکے ہیں اس لئے اردو سمجھتے بھی ہیں اور بولتے بھی ہیں، وہ ہم سے ملاقات کے لئے نماز مغرب کے بعد گورنر ہاؤس میں تشریف لائے تھے لیکن ہماری غیر موجودگی کی وجہ سے ملاقات نہ ہوسکی لہٰذا امیر سفر مولانا جنید اللہ اختر صاحب سے طے پایا کہ ان شاء اللہ نماز فجر کے بعد ان سے ملاقات کریں گے۔ ۱۵ ربیع الاول/ ۳۰ جون بروز بدھ نماز فجر گورنر ہاؤس کے سامنے مسجد میں ادا کی اور وہیں مولانا سے ملاقات ہو گئی ہمارے ساتھ گورنر ہاؤس میں تشریف لائے، تفصیلی نشست ہوئی انہوں نے ہمارے استفسارات و پیش کردہ شبہات پر ہمیں عوام کے عقائد و اعمال کی اصلاح کی حکومتی کوششوں اور ارادوں سے آگاہ فرمایا اس گفتگو میں سلطان محمود غزنوی کے مزار پر لٹکا ہوا پنجہ بھی زیر بحث آیا نیز ہم نے ایک گزارش یہ کی کہ افغانستان میں جمعہ کا خطبہ پاکستان کی اکثر مساجد کی طرح پڑھا جاتا ہے جسے شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ علیہ نے اختیار فرمایا حالات کے تقاضے کے مطابق آپ نے جس طرح اس میں امیر المؤمنین کے ذکر کا اضافہ فرمایا ہے اسی طرح ضرورت اس بات کی ہے کہ اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چاروں بیٹیوں رضی اللہ عنہن کا ذکر کیا جائے کیونکہ ایک بیٹی رضی اللہ عنہا کے ذکر سے رافضیوں کو مسلمان عوام میں اس پروپیگنڈہ کا موقع مل رہا ہے کہ وہ مسلمانوں کے نزدیک بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چار نہیں صرف ایک بیٹی تھی۔ مولانا نے اس تجویز پر تائید اور خوشی کا اظہار فرمایا۔ گفتگو کے دوران دستر خوان لگ گیا نائب گورنر سمیت تمام افراد نے خشک تندوری روٹی قہوہ کے ساتھ نوش کی اور جو ہماری طرح قہوہ نہیں پیتے تھے انہوں نے قہوے کا کام پانی سے لیا۔

قندھار کی طرف روانگی:

ناشتے کے بعد نائب والی صاحب سے اجازت طلب کی انہوں نے فرمایا کہ غزنی میں مدفون بزرگوں اور شہر کی معلومات کے لئے تمہیں کم از کم یہاں سہ روزہ لگانا چاہیے آئندہ دورے میں اس تجویز کو زیر غور رکھنے کے وعدے کے ساتھ فی الحال معذرت کی، وہ ویگنوں تک ہمارے ساتھ تشریف لائے اور طویل دعا کے ساتھ ہمیں رخصت فرمایا۔

بقیہ 53 پر

ساغر اقبالی

زبان میری ہے بات اُن کی

❖ پاکستان میں مولوی چھائے ہوئے ہیں۔ (کامران رضوری)

لک صبر ک! طالبان آ رہے ہیں۔

❖ نواز شریف کی خود کلامی ٹھنڈی آہیں بھرتے ہیں۔ (فرائیڈے سپیشل)

ہائے اس زود پشیماں کا پشیماں ہونا

❖ مولانا اجمل قادری نیپ پنجاب کی صدر نیلم شاہ سے ملاقات کر رہے ہیں۔ (ایک تصویر)

چوں کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی!

❖ کریم ملک کی ملتان یونیورسٹی کے پبلک ریلیشن آفیسر کے عہدے سے برطرفی کا فیصلہ (ایک خبر)

دودھ میں سے کریم نکال دی جائے گی

❖ ملتان پولیس کی نااہلی۔ ایک ہی رات چوری کی سترہ وارداتیں (ایک خبر)

خبر غلط ہے پولیس کی تو اہلیت ہی یہی ہے۔

❖ ویمن جیل کی لیڈی وارڈن آشنا کے ساتھ فرار (ایک خبر)

بندوق سے گولی اور گھر سے عورت، ایک دفعہ چلی تو توبہ ہی بھلی!

❖ مولوی کا بھی احتساب ہونا چاہیے۔ (ولی خان)

ہر دہریئے کی تان مولوی پہ آ کے ٹوٹتی ہے۔

❖ لانڈھی جیل۔ شہباز شریف اور سیف الرحمن میں ہاتھا پائی (ایک خبر)

تے ہور کی کرن

❖ نوابزادہ نصر اللہ نے بے نظیر کی انچاسویں سالگرہ کا کیک کاٹا۔ (ایک خبر)

حمیت نام تھا جس کا گئی تیمور کے گھر سے

شیخ عطاء المحسن کی ولادت

محسن احرار فداء ناموس صحابہ ابن امیر شریعت حضرت سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد، شیخ فضل الرحمن صاحب کے فرزند اور مدرسہ معمورہ ملتان کے فارغ التحصیل حافظ شیخ محمد علی کو اللہ تعالیٰ نے ۱۹ ، جون ۲۰۰۰ کو بیٹا عطاء کیا ہے۔ عزیز موصوف نے نومولود کا نام "شیخ عطاء المحسن" تجویز کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس بچے کو دین کا عالم اور اسلام کا سچا سپاہی بنائے۔ تمام اراکینِ ادارہ نومولود کی عمر میں برکت کی دعاء کرتے ہیں اور والدین کو مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ (آمین)

⦿ جنرل مشرف افغانستان اور نائجیریا میں نفاذِ شریعت کے اقدام کی تقلید کریں

⦿ سودی نظام کو ختم کر کے اللہ تعالیٰ سے جنگ بند کریں

⦿ چیف ایگزیکٹو کیبل ٹی وی نیٹ ورک پر پورے ملک میں پابندی لگائیں

⦿ بجٹ غیر متوازن ہے (امیر احرار حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری)

لاہور (معاویہ رضوان) مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی امیر ابن امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء المہیمن بخاری نے ایک بیان میں کہا ہے کہ نفاذ شریعت پاکستان کا بنیادی مقصد تھا جسے حکمرانوں اور سیاستدانوں نے فراموش کر دیا۔ جنرل مشرف افغانستان اور نائجیریا میں نفاذ شریعت کے اقدام کی تقلید کریں اور پاکستان میں فوری طور پر اسلامی نظام کے نفاذ کا اعلان کریں۔ سودی نظام کو ختم کر کے اللہ تعالیٰ سے جنگ بند کریں۔ اس یہودیانہ نظام نے ہماری معیشت کو تباہ کر دیا ہے۔ قیام پاکستان کے مقاصد پورے نہ کیے تو ملکی سلامتی ہمیشہ خطرے میں رہے گی۔ نفاذ اسلام کے بغیر ملکی سلامت و دفاع مستحکم نہیں ہو سکتی۔ انہوں نے کہا کہ دینی مدارس حکومت کے اعصاب پر سوار ہیں حکمرانوں کو مدارس فوبیا ہو گیا ہے بار بار سروے سے آخر حکومت کیا مقاصد حاصل کرنا چاہتی ہے۔ دینی مدارس کو نہ امریکی امداد ملتی ہے اور نہ آئی۔ ایم۔ ایف اور ورلڈ بینک سے وہ کچھ وصول کرتے ہیں۔ یہ مدارس محض اللہ تعالیٰ کی نصرت، اخلاص نیت اور غریب مسلمانوں کے تعاون سے تعلیم دین کا فریضہ انجام دے رہے ہیں مدارس میں مداخلت کی گئی تو علماء کرام تاریخ کی سب سے بڑی مزاحمتی تحریک چلائیں گے۔ چیف ایگزیکٹو کیبل ٹی وی نیٹ ورک پر پورے ملک میں پابندی لگائیں، اس کے ذریعے گھر گھر فحاشی کے اڈے کھل رہے ہیں یہ نئی نسل کو اعتقادی و اخلاقی طور پر تباہ کرنے کا یہودی و نصرانی منصوبہ ہے نئی این جی اوز کی تشکیل پر پابندی کو بحال رکھا جائے پابندی کے خاتمے کے حالیہ اقدام سے یہ تاثر راسخ ہوا ہے کہ پاکستان پر این جی اوز کی حکومت ہے، دینی مدارس کی بجائے ملک میں موجود این جی اوز کے فنڈز کی تحقیق کی جائے۔ یہود و نصاریٰ کی امداد سے چلنے والی تمام این جی اوز پر پابندی عائد کر کے ان کے اثاثے ضبط کیے جائیں انہوں نے کہا کہ بجٹ غیر متوازن ہے غربت کو نہیں غریب کو ختم کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ عوام کو کوئی ریلیف نہیں ملا مہنگائی کے شکنجے میں جکڑ کر لوگوں کا جینا دو بھر کر دیا گیا ہے، وعدوں کے باوجود پٹرول گیس اور بجلی کی قیمتوں میں کمی کرنے کی بجائے ڈیزل کی قیمت بڑھا دی ہے جبکہ عالمی منڈی میں قیمتیں کم ہوئی ہیں۔ حکومت کا یہ دعویٰ غلط ہے کہ ہم نے تیل کی قیمت کو عالمی منڈی کے ساتھ منسلک کر دیا ہے۔ گنگا الٹی بہہ رہی ہے اور بیروزگاری میں ریکارڈ اضافہ ہو رہا ہے ملک آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کی

دینی مدارس حکومت کے اعصاب پر سوار ہیں ۞ نئی این جی اوز کی تشکیل پر پابندی بحال رکھی جائے
۞ "جہادی مافیا" کی اصطلاح استعمال کرنا شرمناک ہے ۞ پاکستان میں اسلام کا راستہ اب کوئی نہیں روک سکتا

معاشی جکڑ آ بندیوں کے نرغے میں ہے بجٹ بھی انہی کی پالیسیوں کا مرقع ہے انہوں نے کہا کہ سیاسی جماعتوں کے پاس بے دینی فکری گمراہی اور لوٹ کھسوٹ کے سوا کوئی پروگرام نہیں ترپن ۵۳ سال سے چند خاندان اقتدار پر قابض ہو کر قومی دولت لوٹ رہے ہیں اور بے دین معاشرے کے استحکام کیلئے سرگرم ہیں سیاستدان کرپٹ ہیں ان کے کالے کرتوتوں کی وجہ سے ہی ان کے منہ پر کالک مل جا رہی ہے اور یہ اسی کے مستحق ہیں۔ انہوں نے کہا کہ جمہوریت غیر فطری اور مشرکانہ نظام ہے جو پوری دنیا میں ناکام ہو چکا ہے جمہوری نظام خود اپنے "بچے جمہوروں" کے ہاتھوں تباہ ہوا ہے "جہادی مافیا" کی اصطلاح استعمال کرنا شرم ناک ہے جہاد ہی نفاذ اسلام کا اصل اور واحد ذریعہ ہے ہماری باری تو اب آئی ہے اب علماء جمہوری خلا نہیں قومی قیادت کے خلا کو پر کریں گے مالی کرپشن اور آئینی بدعنوانیاں بھی سیاستدانوں نے ہی کی ہیں علماء نے نہیں فوج کو مجرم قرار دینے والے سیاستدان بھی مجرم ہیں جو اپنی بددیانتیوں سے ہر چند سال بعد فوج کو بلا لیتے ہیں۔ طالبان کا اسلامی انقلاب صدی کا سب سے بڑا انقلاب ہے۔ مسلم ممالک خصوصاً پاکستان میں اس انقلاب کے مثبت اثرات مرتب ہو رہے ہیں اسلام ہی پاکستان کا مقدر ہے اس کا راستہ اب کوئی نہیں روک سکتا۔

بقیہ از ص 50

غزنی سے صبح سوا چھ بجے روانہ ہوئے اور نماز مغرب قندھار شہر میں داخل ہو کر ادا کی غزنی سے قندھار تک کی سڑک تباہ حال ہے البتہ سڑک کے قریب رہنے والوں نے اپنی مدد آپ کے تحت اس پر مٹی ڈال کر گزشتہ سال کے مقابلے میں اسے قدرے ہموار کر دیا ہے جس کی وجہ سے گزشتہ سال تقریباً بیس گھنٹوں میں طے ہونے والا فاصلہ اس سال تیرہ گھنٹوں میں سمٹ گیا۔

نماز مغرب ادا کرنے کے بعد مقامِ ولایت (گورنر آفس) آ گئے، کھانا کھایا، نماز عشاء ادا کی، اور سو گئے۔ گزشتہ سال قیام والی قندھار کوٹھی (گورنر ہاؤس) میں رہا وہاں روزانہ نماز صبح کے بعد قرآن محل ملتان کے مدرس کا درس قرآن مجید ہوتا رہا اور اس کے بعد جامعہ تعلیم و تزکیہ ملتان کے حفظ و تجوید کے معلم قاری عبدالرحمن قاسمی صاحب نماز کے کلمات کی ادائیگی درست کرانے کے لیے نماز کہلاتے رہے۔ اس بار تعارض (حملے) کے سلسلے میں امیر المومنین نے مشاورت طلب کر رکھی تھی اور اس سلسلے میں آئے ہوئے علماء اور جہادی ماہرین یہاں ٹھہرے ہوئے تھے، اس لئے جگہ نہ ہونے کی وجہ سے ہمارے قیام کا انتظام مقام ولایت میں کیا گیا جو ایوانِ امارت (یعنی امیر المومنین کے دفتر) کے پہلو میں ہے اور اسی کے بالکل سامنے احمد شاہ ابدالی کا مزار اور جامع مسجد خرقہ شریف ہے۔

- دینی مدارس عساکر اسلام کی مضبوط چھاؤنیاں ہیں انہیں ختم کرنا ممکن نہیں
- قادیانی امت مسلمہ کے جسم کا وہ حصہ ہیں جو کٹ کر جہنم میں جا گرا ہے
- قادیانی صدق دل سے عقیدہ ختم نبوت پر ایمان لے آئیں اور اسلام قبول کر لیں تو سینے سے لگا لیں گے
- موجودہ حکومت نے سابقہ حکومتوں کی طرح قادیانیوں کو کھلی چھٹی دے رکھی ہے

(بائیسویں سالانہ سیرت خاتم النبیین کانفرنس چناب نگر کے اجتماع سے امیر احرار حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری اور دیگر احرار رہنماؤں کا خطاب)

چناب نگر (محمد مغیرہ) مجلس احرار اسلام کے زیر اہتمام بائیسویں سالانہ سیرت خاتم النبیین کانفرنس حسب سابق ۱۲ ربیع الاول کو چناب نگر میں پوری شان و شوکت اور حسن انتظام کے ساتھ منعقد ہوئی۔ شدید گرمی کے باوجود اس مرتبہ شرکاء کی تعداد سابقہ تمام اجتماعات سے بہت زیادہ تھی۔ سرخ پوشانِ احرار کے قافلے پورے نظم و ضبط کے ساتھ جمعرات کی شام چناب نگر پہنچنا شروع ہو گئے تھے اور قافلوں کی آمد کا سلسلہ تمام رات جاری رہا۔ جمعرات بعد نماز مغرب حضرت امیر احرار پیر سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ نے مجلسِ ذکر کا اہتمام فرمایا۔ ۱۲ ربیع الاول بروز جمعہ بعد نماز فجر مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا محمد اسحٰق سلیمی مدظلہ نے درس قرآن کریم ارشاد فرمایا۔ کانفرنس کا ماحول انتہائی نورانی تھا اور شرکاء روحانی فیوض و برکات سے مستفید ہو رہے تھے۔ جماعت کے فکر اور دعوت پر مشتمل لٹریچر حاصل کرنے کے لئے ایک بڑا کتب خانہ موجود تھا۔ مہمانوں کی تواضع اور استقبال کے لئے قائم مقام سیکرٹری اطلاعات محترم میاں محمد اویس اور مولانا محمد مغیرہ اپنے معاونین کے ساتھ استقبالیہ کیمپ میں موجود تھے۔ اسی طرح دیگر تمام شعبوں کے منتظمین اپنی اپنی ذمہ داریوں سے عمدہ برآ ہو رہے تھے۔ یوں تقسیمِ کار کی وجہ سے حسنِ انتظام مثالی تھا۔ ۱۲ ربیع الاول کو ساڑھے گیارہ بجے دوسری نشست کا آغاز ہوا۔ حضرت مولانا محمد اسحٰق سلیمی دامت برکاتہم نے سٹیج سنبھالا۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد حافظ محمد اکرم احرار اور حسین اختر لدھیانوی نے خوبصورت نعتیں اور نظمیں سنا کر سامعین کے دلوں کو گرمایا۔ مولانا محمد مغیرہ اور مولانا محمد یوسف احرار، مولانا منظور احمد اور سید محمد کفیل بخاری نے خطاب کیا۔ سید محمد کفیل بخاری نے حضرت پیرجی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ کی قیادت میں جماعت کی ایک سالہ کارکردگی پیش کی جس سے کارکنوں کا حوصلہ بڑھا اور انہوں نے جماعت کا موجودہ قیادت پر اپنے بھرپور اعتماد اور تعاون کا یقین دلایا۔ نمازِ جمعہ سے قبل امیر احرار حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری نے انتہائی بصیرت افروز اور ولولہ انگیز خطاب فرمایا۔ بعد ازاں خطبۂ جمعہ ارشاد فرمایا اور نمازِ جمعہ کی امامت فرمائی۔ آپ نے اجتماع سے

خطاب کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان میں اسلام کے سوا کسی نظام کو قبول کریں گے نہ چلنے دیں گے۔ پاکستان کو سیکولر اسٹیٹ بنانے کی سازش کے پس منظر میں قادیانیوں کا ہاتھ ہے دینی قوتیں اسلام اور وطن کی خاطر جان پر کھیل کر ایسی تمام سازشیں کچل کر رکھ دیں گی۔ انہوں نے کہا کہ فتنۂ قادیانیت دراصل فریضۂ جہاد کے خلاف انگریزوں کی سب سے بڑی سازش تھی جسے اکابر احرار اور علماء حق نے اپنی مخلصانہ جدوجہد سے ناکام بنایا انہوں نے کہا کہ میں قادیانیوں کو دعوت اسلام پیش کرتا ہوں قادیانی امت مسلمہ کے جسم کا وہ حصہ ہیں جو کٹ کر جسم میں جا گرا ہے وہ ہماری لٹی ہوئی متاع ہیں صدق دل سے عقیدۂ ختم نبوت پر ایمان لے آئیں اور اسلام قبول کر لیں تو سینے سے لگا لیں گے انہوں نے اقوام متحدہ میں قادیانیوں کی اس درخواست کی شدید مذمت کی جس میں انہوں نے پاکستان پر اپنے حقوق غصب کرنے کا الزام لگایا ہے انہوں نے کہا کہ یہ درخواست جھوٹ کا پلندہ اور قادیان کی انگریزی نبوت کا دھندہ ہے موجودہ حکومت نے سابقہ حکومتوں کی طرح انہیں کھلی چھٹی دے رکھی ہے اور قادیانی کھلے عام کفر و ارتداد پھیلا رہے ہیں۔ حضرت سید عطاء المہیمن بخاری نے کہا کہ جمہوریت اور سیکولرازم کفر کے ماسوا کچھ نہیں پاکستان میں اسلام کی حکومت قائم ہو کر رہے گی اور مجاہدین کی قربانیاں اور شہداء کا خون رائیگاں نہیں جائے گا دینی مدارس عساکر اسلام کی مضبوط چھاؤنیاں ہیں انہیں ختم کرنا ممکن نہیں ہم دینی مدارس میں حکومتی مداخلت ناکام بنا دیں گے۔ حکومت ملک میں احتساب کا عمل تیز کرے اور اپنے ایجنڈے پر قائم رہے لوٹی ہوئی ملکی دولت لیٹروں سے واپس لے سپریم کورٹ کے فیصلے کے مطابق سودی نظام معیشت کو ختم کرے، ملک میں مکمل اسلامی نظام کے نفاذ کا اعلان کرے قانون امتناع قادیانیت اور قانون توہین رسالت پر موثر عمل درآمد کرائے قادیانیوں اور دیگر غیر مسلموں کا خلاف اسلام لٹریچر ضبط کرے۔ تمام کلیدی عہدوں سے قادیانیوں کو بر طرف کرے۔ نماز جمعہ کے بعد فدائین ختم نبوت، سرخ پوشانِ احرار کا فقید المثال جلوس مسجد احرار سے روانہ ہوا۔ کارکنانِ احرار درود شریف کا ورد کرتے ہوئے رواں دواں تھے۔ اقصیٰ چوک پر شرکاء جلوس سے محترم پروفیسر خالد شبیر احمد نے خطاب کرتے ہوئے قادیانیوں کو خبردار کیا کہ وہ ارتداد پھیلانا بند کر دیں۔ ایوانِ محمود کے روبرو حضرت مولانا محمد اسحٰق سلیمی اور امیر احرار حضرت پیرجی مدظلہ نے خطاب فرمایا۔ حضرت امیر احرار نے مرزا قادیانی کی وہ عبارتیں سنائیں جن میں مسلمانوں کو گالیاں دی گئیں ھیں۔ انبیاء وصحابہ کی توہین کی گئی ہے۔ انہوں نے کہا کہ مرزائیو تم جس شخص کو نبی مانتے ہو وہ تو اپنی زبان اور قلم سے ایک شریف آدمی بھی ثابت نہیں ہوتا۔ انہوں نے چناب نگر کی انتظامیہ کی شدید مذمت کی جس نے احرار کے جلوس کے مقابل ایک اور جلوس لاکھڑا کیا۔ انہوں نے کہا کہ یہ مرزائیوں اور انتظامیہ کی ملی بھگت معلوم ہوتی ہے ہم سب مسلمانوں کا احترام کرتے ہیں اور قادیانیوں کی تمام سازشوں کو متحد ہو کر ناکام بنا دیں گے۔ جلوس کا اختتام ابن امیر شریعت حضرت پیرجی سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتھم کی دعاؤں کے ساتھ ہوا۔

امیر احرار، حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم کی مصروفیات

۳ جون: محترم قاضی حسین احمد (امیر جماعت اسلامی پاکستان) کی دعوت پر لاہور میں منعقدہ دینی جماعتوں کے سربراہی اجلاس میں شرکت، قاضی حسین احمد اور مولانا شاہ احمد نورانی سے ملاقات، حکومت کی سیکولر پالیسیوں اور این جی اوز کے دین دشمن کردار کے سدباب کیلئے غور و فکر اور مشترکہ لائحۂ عمل کی تجویز، ۴ تا ۷ جون قیام مسجد احرار چناب نگر، چنیوٹ اور مضافات میں احباب سے ملاقاتیں اور ہدایات، ۹ جون خطبۂ جمعہ مدنی مسجد، احرار مرکز چنیوٹ، ۱۰ تا ۱۶ جون قیام مسجد احرار چناب نگر۔ ۱۶ جون سالانہ سیرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کانفرنس چناب نگر میں خطاب، ۱۷ جون دفتر احرار لاہور میں احباب و کارکنان سے ملاقاتیں، شرکت تقریب نکاح دختر نثار احمد شیخ صاحب، ۱۸ تا ۲۱ جون قیام چناب نگر، ۲۲ جون شرکت و خطاب علماء کنونشن منصورہ لاہور، محترم قاضی حسین احمد سے ملاقات اور دینی جماعتوں کے مطالبات کے حوالے سے مشترکہ حکمت عملی پر غور و خوض، ۲۳ جون خطبۂ جمعہ دار بنی ہاشم ملتان، ۲۴ جون روانگی برائے تبلیغی دورہ سندھ، ۲۵ جون قیام سکھر، احباب جماعت اور دیگر حضرات سے ملاقاتیں، ۲۶ جون، حافظ عبدالعزیز صدر سیرت کمیٹی کوٹ غلام محمد کی دعوت پر محمدی جامع مسجد مدرسہ اشرف المدارس کوٹ غلام محمد میں بعد از عشاء خطاب، ۲۷ جون بعد نماز ظہر بخاری مسجد کنری شہر میں خطاب، جامع مسجد قبا، میر محلہ ڈگری خطاب بعد از عشاء، ۲۸ جون جامع مسجد تکی اڈہ میرواہ گورچانی خطاب بعد از ظہر، ۲۹ جون مجلس ذکر بعد نماز عشاء، دار بنی ہاشم ملتان، ۳۰ جون خطبۂ جمعہ دار بنی ہاشم ملتان، بعد از عشاء درس قرآن مسجد بخاری خونی برج ملتان، داعی خواجہ عبدالناصر، یکم جولائی جامعہ قاسمیہ انوار القرآن کوڑیاں ضلع جھنگ خطاب بعد از ظہر، داعی مولانا عبدالغفار نکیانہ سیال، ۲ جولائی علماء کنونشن اسلام آباد میں شرکت، ۲ تا ۵ جولائی اسلام آباد اور راولپنڈی میں کارکنان احرار سے ملاقاتیں، تنظیمی امور پر غور اور خطاب، ۷ جولائی خطبۂ جمعہ چناب نگر، ۱۴ جولائی خطبۂ جمعہ کوٹ مٹھن، داعی حفیظ الرحمن صاحب، ۲۶ جولائی بستی قریشیاں ضلع وہاڑی خطاب بعد از عشاء، داعی صوفی محمد خالص، ۲۷ جولائی مجلس ذکر دار بنی ہاشم ملتان، ۲۸ جولائی خطبۂ دار بنی ہاشم ملتان۔

مکتبۂ احرار لاہور کی نئی کتاب

حیات امیر شریعت
مؤلف: جانباز مرزا

* خطیب الامت * بطل حریت * امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کی مستند سوانح حیات * ملی و دینی خدمات * جہد ایثار اور عزیمت و استقلال کا عظیم مرقع نیا ایڈیشن، چار رنگا دیدہ زیب سرورق کے ساتھ پہلے تمام ایڈیشنوں سے یکسر مختلف اور منفرد قیمت:=/150 روپے

بخاری اکیڈمی دار بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان فون: 511961 - 061

محترم عبداللطیف خالد چیمہ مرکزی سیکرٹری اطلاعات مجلس احرار اسلام پاکستان کے دورۂ برطانیہ کی مصروفیات

۲۹، مئی کو گلاسگو سے لندن پہنچے، ۳۰ مئی کو آئین پاکستان کی دفعہ ۲۹۵ سی کے خلاف لندن میں پاکستان ہائی کمیشن کے سامنے گوہر شاہی اور اسلام دشمن لابیوں کی طرف سے مظاہرے کو مانیٹر کیا، ۲، جون کو تنظیم اہلسنت کے سربراہ قاری محمد عمران جہانگیری اور قاری محمد شریف اعوان، خالد چیمہ کی قیام گاہ ایسٹ ہیم تشریف لائے ۴، جون کو قاری محمد عمران جہانگیری کے ہمراہ ممتاز عالم دین اور محقق حضرت مولانا عتیق الرحمن سنبھلی سے تفصیلی ملاقات کی۔ ۸- جون کو لندن سے راچڈیل روانہ ہو گئے اور جمعیت علماء برطانیہ کے ناظم نشریات حافظ محمد اکرام کے ہاں قیام کیا ۹، جون کو مرکزی جامع مسجد راچڈیل کے خطیب اور ممتاز عالم دین مولانا عبدالمجید انور سے ملاقات کی۔ بعد نماز مغرب جمعیت علماء برطانیہ کے نائب امیر حضرت مولانا عبدالرشید ربانی سے مدنی مسجد ڈیوز بری میں ملاقات اور تبادلۂ خیال - ۱۰، جون کو حافظ محمد اکرام کے ہمراہ مانچسٹر روانگی قبل از عصر ممتاز سکالر حضرت مولانا علامہ خالد محمود سے ملاقات اور درس قرآن کریم میں شرکت۔ بعد از مغرب راچڈیل میں بھائی محمد عمران کی دعوت میں شرکت ۱۱، جون کو حافظ محمد اکرام کے ہمراہ ہڈرز فیلڈ، جامع مسجد بلال کے خطیب مولانا محمد اکرم، شیخ محمد انور، حاجی محمد صادق، حاجی محمد رفیق، آئی ایم جاوید اور دیگر قدیم و جدید احباب سے رابطہ و ملاقات، رات قیام چودھری محمد اکرم کے ہاں - ۱۲، جون حاجی محمد رفیق کے ہمراہ، عبدالعلیم، محمد یٰسین سیلانی شیخ محمد طارق و دیگر ساتھیوں سے ملاقاتیں، ہڈرز فیلڈ میں حاجی محمد رفیق اور مولانا محمد اکرم نے بھرپور رابطے کرائے۔ ۱۳، جون چودھری محمد اکرم کے ہمراہ راچڈیل روانگی قیام حافظ محمد اکرام کے ہاں۔ ۱۴، جون راچڈیل سے لندن روانگی، ۱۸، جون لندن سے گلاسگو روانگی آخر جون تک قیام گلاسگو شیخ عبدالواحد کے ہمراہ علماء کرام و احباب سے رابطہ و ملاقاتیں۔

جمہوریت سمیت تمام نظام ہائے کفر اسلام کی ضد ہیں
عقیدۂ ختم نبوت اور دفاعِ صحابہ کے لئے احرار کی
خدمات ملت اسلامیہ کا اثاثہ ہیں۔ (مولانا عتیق الرحمن سنبھلی)

لندن (۴، جون) ممتاز عالم دین اور سکالر مولانا عتیق الرحمن سنبھلی نے کہا ہے کہ اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے جو انفرادی و اجتماعی زندگی کے تمام مسائل کا احاطہ کرتا ہے، جمہوریت سمیت تمام نظام ہائے کفر اسلام کی ضد ہیں فکری و عملی تضادات پر مبنی رویوں کو ترک کئے بغیر اور سیرت

رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کا عملی نمونہ پیش کئے بغیر کوئی حقیقی تبدیلی نہیں آسکتی، ان خیالات کا اظہار انہوں نے مجلس احرار اسلام کے مرکزی سیکرٹری اطلاعات عبداللطیف خالد چیمہ سے اپنی رھائش گاہ پر ملاقات کے موقع پر گفتگو کرتے ہوئے کیا خالد چیمہ نے تنظیم اہلسنت برطانیہ کے سربراہ مولانا قاری محمد عمران خان جہانگیری کی معیت میں مولانا سنبھلی سے تفصیلی ملاقات و تبادلۂ خیال کیا۔ مولانا سنبھلی نے کہا کہ ہمیں دینی جدوجہد کی ادائیگی فرض سمجھ کر کرنی چاہیے، دین کے نفاذ کی جدوجہد ایک طویل سفر ہے ہم اس مشن کو اپنے اسلاف کی تربیت کی روشنی میں صحیح خطوط پر اگلی نسل تک منتقل کرنے والے بن جائیں تو یہی بہت بڑی بات ہے، نا مساعد حالات سے گھبرا کر دین کا کام چھوڑنے کی بجائے پوری استقامت سے اعلائے کلمۃ الحق کیلئے ڈٹ جانا چاہیے اور ہر حال میں دعوت و تبلیغ کا کام جاری رکھنا چاہیے۔ انہوں نے کہا کہ احرار دراصل تحریک مزاحمت کا دوسرا نام ہے اس جماعت نے برصغیر میں عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور دفاع صحابہ کرام کیلئے جو گرانقدر خدمات سرانجام دی ہیں وہ ملت اسلامیہ کا بہت بڑا اثاثہ ہیں، انہوں نے کہا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر اعتراضات کرنے والے منصب صحابیت سے نابلد ہیں، حضرت معاویہ کے بارے میں مولانا سید ابو معاویہ ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا جملہ "معاویہ صحابہ کی ڈیفنس لائن ہیں" بہت خوب ہے اور بے شک ایسا ہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ فرزندان امیر شریعت نے سادات کی عمومی عصبیت کے برعکس "دفاع معاویہ" اور "واقعہ کربلا" پر جو جرأت مندانہ اور دیانتدارانہ خدمات انجام دی ہیں میں ان کو بہت قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہوں اور دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ سب کو صحابہ کی سچی محبت عطا فرمائیں۔ مولانا نے مجلس احرار اسلام کے امیر حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاری کے انتقال پر تعزیت کی اور ان کے دینی کردار اور خدمات پر خراج تحسین پیش کیا۔

افغانستان میں اسلامی انقلاب کی کامیابی سے عالم کفر خائف ہے

مولانا یوسف لدھیانوی شہید کا مشن ہمارا نصب العین ہے۔ (مولانا عبدالرشید ربانی)

ڈیوز بری (۹ جون) جمعیت علماء برطانیہ کے نائب امیر اور ممتاز عالم دین مولانا عبدالرشید ربانی نے کہا ہے کہ علماء حق کی نمائندگی کرنے والوں نے ہمیشہ امت کی رہنمائی کا فریضہ انجام دیا ہے، دین دشمن قوتوں کی سازشوں کو ناکام بنانے کیلئے ضروری ہے کہ ہم فروعی اختلافات میں الجھنے کی بجائے اصل دشمن کی پہچان پیدا کریں ان خیالات کا اظہار انہوں نے پاکستان سے آئے ہوئے مجلس احرار اسلام کے مرکزی سیکرٹری اطلاعات عبداللطیف خالد چیمہ سے اپنے دفتر میں ملاقات کے موقع پر گفتگو کرتے ہوئے کیا۔

انہوں نے کہا کہ افغانستان میں اسلامی انقلاب کی کامیابی سے خائف عالمی کفریہ طاقتیں مسلمانوں کے خلاف زہرناک پراپگنڈے میں مصروف ہیں اور عالمی میڈیا پر ہمیں بدنام کرنے کے لئے اوچھے ہتھکنڈے استعمال کیئے جارہے ہیں

انہوں نے کہا کہ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی سمیت جید علماء کرام کا قتل دراصل اہلِ حق کو راستے سے ہٹانے کی مذموم کوشش ہے، قربانی و شہادت ہمارا ورثہ ہے مولانا لدھیانوی نے اپنی ایثار پیشہ زندگی اور شہادت سے جو درس ہمیں دیا ہے وہ ہمارا نصب العین ہے اور ہم ان کے مشن کے کارندے ہیں۔ مولانا عبدالرشید ربانی نے قائدِ احرار سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال پر اظہار تعزیت کرتے ہوئے ان کی گرانقدر اور جرأت مندانہ خدمات و کردار کو خراج تحسین پیش کیا اور کہا کہ وہ پاکستان کے دورے کے موقع پر احرار کے مرکزی دفتر ملتان آئیں گے۔

عبداللطیف خالد چیمہ نے پاکستان میں دینی جماعتوں کے کردار اور مجلس احرار اسلام اور تحریک ختم نبوت کے کام کی تفصیلات سے مولانا کو آگاہ کیا۔ دونوں رہنماؤں نے اس امر پر اتفاق کیا کہ "این جی اوز" کے چہرے سے نقاب اتارنے کے لئے دینی جماعتوں کو مؤثر کردار ادا کرنا چاہیے۔

لندن میں فتنہ گوہر شاہی اور "یونائیٹڈ فرنٹ" کا ۲۹۵ سی کے خلاف مظاہرہ

[illegible]

لندن (۳۰ مئی عرفان اشرف) پاکستان میں دینی جماعتوں کے احتجاج کے بعد توہینِ رسالت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مرتکب کے خلاف پرانے اور مروجہ طریقِ کار کو بحال و برقرار رکھنے کے سرکاری اعلان کے بعد فتنہ گوہر شاہی سمیت دین دشمن لابیوں نے "یونائیٹڈ فرنٹ فار جسٹس" کے زیر اہتمام ۳۰ مئی کو ۲۹۵ سی کے خلاف لندن میں پاکستان ہائی کمیشن کے سامنے مظاہرہ کیا، مظاہرہ سے ایک روز قبل مجلس احرار اسلام کی طرف سے لندن میں تمام دینی جماعتوں کے سرکردہ رہنماؤں سے مظاہرے کو مانیٹر کرنے کیلئے فون پر صلاح مشورے کیئے گئے اور درخواست کی گئی کہ مظاہرے کو مانیٹر کرنے کیلئے ذمہ دار اصحاب کو وہاں لازماً پہنچنا چاہیے، تقریباً ۱۰ بجے صبح تا ۱۲ بجے ہونے والے اس مظاہرے کو مانیٹر کرنے کیلئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنما مولانا منظور احمد الحسینی، مجلس احرار اسلام کے عبداللطیف خالد چیمہ اسلامک دعوۃ کونسل کے مولانا عبدالرحمن باوا کے علاوہ جناب طٰہٰ قریشی، حافظ احمد عثمان شاہد، صوفی محمد قربان سمیت متعدد حضرات موجود تھے بعد ازاں عبداللطیف خالد چیمہ نے ایک بیان میں کہا کہ توہینِ رسالت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے قانون کے خلاف احتجاج اور پراپگنڈہ کرنے والے دراصل یہود و نصاریٰ کے ایجنڈے پر کام کر رہے ہیں اور پاکستان میں انارکی پیدا کر کے اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل چاہتے ہیں، اسلام و ملک دشمن قوتیں انسانی و اقلیتی حقوق کے تحفظ کا لبادہ اوڑھ کر ملک کے اسلامی و نظریاتی تشخص کو تباہ کرنا چاہتے ہیں اور سیکولرازم اور لادینیت کا راج قائم کرنے کے لئے اپنے بیرونی آقاؤں کا حقِ نمک ادا کر رہے ہیں، خالد چیمہ نے کہا کہ ۲۹۵ سی محسن انسانیت (صلی اللہ علیہ وسلم) سمیت تمام انبیاء کرام علیہم

اسلام کے منصب نبوت کے تحفظ کے لئے ہے کسی اقلیتی گروہ کے خلاف نہیں اور نہ ہی مذہبی طبقے اس کو کسی منافرت کیلئے استعمال کر رہے ہیں اس کو ختم کرنے کا مطالبہ کرنے والے قادیانیوں اور اسلام دشمن قوتوں کے ہاتھوں استعمال ہو رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ بشپ جان جوزف نے ساہیوال کی عدالت کے سامنے خود کشی نہیں کی تھی بلکہ اسے اس کے عیسائی ساتھیوں نے قتل کیا تھا جو بیرونی امداد کی باہمی تقسیم کا شاخسانہ تھا۔

انہوں نے کہا کہ اسلام سے متصادم نظریات کے حامل کسی فرد یا گروہ کو دجل و تلبیس کے ذریعے اسلام میں نقب زنی یا اپنے کفر و ارتداد کو اسلام ظاہر کرنے کا کوئی حق حاصل نہیں اور نہ ہی اسکا کوئی قانونی اخلاقی یا انسانی جواز ہے جو فتنہ پردازی کرتے ہوئے ایسا کرے گا اس کی بھرپور مزاحمت کی جائے گی اور پوری قوت کے ساتھ گوہر شاہی فتنے سمیت تمام قدیم و جدید فتنوں کا مکمل تعاقب اور استیصال کیا جائے گا ایسے تمام فتنوں کے کفریہ عقائد کو عیاں کرنا ہماری دینی و قومی ذمہ داری بھی ہے اور ہمارا بنیادی انسانی و آئینی حق بھی۔

وفاقی وزیر عثمان امین الدین کا ۲۹۵ سی کے بارے میں بیان منافقت پر مبنی ہے وزراء طے شدہ مسائل کو از سرِ نو چھیڑ کر فوجی حکومت کے لئے مشکلات پیدا کر رہے ہیں۔

(عبداللطیف خالد چیمہ)

لندن (۱۹ مئی) مجلس احرار اسلام، انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ، اسلامک دعوۃ کونسل، اور تنظیم اہلسنت برطانیہ نے پٹرولیم اور قدرتی وسائل کے وفاقی وزیر عثمان امین الدین کی طرف سے لندن میں یو کے پاکستان چیمبرز آف کامرس کے ڈنر کی تقریب سے خطاب کے موقع پر ایک سوال کے جواب میں کہ "دفعہ 295 ختم نہیں کی جارہی اس میں تبدیلی لائی جارہی ہے اور کمپیں رپوٹ کرنا ایس ایچ او سے ڈپٹی کمشنر کو منتقل کیا جانا مقصود ہے کیونکہ ڈی سی چھان بین کر کے کیس رجسٹر کرنے کو کہہ سکتا ہے جبکہ ایس ایچ او کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ بغیر چھان بین کیئے کیس رجسٹر کرے، حکومت نے جو کیا اس سے منحرف نہیں ہو رہی عارضی طور پر یہ سلسلہ روک دیا ہے اور مناسب وقت پر لاگو کیا جائیگا" پر شدید ردِ عمل ظاہر کیا ہے مولانا امداد الحسن نعمانی، مولانا عبدالرحمن یعقوب باوا، عبداللطیف خالد چیمہ اور قاری محمد عمران خان جہانگیری نے ایک مشترکہ بیان میں کہا ہے کہ یہ بیان منافقت پر مبنی ہے۔ ایسے وزراء طے شدہ مسائل کو از سرِ نو چھیڑ کر ان کو متنازعہ بنانے کی مذموم کوشش کر رہے ہیں اور خود ہی اپنے ہاتھوں فوجی حکومت کیلئے مشکلات پیدا کر رہے ہیں انہوں نے کہا کہ پاکستان کے تمام مکاتب فکر کے متفقہ مطالبے کی روشنی میں جب جنرل مشرف خود توہین رسالت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مرتکب کے خلاف مقدمہ کے اندراج کے سلسلہ میں پرانے اور مروجہ طریق کار کو برقرار و بحال رکھنے کا واشگاف اعلان کر چکے ہیں تو پھر عثمان امین الدین جیسے وزیر با تدبیر کا اس مسئلہ پر اظہار خیال ابہام اور کئی قسم کے شکوک شبہات کو جنم دیتا ہے لہٰذا حکومت کو اسکی فوری وضاحت کرنی چاہئے علاوہ ازیں شیخ عبدالواحد، محمد اکرم راہی اور عرفان اشرف چیمہ نے مطالبہ کیا ہے کہ حکومت وفاقی وزیر کے بیان کا فوری نوٹس لے۔

سید محمد کفیل بخاری مرکزی نائب ناظم مجلس احرارِ اسلام پاکستان

۳، جون، امیر احرار کے ہمراہ لاہور میں دینی جماعتوں کے مشترکہ اجلاس میں شرکت۔ ۴، ۵، ۶، جون قیام دفتر احرار لاہور۔ ۷ تا ۱۳ قیام دارِ بنی ہاشم ملتان۔ ۹، جون خطبہ جمعہ دارِ بنی ہاشم ملتان۔ ۱۴، سفر برائے چناب نگر۔ ۱۶، جون ۱۲ ربیع الاول سیرت خاتم النبیین کانفرنس چناب نگر میں شرکت اور خطاب ۱۷ تا ۲۰ قیام ملتان۔ ۲۱ قیام دفتر احرار لاہور، ۲۲ حضرت امیر احرار کے ہمراہ علماء کنونشن منصورہ میں شرکت۔ حرکت المجاہدین کے زیر اہتمام مسجد عائشہ لاہور میں مولانا ارشاد شہید کانفرنس سے خطاب ۲۳ جون خطبۂ جمعہ جامع مسجد عثمانیہ چیچہ وطنی۔ بعد از جمعہ ملاقات کارکنانِ احرار و شرکتِ اجلاس دفتر احرار چیچہ وطنی۔ شام واپسی ملتان۔ ۲۴ تا ۳۰ جون قیام ملتان۔ یکم جولائی سفر برائے اسلام آباد۔ ۲، جولائی شرکت علماء کنونشن اسلام آباد ہمراہ حضرت پیر جی مدظلہ۔ ۲ تا ۵ جولائی قیام اسلام آباد۔ دورۂ پشاور۔ ہمراہ محترم میاں محمد اویس صاحب و دلبر کاشمیری صاحب۔ ۷ جولائی۔ ۱۴، جولائی خطبات جمعہ ملتان۔

ماہنامہ الفرقان، لکھنو کا خاص نمبر

بیاد

مفکر اسلام حضرت **مولانا محمد منظور نعمانی** علیہ الرحمہ

مرتبہ: مولانا عتیق الرحمن سنبھلی

۞ تاریخ ساز شخصیت کی جیتی جاگتی تصویر ۞ ایک صدی کی سراپا جہد و عمل زندگی کی دستاویز ۞ فکرِ نعمانی کی جھلکیاں ۞ ہم عصروں اور ارادت مندوں کا خراجِ تحسین ۞ خوبصورت یادیں ۞ ایمان افروز باتیں حضرت نعمانی کے رشحات قلم ۞ چار رنگا دیدہ زیب ٹائٹل ۞ سفید کاغذ ۞ اعلیٰ طباعت ۞ ۶۷۶ صفحات ۞ قیمت =/۲۲۵ روپے۔

مع محصول ڈاک منی آرڈر بھیج کر طلب فرمائیں

بخاری اکیڈمی دارِ بنی ہاشم۔ مہربان کالونی ملتان۔ 60000

فون: 511961 - 061

خادم حسین

حسنِ انتقاد

تبصرہ کے لئے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے۔

دجّال قادیان!

مصنف: محمد طاہر عبدالرزاق، ضخامت: ۱۷۶ صفحات

قیمت: ۷۰ روپے

ملنے کا پتہ: دارالکتاب، عزیز مارکیٹ اردو بازار لاہور

ردّ قادیانیت کے لٹریچر کے مصنفین میں محمد طاہر "عبدالرزاق" ایک معروف نام ہے۔ اس نوجوان کا جذبۂ دینی، حبّ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور عزم و استقامت کو دیکھ کر ان کیلئے دل سے دعائیں نکلتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس محنت و کاوش کو ان کیلئے توشۂ آخرت بنادے (آمین)

کتاب کے سرورق پر مصنف کا نام اس طرح درج ہے "محمد طاہر رزاق" میں نے تصرف کر کے اسے طاہر عبدالرزاق سے بدل دیا ہے وجہ یہ ہے کہ "رزاق" اللہ تعالیٰ کا صفاتی اسم مبارک ہے۔ عبودیت کے اظہار کے بغیر اس کے معنی مخلوق کے شایانِ شان نہیں۔ میری درخواست ہے کہ مصنف آئندہ اپنی تمام کتابوں پر اپنا نام "طاہر عبدالرزاق" لکھیں۔

زیر تبصرہ کتاب "دجّال قادیان" مرزا قادیانی کی شخصیت کا تجزیہ ہے جو دراصل مصنف کے ردّ قادیانیت میں لکھے ہوئے دس مضامین کا مجموعہ ہے۔ تاریخ و تحقیق اور محاسبۂ قادیانیت پر مشتمل ان کی تحریروں کا حسین مرقع ہے ابتداء میں جاوید چودھری اور ڈاکٹر وحید عشرت کے جاندار مقدمات سے کتاب مستند ہو گئی ہے۔

ذیل کے عنوانات سے ہی اندازہ کر لیں کہ کتاب اپنے اندر دلائل کی کتنی طاقت لئے ہوئے ہے۔

اللہ کا گستاخ، کیا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہیں، مرزا قادیانی کو نبی کیوں بنایا گیا، ختم نبوت کے پاسبان، مرزا قادیان کا حافظہ، مسٹر گالی گلوچ، مجرم اعتراف جرم کرتا ہے، مرزا قادیانی کا بچپن، قادیان کا بد کردار، ایک منہ دو زبانیں۔ کمپیوٹر کتابت، مجلد، چہار رنگے سرورق پر مرزا قادیانی کی تصویر جو دجال سے مکمل مشابہ ہے۔ اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ۔

"قادیانیت کُش"

مصنف: طاہر عبدالرزاق، ضخامت: ۱۵۷ صفحات

قیمت: ۸۰ روپے

ملنے کا پتہ: دارالکتاب، عزیز مارکیٹ اردو بازار لاہور

زیر تبصرہ کتاب بھی مصنف کی مختلف تحریروں کا مجموعہ ہے جو فتنۂ قادیانیت کے محاسبہ و تردید میں لکھی گئیں۔

قادیانی اخلاق، ڈاکٹر عبدالسلام، مرزا قادیانی کا معافی نامہ، مرزائیت شکن مجاہد، مرزا قادیانی کے فرشتے، اے گستاخِ رسول، ذرا دامن تو دیکھ، مرزا قادیانی کا جسمانی ڈھانچہ، قادیانی نواز اسلام کا موذی دشمن، مرزا قادیانی کی خوراک، ظالم کون، مسلمان یا مرزا قادیانی، گلدستۂ اشعار ختم نبوت۔

عنوانات خود بولتے ہیں کہ مصنف نے کس جرأت کے ساتھ قادیانی ناسور کو کاٹا ہے۔ ان کا قلم حُبّ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنائی لیکر ظلمت زار قادیان پر پوری قوت اور آب و تاب کے ساتھ حملہ آور ہے۔ تحریک ختم نبوت کے ہر کارکن کیلئے اس کا مطالعہ ازحد ضروری ہے۔

ادارہ

مسافران آخرت

شیخ الحدیث حضرت مفتی محمد وجیہہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ

دارالعلوم مظاہر العلوم حیدر آباد کے مہتمم، استاذ الحدیث حضرت مفتی محمد وجیہہ صاحب گزشتہ ماہ رحلت فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت مفتی محمد وجیہہ صاحب مظاہر العلوم سہارنپور کے فاضل، دارالعلوم ٹنڈوالٰہ یار کے سابق شیخ الحدیث اور حضرت مولانا مسیح اللہ صاحب رحمہ اللہ کے خلیفہ مجاز تھے۔ وہ ایک عالم باعمل اور حامل سنت نبوی تھے۔

مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر حضرت پیر جی سید عطاء المھیمن بخاری مدظلہ، اور سیرت کمیٹی کوٹ غلام محمد (سندھ) کے امیر حافظ عبدالعزیز صاحب نے حضرت کے انتقال پر ان کے تمام پسماندگان و لواحقین سے اظہار تعزیت کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت مفتی صاحب کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عطاء فرمائے اور لواحقین کو صبرِ جمیل عطاء فرمائے۔ آمین

محترم ماسٹر غلام یٰسین صاحب کو صدمہ: مجلس احرار اسلام تلہ گنگ کے امیر محترم ماسٹر غلام یٰسین صاحب کی بیٹی گزشتہ ماہ انتقال کر گئیں، محترم ماسٹر صاحب اور خاندان کے دیگر افراد کو جو صدمہ پہنچا ہے وہ انتہائی گہرا ہے۔ ہم تمام اراکین ادارہ ان کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔ حضرت پیرجی سید عطاء المھیمن بخاری، حضرت مولانا محمد اسحٰق سلیمی اور سید محمد کفیل بخاری محترم ماسٹر غلام یٰسین صاحب سے اظہارِ تعزیت کرتے ہیں۔ مرحومہ کے لئے دعاء مغفرت کرتے ہیں اور لواحقین کیلئے صبرِ جمیل کی دعا کرتے ہیں۔

محترم عبدالمجید قریشی کو صدمہ:

معروف ادیب محترم عبدالمجید قریشی صاحب (ملتان) کی اہلیہ محترمہ گزشتہ ماہ مختصر علالت کے بعد انتقال کر گئیں۔ اراکینِ ادارہ ان کی مغفرت کی دعا کرتے ہیں اور محترم قریشی صاحب سے اظہارِ تعزیت کرتے ہیں۔

آزادی کی انقلابی تحریک

فوجی بھرتی بائیکاٹ 1939ء ● مؤلف محمد عمر فاروق
(قیمت 150 روپے)

● جنگ عظیم دوم میں ہندوستان سے انگریزی فوج میں بھرتی کے خلاف ایک عظیم تحریک ● فوجی بھرتی کے خلاف ہندوستان بھر میں مجلس احرار اسلام کی پہلی اور تنہا آواز ● اکابر احرار کی جرأت و کردار ● آزادی کے گمنام کارکنوں کا تذکرہ ● قربانی وایثار کی لازوال داستان ● ایمان پرور واقعات اور کفر شکن مہمات ● تاریخ آزادیٔ ہند کے اس روشن باب پر پہلی کتاب

ملنے کا پتہ: بخاری اکیڈمی دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان (فون: 511961)

تحریک تحفظ ختم نبوت (شعبہ تبلیغ)
مجلس احرار اسلام کے زیر اہتمام

جنت میں گھر بنائیے!

مرکزی مسجد عثمانیہ

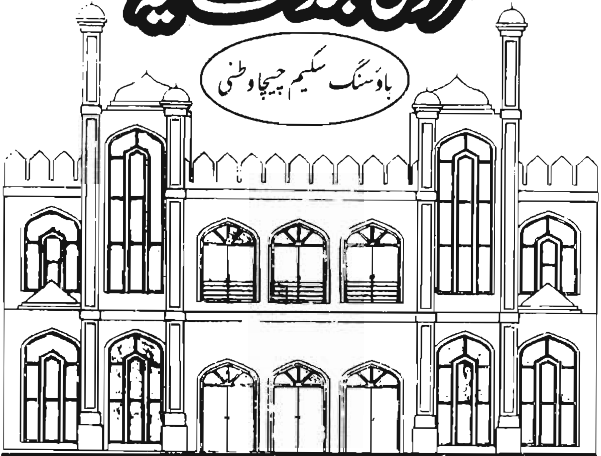

آرکیٹیکٹ: محمد عمران محبوب فیصل آباد 754274

مرکزی مسجد عثمانیہ

ہاؤسنگ سکیم چیچاوطنی کی تعمیر جاری ہے نقد یا سامان کی صورت میں تعاون کا ہاتھ بڑھائیں اور اللہ سے اجر پائیں

رابطہ و معلومات اور ترسیل زر کے لیے

دفتر دار العلوم ختمِ نبوت بلاک نمبر 12 چیچا وطنی فون نمبر: 0445 - 611657

کرنٹ اکاؤنٹ نمبر 2324-9 نیشنل بنک جامع مسجد بازار چیچاوطنی
اکاؤنٹ بنام: مرکزی مسجد عثمانیہ ہاؤسنگ سکیم چیچاوطنی

منجانب
انجمن مرکزی مسجد عثمانیہ (رجسٹرڈ) فون نمبر 0445 - 610955
ای بلاک لوانکم ہاؤسنگ سکیم چیچاوطنی۔ ضلع ساہیوال پاکستان

Adarts-HRA-1/2000

ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوّت ملتان

کے دو عہد ساز نمبر

امیرِ شریعت نمبر

بیاد

امیرِ شریعت، خطیبُ الامّت

بطلِ حریت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ

★ اُردو زبان کے سب سے بڑے خطیب کے سوانح و افکار ★ ایک تاریخ، ایک دستاویز، ایک داستان ★ خاندانی حالات، سیرت کے مجلّہ اوراق ★ خطابتی معرکے، سیاسی تذکرے ★ بزم سے لے کر رزم اور منبر و محراب سے لے کر دار و رسن تک ★ نصف صدی کے ہنگاموں، جہادی معرکوں، تہذیبی محاربوں، مذہبی سازشوں، سیاسی مجادلوں اور علمی محاذ آرائیوں کی فضاؤں میں ایک آوازِ ہدایت، جو بصیرت، حُریت اور بغاوت کا سرچشمہ تھی۔

★ خوبصورت سہ رنگا سرِورق، مجلد، اعلیٰ طباعت

صفحات: ۵۷۶ ، قیمت ۳۰۰ روپے

مستقل سالانہ خریداروں کے لئے خاص رعایت۔

صرف ۲۰۰ روپے پیشگی منی آرڈر بھیج کر طلب فرمائیں۔

جانشینِ امیرِ شریعت نمبر

بیاد

جانشینِ امیرِ شریعت، قائدِ احرار

سید ابو معاویہ ابوذر بخاری رحمہ اللہ

★ ایک قادر الکلام خطیب اور متبحر عالمِ دین کے سوانح و افکار۔ ★ ایک مفکر اور قائد کے عزم و ہمّت اور جرأت و شجاعت کا تذکرہ ★ ایک شاعر ادیب اور محقق کی علمی ادبی، صحافتی اور دینی و تحریکی خدمات ★ تاریخِ احرار کا ایک روشن باب ★ فکرِ احرار کا امین و وارث

★ عظمتِ صحابہ کا نقیب و محافظ۔

★ ایک مفکّر، مبلّغ خطیب اور ادیب کی داستانِ حیات۔

صفحات ______ ۳۰۰

قیمت ______ ۵۰ روپے

پیشگی منی آرڈر بھیج کر رجسٹرڈ ڈاک سے حاصل کریں۔

ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوّت، دارِ بنی ہاشم، مہربان کالونی ملتان۔ فون ۵۱۱۹۶۱-۰۶۱

Design & Printing by Al-Kitab Graphics Pul Shiwala Multan Ph : 584604